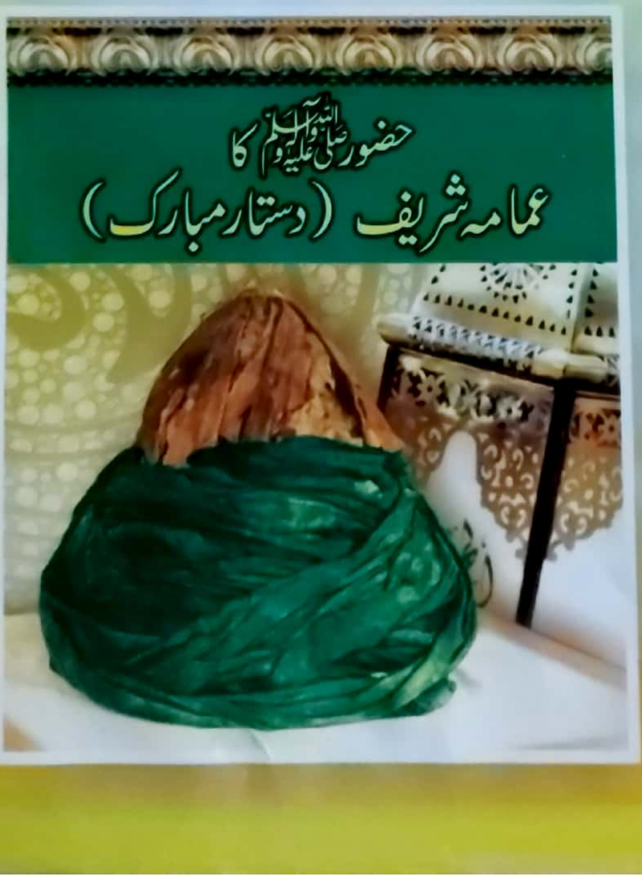

فقر کا دنیا میں واحد ترجمان
ماہنامہ
سلطان الفقر
لاہور
مارچ 2008ء
ربیع الاول ۱۴۲۹ھ
محمد
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
عید میلاد النبی نمبر
شیرازہ ہوا ملّتِ مرحوم کا ابتر
اب تو ہی بتا تیرا مسلمان کدھر جائے
وہ لذّتِ آشوب نہیں بحرِ عرب میں
پوشیدہ جو ہے مجھ میں وہ طوفان کدھر جائے
اس راز کو اب فاش کر اے روحِ محمدؐ
آیاتِ الٰہی کا نگہبان کدھر جائے

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

اللہ اور اس کے ملائکہ نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجتے ہیں، اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم بھی آپ ﷺ پر درود و سلام بھیجو۔ (الاحزاب 56)

اُتر کر غارِ حرا سے سوئے قوم آیا
اور اِک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا





مہرِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم



الفقر فخری والفقر منی (الحدیث)
فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے

فقر کا دنیا میں واحد ترجمان

ماہنامہ
سلطان الفقر
لاہور پاکستان

شمارہ نمبر		ربیع الاول	جلد نمبر
08	مارچ 2008ء	۱۴۲۹ھ	02

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ

جو لوگ ہماری طرف آنے کی جدوجہد اور کوشش کرتے ہیں ہم انہیں اپنی طرف آنے کے راستے دکھا دیتے ہیں۔ پ سورۃ العنکبوت ۶۹

فیضانِ نظر
سلطان الفقر حضرت سخی سلطان
محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ

زیرِ نگرانی
خادم سلطان الفقر حضرت سخی سلطان
محمد نجیب الرحمن مدظلہ الاقدس صاحب سروری قادری

فہرس

مدیرِ اعلیٰ	محمد اسد سروری قادری
مدیر	حماد الرحمن سروری قادری
مدیرِ معاون آرٹ و خازن	محمد ناصر حمید سروری قادری
مدیرِ ترسیل	محمود احمد سروری قادری
مدیرِ ادارت	محمد ساجد سروری قادری

مقامِ اشاعت

المرتضیٰ
20 ہدایت اللہ بلاک مصطفیٰ ٹاؤن وحدت روڈ ڈاکخانہ منصورہ لاہور۔ پوسٹ کوڈ 54790
PTCL V Wireless 042: 5031210
PTCL V پر رابطہ روزانہ شام 7 بجے سے رات 10 بجے تک
اور اتوار کے دن 1 بجے سے رات 10 بجے تک
Cell:0322-4722766
Mob: 0321-4254906
E-mail: sultanulfaqar@yohoo.com

اطلاع برائے سالانہ خریداران

ماہنامہ سلطان الفقر ہر ماہ کی یکم تاریخ کو حوالہ ڈاک کر دیا جاتا ہے اگر دس تاریخ تک نہ ملے تو مدیرِ ترسیل کو مطلع کریں۔

زرِ تعاون

فی شمارہ 25 روپے
سالانہ چندہ 250 روپے

اس جریدے میں قرآنی آیات اور احادیث کا بغور مطالعہ کیا جاتا ہے تاہم اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو سہواً ہوگی اور اسکی نشاندہی پر ادارہ آپ کا شکر گزار ہوگا۔

پبلیشر ناصر حمید سروری قادری نے آر۔ٹی۔ پرنٹرز لاہور سے چھپوا کر المرتضیٰ 20 ہدایت اللہ بلاک مصطفیٰ ٹاؤن وحدت روڈ لاہور سے شائع کیا۔

Scanned with CamScanner



حمدِ باری تعالیٰ جل جلالہ

اے خدا ربِ کریم تُو مالکِ ارض و سما
تو لائقِ بندگی کوئی نہیں تیرے سوا

لمحے لمحے میں کرشمہ تیری قدرت کا کمال
ذرے ذرے میں عیاں ہے تیری حمد و ثنا

عقلِ آدم کی پہنچ سے تو بلند و بالا ہے
نارسائی میں بھی حکمت کیا ہے تیری ادا

میرے سینے میں سمایا تیری محبت کا نشہ
تن میں رہتے ہوئے تن سے ہوا میں جدا

میرے سجدوں کو بیداری، شب تونے دی
اے خدا رب کریم ہو جاؤں تجھ میں فنا

نہ عمل میرے پاس ہے نہ کوئی کردار ہے
دیکھنا تو دیکھ دِل یہ بھلا کس کا ہوا

خدا سے کب میں ساجد بادشاہی چاہتا ہوں
ہو محمدؐ تک رسائی بس یہی صرف دعا

محمد ساجد سروری قادری



نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جبیں میلی نہیں ہوتی دہن میلا نہیں ہوتا
ثناء خوانِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا لہن میلا نہیں ہوتا

زمین تو چومتی ہے جسم ایسے پاک لوگوں کے
جو سوئیں خاکِ طیبہ پہ بدن میلا نہیں ہوتا

عقیدت سے زباں میری پڑھے ہے نعت آقاؐ کی
لکھوں انوار طیبہ کے سخن میلا نہیں ہوتا

برستی ہے جہاں برسات صبح و شام رحمت کی
گلِ اُلفت بہاروں کا سمن میلا نہیں ہوتا

ہے مرکز اپنی سوچوں کا درِ اقدس مدینہ ہی
نگاہوں کی محبت کا ثمن میلا نہیں ہوتا

نبی اقدسؐ کے قدموں کی میں بن کر خاک جیتا ہوں
ہوں وابستہ مدینے سے سو من میلا نہیں ہوتا

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی تمنا ہے بنے مدفن مدینے میں
بسیرا خاک میں کرلوں بدن میلا نہیں ہوتا

نجیبؔ اپنی تو سانسیں بھی مدینے پاک سے آئیں
محبت کی نگاہوں کا چمن میلا نہیں ہوتا

[illegible]

پروفیسر عبدالمجید چٹھہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یارسول اللہ

خیالِ خواندن چندیں کتب چراست ترا   الف بس است اگر فہم این اداست ترا

☆ ترجمہ: تجھ پر اس قدر کتابیں پڑھنے کی دُھن کیوں سوار رہتی ہے؟ اگر تُو صاحبِ فہم ہے تو تیرے لئے ''علم الف'' (اسم اللہ ذات) ہی کافی ہے۔ (فرمانِ باھُوؒ)

الف اللہ چنبے دی بُوٹی میرے من وچ مرشد لائی ھُو



شرحِ نورِ محمد، روحِ محمد اور جسدِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جب اللہ تعالیٰ نے اپنی خداوندی کو ظاہر کرنا چاہا تو اپنی ذات کے نور سے ایک نور کو جدا فرمایا اور جب اپنی محبت و معرفت و جمالیت کے آئینے میں اُس نور کو دیکھا تو خود ہی اُس کے اشتیاق میں مبتلا ہو گیا اور اُسے نورِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا خطاب دیا اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام حبیب اس وجہ سے پڑا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی زبانِ قدرت سے فرمایا: ''اے حبیبؐ! جنبش فرماؤ اور ہم سے کلام فرماؤ۔'' اس پر نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنبش فرمائی اور بولے: ''یا اللہ جل جلالہٗ'' اسم اَللّٰہُ کا اظہار سب سے پہلے نورِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی سے ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے نورِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دو لاکھ تہتر ہزار (2,73,000) سال اپنے مدِنظر رکھا۔ اس کے بعد حق سبحانہٗ تعالیٰ نے لطف و کرم سے فرمایا: - ''اے نورِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! روحِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں ڈھل جا۔'' اس حکم پر نورِ محمد ﷺ سے روحِ محمد ﷺ پیدا ہوگئی۔ پھر حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی زبانِ قدرت سے فرمایا: ''اے روحِ محمد! (ﷺ) اُٹھ اور مجھ سے کلام کر۔'' روحِ محمد ﷺ نے کہا! ''اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ'' اور اللہ تعالیٰ نے اپنی زبانِ قدرت سے فرمایا: ''وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ'' اس کلمۂ توحید سے فقر معرفتِ توحید کی نوری صورت پیدا ہوئی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نوری صورت روح سے بولی: ''السلام علیکم یا روحِ محمد (ﷺ)'' روحِ محمد ﷺ نے جواب دیا: ''وعلیکم یا صورتِ نورِ فقر توحیدِ معرفتِ الٰہی۔'' اس کے بعد روحِ محمد ﷺ کی خواہش پر فقر معرفتِ توحیدِ الٰہی کی نوری صورت نے روحِ محمد ﷺ کے دِل میں سکونت اختیار کرلی اور تصدیقِ قلبی کے ساتھ وجودِ محمد ﷺ سے یک وجود و یکتائی ہوگئی۔ اس کے بعد حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنی زبانِ قدرت سے فرمایا: ''اے روحِ محمد (ﷺ) اُٹھ اور ہمارے ساتھ مزید کلام کر۔'' اس پر روحِ محمد ﷺ نے کہا! ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' اور حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنی زبانِ قدرت سے فرمایا: ''مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' اس کلمۂ پاک کے نور سے علمِ اسلام و ذکر اللہ و کلام اللہ کی صورت پیدا ہوگئی۔ صورتِ علم نے روحِ محمد ﷺ سے کہا ''السلام علیکم یا روحِ محمد ﷺ۔'' روحِ محمد ﷺ نے فرمایا: وعلیکم السلام یا علمِ کلام اللہ۔'' روحِ محمد ﷺ نے صورتِ علم کو تعظیم دی، اُسے پسند فرمایا اور بوسہ دے کر اپنی آنکھوں سے لگایا۔ علم نے آپ کی زبان مبارک پر سکون و قرار پکڑا اور آپ نے اپنی آنکھوں سے اُس کا مطالعہ فرمایا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے تین لاکھ تینتیس ہزار سال تک روحِ محمد ﷺ کو علم سکھایا، اُس کے دَور کرائے اور اُس کا حافظ و محافظ بنایا۔ اُس وقت وحی پیدا نہیں ہوئی تھی۔ ''اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ. عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ'' (پارہ ۳۰، العلق ۵) (ترجمہ: جو اُس وقت ہوا تھا وہ اب بھی ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو علم سکھایا جو وہ پہلے نہیں جانتا تھا۔) اِذَاتَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ (فقر جب کامل ہوتا ہے تو اللہ ہوتا ہے) کا مصداق بننے والا، معرفتِ الٰہی کے کمال پر پہنچ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فخر بننے والا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات سے یگانہ ہونے والا فقیر وہ ہے جو آپ کی اس حقیقت سے واقف بھی ہو اور مشاہدہ و وصال سے مشرف بھی ہو۔ ایسے منتہی احوال پُر اسرار کا حامل لازوال فقر وہ ہے جس کے بارے میں فرمانِ نبوی ﷺ ہے: ''فقر جب کامل ہوتا ہے تو اللہ ہوتا ہے۔''

میرا یہ دعویٰ میرے حال کے عین مطابق ہے کہ مقامِ نورِ محمد ﷺ کی حضوری اُسی کو نصیب ہوتی ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا طالب ہو، آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کر چکا ہو اور اُس پر مقامِ نورِ محمد ﷺ کھل چکا ہو اور حقیقتِ ابتداو انتہائے نورِ ''اللّٰہ'' طالب محمد رسول اللہ ﷺ کی راہنمائی کرے۔ حدیثِ قدسی میں فرمانِ حق تعالیٰ ہے: اِنَّ اَوْلِیَآ ئِیْ تَحْتَ قَبَائِیْ لَا یَعْرِفُھُمْ غَیْرِیْ ط (ترجمہ: میرے وہ اولیا بھی ہیں جو میری قبا کے نیچے چھپے رہتے ہیں اُنہیں میرے سوا کوئی نہیں جانتا۔) اسی حقیقت کے تناظر میں فرمایا گیا ہے: مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُہٗ (جس نے اپنے ربّ کو پہچان لیا بے شک اُس کی زبان گونگی ہوگئی۔) جو اس میں شک کرے وہ کافر ہے۔ اس کے بعد حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے روحِ محمد ﷺ کی دائیں جانب جمالیت کی نظر سے دیکھا اور زبانِ قدرت سے فرمایا: ''کُن'' (ہوجا) اور ''فَیَکُوْنَ'' (پس ہوگیا) اور کل مخلوقات جن انس و ملائکہ اور اٹھارہ ہزار عالم کی کل موجودات و وحوش و طیور پیدا ہوگئے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے بائیں جانب نظر کی تو اُس سے نارِ شیطانی اور دنیا و نفسِ امارہ پیدا ہوگئے۔ تیسری مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسد و جسم کو تعلیم و تلقین کی گئی چنانچہ آپ معراج کی رات براق پر سوار ہوئے اور جبرائیل علیہ السلام آپ کے ساتھ پیدل چلے۔ آگے جا کر جبرائیل بالائے عرش جانے سے معذور ہوگئے مگر آپ آگے چلے گئے اور قاب قوسین اوادنیٰ کے مقام پر جا پہنچے اور وہاں جو دیکھنا تھا وہ دیکھا اور جو سننا تھا وہ سنا۔

دید محمدؐ نہ بہ چشمِ دگر   بلکہ بداں چشم کہ دارد بہ سرّ

(ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہاں جو کچھ دیکھا کسی اور آنکھ سے نہیں بلکہ سرّ کی آنکھ سے دیکھا۔) مرشد کامل وہ ہے جو نورِ طالب کو مجلسِ نورِ محمد ﷺ میں پہنچائے، روحِ طالب کو محفلِ روحِ محمد ﷺ میں پہنچائے اور جسمِ طالب کو صحیح حلیے کے مطابق جسمِ محمد ﷺ تک پہنچائے۔ جس مرشد کو یہ توفیق نہیں اُس سے تلقین لینا حرام ہے۔ (سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھوؒ کی تصنیف ''محک الفقر'' سے اقتباس)



نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر
وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسیں وہی طٰہٰ

ھُوَالاَوَّلُ وَالآخِرُ

خادم سلطان الفقر سلطان محمد نجیب الرحمٰن سروری قادری

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم باعثِ تخلیق کائنات ہیں یعنی اس کائنات کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے ہی تخلیق اور آراستہ و پیراستہ کیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ تعالیٰ کی مراد ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے لفظِ کُن آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تخلیق ہی کے لئے کہا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نور سے تمام کائنات کی تخلیق مرحلہ وار عمل میں آئی۔ یعنی کائنات کا منبع و مصدر جس سے ساری کائنات وجود میں آئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہی ذات پاک ہے۔ تخلیق میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اوّل اور ظہور میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آخر ہیں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اوّل و آخر بھی کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:-

☆ ھُوَالاَوَّلُ وَالآخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالبَاطِنُ ۚ وَھُوَ بِکُلِّ شَیءٍ عَلِیمٌ ○ (پ۲۷۔الحدید۳)

☆ ترجمہ: وہی اوّل ہے۔ وہی آخر ہے۔ وہی ظاہر ہے۔ وہی باطن ہے اور وہی سب کچھ جانتا ہے۔

مفسرینِ حق اس آیت مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ آیت مبارکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

❁ شیخ الاکبر حضرت محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ ... فتوحاتِ مکیہ (باب۔دہم) میں اس آیت مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اوّل ہیں، آخر ہیں، ظاہر ہیں، باطن ہیں اور ہر چیز کے جاننے والے ہیں۔

❁ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے:- حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا

یَا جَابِرُ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ نُوْرَ نَبِیِّکَ مِنْ نُوْرِہٖ ○

ترجمہ: اے جابر رضی اللہ عنہٗ بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے پہلے تیرے نبیؐ کے نُور کو پیدا فرمایا ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا۔

اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِی ○

ترجمہ: سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نُور کو اپنے نُور سے پیدا فرمایا۔

☆ مزید ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے:-

☆ اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَ کُلُّ خَلَائِقِ مِنْ نُوْرِیْ ○

☆ ترجمہ: میں اللہ پاک کے نُور سے ہوں اور تمام مخلوقات میرے نُور سے ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نُورِ مبارک سے تمام انسانوں کی اَرواح کو پیدا فرمایا۔

حدیثِ قدسی ہے کہ خود اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بتایا:-

❁ لَوْ لَاکَ لِمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ۔

☆ ترجمہ: اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں یہ کائنات ہی تخلیق نہ کرتا۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم باعثِ تخلیق کائنات ہیں۔

❁ لَوْ لَاکَ لَمَا اَظْھَرْتُ الرَّبُوْبِیَّۃَ۔

☆ ترجمہ: (اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اگر آپ نہ ہوتے تو میں اپنا رب ہونا ہی ظاہر نہ کرتا۔ (اپنی ربوبیت کا اظہار نہ کرتا۔)

اس کائنات میں اگر اللہ تعالیٰ نے کائنات کو تخلیق کر کے مخلوقات میں اپنے رب اور خالق و مالک ہونے کو ظاہر کیا ہے تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وجہ سے ورنہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ محبوبؐ اگر آپ نہ ہوتے تو میں بھی اپنے آپ کو ظاہر نہ کرتا۔ شاعر نے کیا خوب کہا ہے!

اے کہ تیرے وجود پہ خالق دو جہاں کو ناز
اے کہ تیرا وجود ہے وجہ وجودِ کائنات

❁ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:-

☆ كُنْتُ نَبِيًّا وَّ آدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ۔

☆ ترجمہ: میں اس وقت بھی نبی تھا جب حضرت آدم علیہ السلام ابھی مٹی اور پانی کے درمیان تھے۔

❁ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

☆ وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَ مِنْكَ وَ مِنْ نُّوْحٍ وَّ اِبْرٰهِيْمَ وَ مُوْسٰى وَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ص وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝ لِّيَسْــَٔلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ ج وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝
(پ۲۱۔احزاب ۷۔۸)

☆ ترجمہ: اور اے محبوب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یاد فرمائیں جب ہم نے نبیوں سے عہد لیا۔ آپ سے، نوحؑ سے، ابراہیمؑ سے، موسیٰؑ سے، اور عیسیٰؑ بن مریم (علیہم السلام) سے۔ اور ہم نے ان سب سے سخت عہد لیا تاکہ سچوں سے ان کے صدق کا سوال کریں۔ اور کافروں کے لئے دردناک عذاب تیار رکھا ہوا ہے۔

❁ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اس آیت مبارکہ کی تفسیر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمائی:۔ ''خلقت کے لحاظ سے میں تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے پہلے اور بعثت کے لحاظ سے آخر میں ہوں۔''
(دلائل النبوۃ)

مفسرین نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت نقل فرمائی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: میں اس وقت بھی نبی تھا جب حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسد کے درمیان تھے اسی آیت مبارکہ کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ عرض کیا گیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کا میثاق کب لیا گیا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔ جب آدم علیہ السلام روح و جسد کے درمیان تھے۔ اسی آیت کی تفسیر میں امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔ ''میں خلقت میں تمام انبیاء کرامؑ سے اوّل ہوں اور دنیا میں تشریف آوری میں اُن سے آخر میں ہوں۔''

❁ قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

☆ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ۔

☆ ترجمہ: (اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا نہیں کھولا ہم نے آپ کے ابتدا کو۔

مفسرین نے اس آیت کی شرح یوں فرمائی ہے کہ کسی چیز کے اوّل کو صدر کہا جاتا ہے یہاں ''صدر'' کے لفظ کو استعمال کرنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آپ تمام رسولوں سے اوّل ہیں۔

❁ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں:۔

☆ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ اَخْبِرْنِيْ عَنْ اَوَّلِ شَيْئٍ خَلَقَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى قَبْلَ الْاَشْيَاءِ قَالَ يَا جَابِرُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْ خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْيَاءِ نُوْرَ نَبِيِّكَ مِنْ نُّوْرِهٖ فَجَعَلَ ذَالِكَ النُّوْرُ يَدُوْرُ بِالْقُدْرَةِ حَيْثُ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَلَمْ يَكُنْ فِيْ ذٰلِكَ الْوَقْتِ لَوْحٌ وَّ لَا قَلَمٌ وَّ لَا جَنَّةٌ وَّ لَا نَارٌ وَّ لَا مَلَكٌ وَّ لَا سَمَاءٌ وَّلَا شَمْسٌ وَّلَا قَمَرٌ وَّ لَا جِنِّيٌّ وَّ لَا اِنْسِيٌّ۔

☆ ترجمہ: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ مجھے بتلا دیجئے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کون سی چیز پیدا فرمائی؟ فرمایا! اے جابر (رضی اللہ عنہ) بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے پہلے تیرے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ وہ نور قدرت الٰہی سے جہاں اللہ تعالیٰ نے چاہا گردش کرتا رہا۔ اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم تھا۔ نہ جنت تھی نہ دوزخ تھا۔ نہ فرشتے تھے۔ نہ آسمان تھا۔ نہ سورج تھا نہ چاند تھا۔ نہ جن تھے۔ نہ انسان تھے۔ (یعنی اس وقت کچھ بھی نہ تھا۔) (زرقانی جلد 1 صفحہ 46)

❁ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فر
ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھ سے فرمایا کہ:۔

☆ يَا عُمَرُ اَتَدْرِيْ مَنْ اَنَا. اَنَا الَّذِيْ خَ
عَزَّوَجَلَّ اَوَّلَ كُلِّ شَيْئٍ نُوْرِيْ فَسَجَدَ لِلّٰ
سُجُوْدِهٖ سَبْعَ مِائَةِ عَامٍ فَاَوَّلُ كُلِّ شَ
نُوْرِيْ وَلَا فَخْرَ يَا عُمَرُ اَتَدْرِيْ مَ
خَلَقَ اللّٰهُ الْعَرْشَ مِنْ نُّوْرِيْ وَالْكُرْ
وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَ نُوْرَ الْاَ
وَالْعَقْلَ مِنْ نُّوْرِيْ وَنُوْرَ الْمَـ
الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ نُّوْرِيْ وَلَا فَخْرَ۔

☆ ترجمہ: اے عمر (رضی اللہ تعالیٰ
ہے کہ میں کون ہوں؟ میں وہ ہوں
نے میرے نور کو پیدا فرمایا تو میر
کیا۔ سات سو سال سجدہ میں رہا۔
اللہ تعالیٰ کو سجدہ کیا وہ میرا نور تھا۔ ا
کر رہا ہوں۔ اے عمر (رضی اللہ تع
ہے کہ میں کون ہوں؟ میں وہ ہو
میرے نور سے پیدا فرمایا۔ اور کرسی کو
اور سورج و چاند اور آنکھوں کے نور کو میر
اور عقل کو میرے نور سے پیدا فرمایا اور مو
نورِ معرفت کو میرے نور سے پیدا فرمایا اور میر
نہیں کر رہا ہوں۔

❁ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
کہ:۔

☆ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاَلَ
عَلَيْهِ السَّلَامُ كَمْ عُمِّرْتَ مِنَ السِّنِيْنَ قَالَ وَا
اَدْرِيْ غَيْرَ اَنَّ كَوْكَبًا فِي الْحِجَابِ الرَّابِعِ يَظْهَرُ
كُلَّ سَبْعِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ مَرَّةً رَاَيْتُهُ اثْنَيْنِ وَسَبْعِيْنَ اَلْفَ
مَرَّةً فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا جِبْرِيْلُ وَعِزَّةِ
رَبِّيْ اَنَا ذٰلِكَ الْكَوْكَبُ۔

لَوْ لَاکَ لِمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ۔ ترجمہ: اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں یہ کائنات ہی تخلیق نہ کرتا۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باعثِ تخلیقِ کائنات ہیں (حدیث قدسی)

☆ ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جبرائیل علیہ السلام سے سوال فرمایا کہ آپ نے عمر کے کتنے سال گزار لیے ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم اس کے علاوہ میں کچھ نہیں جانتا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے نورانی حجابات سے چوتھے پردہ میں ستر ہزار (70000) سال کے بعد ایک نوری تارا ظاہر ہوتا تھا۔ میں نے اُسے بہتر ہزار (72000) مرتبہ دیکھا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا! اے جبرائیل (علیہ السلام) میرے رب کی عزت کی قسم وہ تارا میں ہی ہوں۔ (جواہر البحار جلد 2۔ روح البیان جلد 2۔ سیرت حلبیہ جلد 1۔)

❁ غوث الاعظم حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب سِرّالاسرار میں تخلیق کائنات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

☆ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب نبی کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے نورِ جمال سے تخلیق فرمایا۔ حدیثِ قدسی ہے:-

☆ خَلَقْتُ رُوْحَ مُحَمَّدٍ صَلَی اللّٰہ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ نُوْرِ وَجْھِیْ کَمَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰہُ رُوْحِیْ وَاَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ الْقَلَمَ وَاَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ الْعَقْلَ فَالْمُرَادُ مِنْھَا شَیْءٌ وَاحِدٌ وَھُوَ الْحَقِیْقَۃُ الْمُحَمَّدِیَّۃُ۔

☆ ترجمہ: میں نے سب سے پہلے اپنے نور سے روح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تخلیق فرمایا۔ جیسے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میری روح کو تخلیق فرمایا نیز فرمایا سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے میرے نور کو پیدا فرمایا اور فرمایا سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم کو تخلیق فرمایا اور کہا سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے عقل کو پیدا کیا۔ ان تمام کلمات طیبات سے ایک ہی شے مراد ہے اور وہ ہے حقیقت محمدیہ۔

اسی حدیث قدسی کی شرح کرتے ہوئے حضرت غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ستودہ صفات کا نام نامی اسم گرامی نور اس بنا پر رکھا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظلمات جلالیہ سے پاک وصاف ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:- ''بے شک تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نور اور کتاب آئی۔ (المائدہ۔ پ 6) نور سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس اور کتاب قرآن مجید ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات کو عقل سے تعبیر فرمانے کا مقصد یہ ہے کہ آپ کو تمام کلیات کے ادراک سے نوازا گیا ہے اور قلم سے موسوم فرمانا اس لئے ہے کہ قلم علم کو منتقل کرنے کا باعث ہے۔ جیسے حروف کے عالم میں علم اس کا سبب ہے لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام موجودات و تخلیقات کا خلاصہ اور کائنات کی تخلیق کا آغاز اور اصل ہیں اور علم لدنی عطا کرنے کا ذریعہ ہیں۔

لوح بھی تُو قلم بھی تُو تیرا وجود الکتاب
گنبد آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب

❁ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

☆ جان لو جب اللہ واحد نے حجلہ تنہائی سے نکل کر کثرت میں ظہور فرمانے کا ارادہ کیا تو اپنے حسن و جمال کے جلوؤں کو صفائی دے کر عشق کا بازار گرم کیا جس سے ہر دو جہان اس کے حسن و جمال پر پروانہ وار جلنے لگے اس پر اللہ تعالیٰ نے میم احمدی کا نقاب پہنا اور صورت احمدی اختیار کر لی۔ (رسالہ روحی شریف)

جب کائنات میں کچھ نہ تھا اور اللہ تعالیٰ نے اپنی پہچان کے لئے کائنات تخلیق کرنے اور مخلوق کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو اپنے حسن و جمال کے جلوہ سے نورِ احمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تخلیق فرمایا۔

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسیں، وہی طٰہٰ

❁ حضرت شیخ الاکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوّل و آخر ہونے کی ایک خوبصورت مثال دی ہے:-

☆ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک تاجر ہے وہ اپنے خزانے کے اوپر غالیچے لپیٹ کر رکھے مگر اس کے اندر ایک دوسرے کے اوپر کئی کپڑے بھر دے تو اس صورت میں جب وہ اس غالیچے کو کھولے گا تو جو کپڑا سب سے پہلے رکھا ہو گا وہ سب سے آخر میں نکلے گا آپ اپنی کتاب شجرۃ الکون میں فرماتے ہیں:- ''کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کا حال یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح سب سے پہلے وجود میں آئی اور سب سے آخر میں آپ کا ظہور ہوا اس لئے آپ کو اول و آخر کہا گیا۔

❁ حضرت عبد الکریم الجیلی اپنی کتاب انسان کامل میں فرماتے ہیں:-

☆ اَلْکُلُّ فِیْہِ وَمِنْہُ وَکَانَ عِنْدَہٗ۔

☆ ترجمہ: سب کچھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے تھا اور ہوگا۔

اس مضمون کے اس حصہ میں یہ ثابت ہو چکا ہے کہ سب سے پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور مبارک کو پیدا کیا گیا اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے اس کائنات کی ہر شے کو پیدا کیا گیا ہے۔ اس لئے ہر شے میں نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور ہے۔

یہ علم ہمارے مضمون کا حصہ تو نہیں ہے لیکن علم الاعداد بھی ایک حقیقت رکھتا ہے اور ماہرینِ علم الاعداد نے یہ ثابت کیا ہے کہ کائنات کی ہر شے میں نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور ہے۔

علم الاعداد کے ماہرین کسی چیز، جگہ، شے یا وجود کے نام کے اعداد نکالنے کیلئے حروفِ ابجد کی جدول سے استفادہ کرتے ہیں یہ جدول درج ذیل ہے۔

ابجد	ہوز	حطی	کلمن
ا ب ج د	ہ و ز	ح ط ی	ک ل م ن
1 2 3 4	5 6 7	8 9 10	20 30 40 50

سعفص	قرشت
س ع ف ص	ق ر ش ت
60 70 80 90	100 200 300 400

ثخذ	ضظغ
ث خ ذ	ض ظ غ
500 600 700	800 900 1000

علم الاعداد میں تمام حروف کی مندرجہ بالا قیمتیں شمار کی

جاتی ہیں۔اس سلسلے میں مندرجہ ذیل مزید امور کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔

1۔ مد (سہ) اور ہمزہ (ء) کا کوئی عدد شمار نہیں کیا جاتا۔

2۔ اللہ، الٰہی، رحمٰن اور اسی طرح کے دوسرے الفاظ میں بعض حروف پر جو چھوٹا الف ہوتا ہے اس کا کوئی عدد شمار نہیں کیا جاتا۔

3۔ پ کے عدد ب کے مساوی شمار کیے جاتے ہیں۔

4۔ ٹ کے عدد ت کے مساوی لیے جاتے ہیں۔

5۔ ڈ کے عدد د کے مساوی شمار ہوتے ہیں۔

6۔ چ کے عدد ج کے مساوی لئے جاتے ہیں۔

7۔ ژ کے عدد ز کے مساوی لئے جاتے ہیں۔

8۔ ڑ کے عدد ر کے مساوی لئے جاتے ہیں۔

9۔ گ کے عدد ک کے مساوی شمار ہوتے ہیں۔

ان اشارات کے مطابق ہم کسی بھی چیز کے وجود کے نام کے اعداد معلوم کر سکتے۔ مثلاً چاند، قمر، مہتاب، ماہتاب کے اعداد ملاحظہ فرمائیے۔

چاند: چ + ا + ن + د

58 = 4 + 50 + 1 + 3

قمر: ق + م + ر

340 = 200 + 40 + 100

مہتاب: م + ہ + ت + ا + ب

2 + 1 + 400 + 5 + 40

448 =

ماہتاب: م + ا + ہ + ت + ا + ب

2 + 1 + 400 + 5 + 1 + 40

449 =

اسی طرح فرض کیجئے کہ ایک شخص کا نام امجد علی ہے۔ اس کے اعداد ملاحظہ ہوں۔

ا + م + ج + د + ع + ل + ی

10 + 30 + 70 + 4 + 3 + 40 + 1

158 =

اس طرح ہم علم الاعداد کی ان چند ابتدائی باتوں کے بعد ہم اس کلیے کی طرف آتے ہیں جس کا ذکر اوپر ہوا ہے یہاں یہ ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ علم الاعداد کا یہ کلیہ شروع ہی سے بزرگوں اور علما کی دلچسپی کا مرکز بنا رہا ہے جس طرح بعض بزرگوں نے قرآن مجید کی قرأت کے قوائد کو منظوم کیا ہے، یا جس طرح بعض شاعروں نے تقویم کے قاعدوں کو شعروں کی صورت دی ہے۔ اسی طرح انہوں نے اس کلیہ کو مدون کیا ہے۔

1۔ کائنات کی کسی شے کا نام یا کوئی نام یا لفظ لیں اور ابجد کے حساب سے اس کے عدد نکالیں۔

2۔ حاصل شدہ عدد کو چار سے ضرب دیں۔

3۔ حاصل ضرب میں دو جمع کریں۔

4۔ حاصل جمع کو پانچ سے ضرب دیں۔

5۔ حاصل ضرب کو بیس پر تقسیم کریں۔

6۔ تقسیم کے بعد جو عدد باقی بچے اسے نو سے ضرب دیں۔

7۔ حاصل ضرب میں دو جمع کریں۔

اس عمل سے 92 کا عدد حاصل ہوگا جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عدد ہے یعنی

م + ح + م + د

92 = 4 + 40 + 8 + 40

اس حیرت انگیز کلیے اور اس کے عمل کی وضاحت ذیل میں چند مثالوں سے کی جاتی ہے۔

مثال نمبر 1:۔ اوپر چاند کے اعداد 58 بتائے گئے ہیں۔ اب ذرا عمل ملاحظہ ہو۔

1۔ چاند کے اعداد بحساب ابجد = 58

2۔ 58 کو چار سے ضرب دیا تو حاصل ضرب

232 = 4 x 58

3۔ حاصل ضرب میں 2 جمع کیا تو

234 = 2 + 232

4۔ حاصل جمع 234 کو پانچ سے ضرب دیا تو

1170 = 5 x 234

5۔ حاصل ضرب کو بیس سے تقسیم کیا تو

1170 ÷ 20 باقی 10 بچے

6۔ دس کو نو سے ضرب دیا تو

90 = 9x10

7۔ حاصل ضرب میں دو جمع کئے تو

فرمانِ باھُوؒ

عارفاں را نظر باشد بر اِلٰہ
لعنت بر مالِ دنیا عز و جاہ

ترجمہ: عارفوں کی نظر ہمیشہ معرفتِ الٰہی پر رہتی ہے اس لیے وہ دنیا کے مال وعزّ و جاہ پر لعنت بھیجتے ہیں۔"

مرتبہ دنیا ذلت "تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ" کا مرتبہ ہے اللہ جسے چاہتا ہے اس ذلیل مرتبے پر پہنچا دیتا ہے اور مرتبہ فقر عزت "تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ" کا مرتبہ ہے، اللہ جسے چاہتا ہے اس معزز مرتبے پر پہنچا دیتا ہے (کلید التوحید کلاں)

92 = 2+90

اور 92 محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عدد ہے۔

مثال نمبر 2۔ اوپر قمر کے عدد 340 بتائے گئے ہیں اب ذرا عمل ملاحظہ ہو۔

1۔ قمر کے اعداد بحساب ابجد = 340

2۔ 340 کو چار سے ضرب دیا تو

1360 = 4 x 340

3۔ حاصل ضرب میں 2 جمع کیا تو

1362 = 2 + 1360

4۔ حاصل جمع 1362 کو پانچ سے ضرب دیا تو

6810 = 5 x 1362

5۔ حاصل ضرب کو 20 سے تقسیم کیا تو

6810 ÷ 20 باقی 10 بچے

6۔ 10 کو 9 سے ضرب دیا

90 = 9 x 10

7۔ حاصل ضرب میں دو جمع کئے تو

92 = 2 + 90

اور 92 محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عدد ہے۔

مثال نمبر 3۔ اوپر "مہتاب" کے عدد 448 بتائے گئے ہیں اب ذرا عمل ملاحظہ ہو۔

1۔ مہتاب کے عدد بحساب ابجد = 448

2۔ 448 کو 4 سے ضرب دیا تو

1792 = 4 x 448

3۔ حاصل ضرب میں 2 جمع کیا تو

1794 = 2 + 1792

4۔ حاصل جمع کو پانچ سے ضرب دیا تو

8970 = 5 x 1794

5۔ حاصل ضرب کو 20 سے تقسیم کیا تو

20÷8970 باقی 10 بچے

6۔ 10 کو 9 سے ضرب دیا تو

90 = 9 x 10

7۔ حاصل ضرب میں 2 جمع کیے تو

92 = 2 + 90

اور 92 محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عدد ہے۔

مثال نمبر 4۔ اوپر ماہتاب کے عدد 449 بتائے گئے ہیں۔ اب ذرا عمل ملاحظہ ہو۔

1۔ ماہتاب کے عدد بحساب ابجد = 449

2۔ 449 کو 4 سے ضرب دیا تو

1796 = 4 x 449

3۔ حاصل ضرب میں 2 جمع کیا تو

1798 = 2 + 1796

4۔ حاصل جمع کو پانچ سے ضرب دیا تو

8990 = 5 x 1798

5۔ حاصل ضرب کو 20 سے تقسیم کیا تو

20÷8990 باقی 10 بچے

6۔ 10 کو 9 سے ضرب دیا تو

90 = 9 x 10

7۔ حاصل ضرب میں 2 جمع کیے تو

92 = 2 + 90

اور 92 محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عدد ہے۔

یہ ضرب اس چاند کے چند ناموں کی مثالیں ہیں جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلی کے اشارے سے دو ٹکڑے ہو گیا تھا۔ حضور اکرمؐ کا ارشارہ پا کر اُلٹے پھرنے والے سورج، شمس یا آفتاب پر بھی اس کلیے کا عمل کیا جائے تو 92 ہی کا عدد حاصل ہوگا۔ ایک چاند یا سورج ہی پر موقوف نہیں، اس کائنات کی کسی بھی شے اور کسی بھی وجود کے نام پر اس کلیے کا عمل کیا جائے تو 92 ہی کا عدد حاصل ہوگا جو محمدؐ کا عدد ہے۔ اس طرح یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ اس کائنات اور عالم موجودات کی ایک ایک شے اور ایک ایک وجود محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور پاک سے وجود میں آیا۔

اوپر "امجد علی" کے نام کے عدد 158 بتائے گئے ہیں لگے ہاتھوں ہم اس نام پر بھی علم الاعداد کے اس کلیے کا عمل آزماتے ہیں۔ ملاحظہ ہو اس کی مثال۔

1۔ امجد علی کے نام کے اعداد بحساب ابجد = 158

2۔ 158 کو 4 سے ضرب دیا تو

632 = 4 x 158

3۔ حاصل ضرب میں 2 جمع کیا تو

634 = 2 + 632

4۔ حاصل جمع کو پانچ سے ضرب دیا تو

3170 = 5 x 634

5۔ حاصل ضرب کو 20 سے تقسیم کیا تو

20÷3170 باقی 10 بچے

6۔ 10 کو 9 سے ضرب دیا تو

90 = 9 x 10

7۔ حاصل ضرب میں 2 جمع کیے تو

92 = 2 + 90

اور 92 محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عدد ہے۔

گویا کسی بھی نام پر اس کلیے کا عمل کیا جائے تو 92 کا عدد حاصل ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کائنات کی ہر ایک چیز نور محمدیؐ سے مشتق ہے صرف دیکھنے والی آنکھ چاہیے۔

ظاہر کی آنکھ سے نہ تماشا کرے کوئی
ہو دیکھنا تو دیدہ دل وا کرے کوئی

☆☆☆☆☆☆
☆☆☆☆☆☆

ایک کلیجی ایک سو تیس کے لیے کافی ہوئی

حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیقؓ ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم رکاب تھے۔ اس سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ایک سو تیس اصحابؓ تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا:- کیا تم میں سے کسی کے پاس کھانے پینے کا سامان ہے؟ ایک شخص کے پاس ایک صاع آٹا تھا، اس نے وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں پیش کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے وہ آٹا گوندھ لیا گیا۔ اتنے میں ایک دراز قد مشرک بکریاں ہانکتا ہوا آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مشرک سے ایک بکری خریدی۔ اس بکری کو ذبح کیا گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے مطابق اس کی کلیجی بھونی گئی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کلیجی کی ایک ایک بوٹی سب کو دی۔ پھر بکری کا گوشت دو پیالوں میں ڈال دیا اور اپنے ساتھیوں کو کھانے کا حکم دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام ساتھیوں نے سیر ہو کر کھالیا اور دونوں پیالے بھرے کے بھرے بچ رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایماء پر حضرت عبد الرحمٰنؓ نے بچا ہوا کھانا اپنے اونٹ پر رکھ لیا اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آگے روانہ ہو گئے۔ اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ مبارک کی برکت سے ایک بکری کی کلیجی میں اتنی کثرت و برکت ہوئی کہ ایک سو تیس آدمیوں نے اس کی ایک ایک بوٹی کھائی اور آٹے اور گوشت میں اتنی برکت ہوئی کہ تمام آدمیوں کے سیر ہو جانے کے بعد بھی کھانا بچ رہا۔



نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

خادم سلطان الفقر سلطان محمد نجیب الرحمٰن سروری قادری

پہلے مضمون ھوالاول ھوآلاخر میں یہ بات تو ثابت ہو چکی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نور ہیں۔ اسکے لئے علیحدہ مضمون کی ضرورت تو نہیں لیکن پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نورانیت کو ثابت کرنے کے لئے علیحدہ مضمون تحریر کیا جا رہا ہے۔

❁ ارشادِ ربانی ہے:

☆ قَدْ جَآءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتَابٌ مُّبِيْنٌ ۝

(پ۶۔المائدہ۔۱۵)

☆ ترجمہ: اے لوگو! بے شک تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نور (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شکل میں) آیا اور ایک روشن کتاب آئی۔

جمہور مفسرین نے فرمایا ہے کہ یہاں ''نور'' سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اور کتاب قرآنِ مجید ہے۔

☆ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۝ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ۔

(پ۱۸۔النور۔۳۵)

☆ ترجمہ: اُس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق کہ اُس میں چراغ ہے۔ چراغ فانوس میں ہے۔ فانوس ایسے ہے کہ ایک موتی جو ستارے کی مانند چمکتا ہے۔ یہ چراغ اس برکت والے پیڑ زیتون کے تیل سے روشن ہوتا ہے جو نہ شرقی ہے نہ غربی، قریب ہے کہ اُس کا تیل بھڑک اُٹھے۔ اگرچہ اُسے آگ نہ بھی چھوئے۔ نور پر نور چھایا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس نور کی طرف اُسی کو ہدایت دیتا ہے۔ جو اس کا طالب بنتا ہے۔

یہاں بھی ''مَثَلُ نُوْرِهٖ'' سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور مراد ہے۔ حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اِن آیات مقدسہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:۔

☆ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مثال بیان فرمائی ہے کہ طاق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سینہ مبارک ہے۔ فانوس آپؐ کا قلبِ مبارک ہے اور چراغ نبوتؐ کہ شجرِ نبوت سے روشن ہے اور اِس نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی روشنی وضیاء اس مرتبہ کمال پر ظہور پذیر ہے کہ اگر آپؐ اپنے نبی ہونے کا اعلان بھی نہ فرمائیں تو تب بھی خلق پر ظاہر ہو جائے کہ آپؐ نبی ہیں۔

❁ پہلے مفسرِ قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی تفسیر یوں بیان فرماتے ہیں کہ:۔

☆ طاق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سینہ مبارک ہے اور فانوس آپؐ کا قلب اطہر ہے اور چراغ وہ نور ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس میں رکھا کہ وہ نہ شرقی ہے نہ غربی (یعنی نہ یہودی ہے نہ نصرانی ہے) ایک شجرۂ مبارکہ سے روشن ہے، وہ شجرِ مبارک حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ نورِ قلب ابراہیم علیہ السلام پر نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نور پر نور ہے۔

☆ امام عبدالرزاقؒ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے میں نے اپنے آقا ﷺ سے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھ کو خبر دیجئے کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کون سی چیز پیدا کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''اے جابر! اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور (کے فیض) سے پیدا کیا پھر وہ نور قدرتِ الٰہیہ سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا سیر کرتا رہا۔ اس وقت لوح تھی نہ قلم، بہشت تھی نہ دوزخ، نہ فرشتہ تھا، آسمان تھا، نہ زمین، سورج تھا، نہ چاند، جن تھا اور نہ انسان۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کئے اور ایک حصے سے قلم پیدا کیا اور دوسرے سے لوح اور تیسرے سے عرش۔'' آگے طویل حدیث ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ پھر ساری کائنات کی تخلیق اسی نور کے توسط سے ہوئی۔

☆ امام قسطلانیؒ نے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نورِ محمدی ﷺ کو حکم فرمایا کہ انوارِ انبیاء پر توجہ کرے پس حضور ﷺ کے نور مبارک نے دیگر انبیاء کرام کی ارواح وانوار پر توجہ فرمائی تو اس نور نے ان سب انوار کو ڈھانپ لیا۔ انہوں نے عرض کی باری تعالیٰ ہمیں کس نے ڈھانپ لیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:- یہ محمد ﷺ کا نور ہے اگر تم ان پر ایمان لاؤ گے تو تمہیں شرفِ نبوت سے بہرہ ور کیا جائے گا اس پر سب ارواح انبیاء نے عرض کیا باری تعالیٰ ہم ان پر ایمان لائے ہیں۔ اس کا مکمل ذکر اس آیت کریمہ میں ہے:۔

☆ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ (آل عمران:۸۱)

ترجمہ: یاد کرو اس وقت کو جب اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء سے

یہ عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت عطا کر کے مبعوث کروں تو اس کے بعد تمہارے پاس میرا پیارا رسول آجائے تو سب اس پر ایمان لانا اور اس کے مشن کی مدد کرنا۔

حضرت ابن عباسؓ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ نے ہر نبی سے یہ عہد بھی لیا کہ وہ اپنی اپنی امت کو بھی حضرت محمد ﷺ پر ایمان لانے اور ان کی تصدیق کرنے کی تلقین کرتے رہیں گے چنانچہ تمام انبیاء کرام نے ایسا ہی کیا۔ (المواہب اللدنیہ)

☆ حضرت عرباض بن ساریہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک میں حق تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین ہو چکا تھا اور آدم علیہ السلام ابھی اپنے خمیر ہی میں تھے یعنی ان کا پتلا بھی تیار نہ ہوا تھا۔ (احمد اور بیہقی)

☆ احکام ابن القطان میں حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ اپنے باپ امام حسین رضی اللہ عنہ اور وہ ان کے جد امجد یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار برس پہلے اپنے پروردگار کے حضور میں ایک نور تھا۔

☆ حضرت میسرہؓ سے منقول ہے کہ انہوں بارگاہِ نبوت ﷺ میں عرض کیا کہ حضور ﷺ آپ کب سے شرفِ نبوت کے ساتھ مشرف ہو چکے تھے؟ رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا فرمایا اور آسمانوں کی طرف قصد فرمایا اور ان کو سات طبقات کی صورت میں تخلیق فرمایا اور عرش کو ان سے پہلے بنایا تو عرش کے پائے پر محمد رسول اللہ خاتم الانبیاء لکھا اور جنت کو پیدا فرمایا جس میں بعد ازاں حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما السلام کو ٹھہرایا تو میرا نام نامی جنت کے دروازوں پر اس کے درختوں کے پتوں اور اہل جنت کے خیموں پر لکھا۔ حالانکہ ابھی آدم علیہ السلام کے روح وجسم کا باہمی تعلق نہیں ہوا تھا۔ پس جب ان کی روح کو جسم میں داخل فرمایا اور زندگی عطا فرمائی تب انہوں نے عرش اعظم کی طرف نگاہ اٹھائی تو میرے نام کو عرش پر لکھا ہوا دیکھا اس وقت اللہ تعالیٰ نے انہیں بتایا کہ یہ تمہاری اولاد کے سردار ہیں جب ان کو شیطان نے دھوکہ دیا تو انہوں نے بارگاہ الٰہی میں توبہ کی اور میرے نام سے ہی شفاعت طلب کی۔ (محدث ابن جوزی نے اسے الوفا، میں روایت کیا ہے)

☆ صحیح مسلم میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق سے پچاس ہزار سال قبل جس وقت اس کے اقتدار اور سلطنت کا عرش عالم مادی میں فقط پانی پر تھا اس وقت اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اُم الکتاب یعنی لوحِ محفوظ میں لکھا اس میں ایک بات یہ تھی ان محمدا ﷺ خاتم النبیین (محمد ﷺ سب سے آخری نبی ہیں) اسے امام نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے الانوار المحمدیہ میں نقل کیا ہے۔ واضح رہے کہ یہاں سال سے مراد ہمارے ماہ وسال نہیں کیونکہ اس وقت تو سورج اور شب وروز وجود میں نہیں آئے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس مدت سے حقیقت میں کتنا زمانہ مراد ہے۔ قرآنِ مجید میں قیامت کے ایک دِن کی مدت پچاس ہزار سال بتائی گئی ہے اگر یہ اعتبار سامنے رکھا جائے تو خدا جانے عرصے کی درازی کا عالم کیا ہوگا۔

☆ حاکم نے اپنی مستدرک میں روایت کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت محمد ﷺ کا نام مبارک عرش پر لکھا دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا۔

☆ یہ روایت دوسرے طریق پر اس طرح آئی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو آپ کو نام کے ساتھ ابو محمد ﷺ کی کنیت سے بلایا۔ آپ نے عرض کی باری تعالیٰ میری یہ کنیت کیسے ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنا سر اوپر اٹھاؤ آپ نے اوپر دیکھا تو عرش پر نور محمدی ﷺ جلوہ گر تھا حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا باری تعالیٰ یہ نور کس کا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ محمد ﷺ کا نور ہے۔ یہ تیری اولاد میں ہوں گے ان کا نام آسمانوں میں احمد اور زمین پر محمد ﷺ ہے اگر میں اسے پیدا نہ کرتا تو نہ تمہیں پیدا کرتا اور نہ زمین وآسمان کو پیدا فرماتا۔

☆ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب آدم علیہ السلام سے بھول ہوئی تو انہوں نے بارگاہ باری تعالیٰ میں عرض کی کہ اے پروردگار میں تجھ سے بواسطہ حضرت محمد ﷺ درخواست کرتا ہوں کہ میری مغفرت فرما۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے آدم علیہ السلام! تم نے محمد ﷺ کو کیسے پہچانا حالانکہ ابھی میں نے ان کو پیدا بھی نہیں کیا حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ باری تعالیٰ جب تو نے اپنی طرف سے میرے اندر روح پھونکی تو میں نے جو سر اٹھایا تو عرش کے پایوں پر یہ لکھا ہوا دیکھا ''لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه'' سو میں نے معلوم کرلیا کہ تو نے اپنے نام پاک کے ساتھ ایسے ہی شخص کے نام کو ملایا ہے جو تیرے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم! تم سچے ہو۔ واقعی محمد ﷺ میرے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارے ہیں اور جب تم نے ان کے واسطہ سے مجھ سے درخواست کی ہے تو میں نے تمہاری مغفرت کی اور اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تم کو بھی پیدا نہ کرتا۔ امام طبرانیؒ نے اس کا ذکر کر کے مزید یہ رویت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ تمہاری اولاد میں سب انبیاء سے آخری نبی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کبھی تو سراجِ منیر کا نام دیا ہے۔ کبھی نجم، کبھی فجر، کبھی شمس اور کبھی قمر کے نام سے یاد فرمایا ہے۔ اور اس کا مدعا یہ ہے کہ تشبیہات سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نورانیت کو ظاہر فرمایا جائے۔

❁ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسرور حالت میں میرے گھر میں داخل ہوئے تو آپ کے چہرہ مبارک کے نقوش بجلی کی طرح چمک رہے تھے۔ (صحیح بخاری)

❁ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

☆ لَمْ يَكُنْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظِلٌّ وَلَمْ يَقُمْ مَعَ شَمْسٍ اِلَّا غَلَبَ ضَوْئُهُ ضَوْئَهَا وَلَا مَعَ سِرَاجٍ اِلَّا غَلَبَ ضَوْئُهُ ضَوْئَهُ۔

(نسیم الریاض جلد3، زرقانی جلد 4)

☆ ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سایہ نہ تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب بھی سورج کے مقابل ٹھہرتے تو آپ کی روشنی سورج کی روشنی پر غالب آجاتی۔ اور جب بھی آپ سراج (چراغ) کے مقابل ہوتے تو آپ کی روشنی چراغ کی روشنی پر غالب رہتی۔

❁ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

☆ لَمَّا نَظَرْتُ اِلٰی اَنْوَارِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَضَعْتُ کَفِّیْ عَلٰی عَیْنِیْ خَوْفًا مِنْ ذَھَابِ بَصَرِیْ۔ (جواہر البحار جلد۲)

☆ ترجمہ: کہ جب میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انوار کی طرف دیکھا تو اپنی آنکھوں پر اس خوف سے ہاتھ رکھ لئے کہ کہیں میری قوت بصارت ہی نہ چلی جائے۔

جب آنحضرت ﷺ غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے۔ تو حضرت عباسؓ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اجازت سے آپ کی مدح میں چند اشعار عرض کئے جن میں مذکور ہے کہ کشتی نوحؑ کا طوفان سے بچنا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آتش نمرود کا گلزار ہوجانا حضور کے نور ہی کی برکت سے تھا۔ حضرت امام الائمہ ابوحنیفہ نعمان بن ثابت تابعی کوفی رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کی مدح میں یوں فرماتے ہیں:۔

1 اَنْتَ الَّذِیْ لَوْلَاکَ مَاخُلِقَ اُمْرءٌ
کَلَّا وَلَا خُلِقَ الْوَرٰی لَوْلَاکَا

2 اَنْتَ الَّذِیْ مِنْ نُوْرِکَ لِلْبَدْرِ السَّنَا
وَالشَّمْسُ مُشْرِقَۃٌ بِنُوْرِ بَھَاکَا

3 اَنْتَ الَّذِیْ لَمَّا تَوَسَّلَ اٰدَمُ
مِنْ زَلَّۃٍ بِکَ فَازَ وَھُوَ اَبَاکَا

4 وَبِکَ الْخَلِیْلُ دَعَا فَعَادَتْ نَارُہٗ
بَرْدًا وَقَدْ خَمَدَتْ بِنُوْرِ سَنَاکَا

5 وَدَعَاکَ اَیُّوْبُ لِضُرٍّ مَّسَّہٗ
فَاُزِیْلَ عَنْہُ الضُّرُّ حِیْنَ دَعَاکَا

6 وَبِکَ الْمَسِیْحُ اَتٰی بَشِیْرًا مُّخْبِرًا
بِصِفَاتِ حُسْنِکَ مَادِحًا لِعُلَاکَا

7 کَذَاکَ مُوْسٰی لَمْ یَزَلْ مُتَوَسِّلًا
بِکَ فِی الْقِیٰمَۃِ مُحْتَمًا بِحِمَاکَا

8 وَلَا اَنْبِیَاءُ وَکُلُّ خَلْقٍ فِی الْوَرٰی
وَالرُّسُلُ وَالْاَمْلَاکُ تَحْتَ لِوَاکَا

1 آپ کی وہ مقدس ذات ہے کہ اگر آپ نہ ہوتے تو ہرگز کوئی آدمی پیدا نہ ہوتا۔ اور نہ کوئی مخلوق پیدا ہوتی اگر آپ ﷺ نہ ہوتے۔

2 آپ وہ ہیں کہ آپ کے نور سے چاند کو روشنی ہے اور سورج آپ ہی کے نور ضیا سے چمک رہا ہے۔

3 آپ وہ ہیں کہ جب آدم علیہ السلام نے لغزش کے سبب سے آپ کا وسیلہ پکڑا۔ تو وہ کامیاب ہو گئے حالانکہ آپ کے باپ ہیں۔

4 آپ ہی کے وسیلہ سے خلیل علیہ السلام نے دعا مانگی تو آپ کے روشن نور سے آگ اُن پر ٹھنڈی ہوگئی اور بجھ گئی۔

5 اور ایوب علیہ السلام نے اپنی مصیبت میں آپ ہی کو پکارا تو اس پکارنے پر اُن کی مصیبت دُور ہوگئی۔

6 اور مسیح علیہ السلام آپ ہی کی بشارت اور آپ ہی کی صفات حسنہ کی خبر دیتے اور آپ کی بندگی کی مدح کرتے ہوئے آئے۔

7 اسی طرح موسیٰ علیہ السلام آپ کا وسیلہ پکڑنے والے اور قیامت میں آپ کے سبزہ زار میں پناہ لینے والے رہے۔

8 اور انبیاء اور مخلوقات میں سے ہر مخلوق اور پیغمبر اور فرشتے آپ کے جھنڈے تلے ہوں گے۔

بیہقی، طبرانی اور ابو نعیم نے عتبہ بن عبد سے ایک طویل حدیث روایت کی ہے۔ جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ ماجدہ سیدہ، طاہرہ طیبہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ بیان مذکور ہے کہ:۔

☆ قَالَتْ اِنِّیْ رَاَیْتُ اَنَّہٗ خَرَجَ مِنِّیْ نُوْرٌ اَضَاءَتْ لَہٗ قُصُوْرُ الشَّامِ۔ (خصائص کبریٰ جلد 1)

☆ ترجمہ: فرماتی ہیں میں نے دیکھا کہ مجھ سے نور خارج ہوا۔ جس کی وجہ سے شام کے محلات روشن ہوگئے۔

❁ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کے وقت میری والدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس موجود تھیں وہ فرماتی ہیں کہ:۔ اس گھر میں میں جس چیز کی طرف نظر کرتی وہ منور نظر آتی اور اُس رات میں نے دیکھا کہ تارے بالکل قریب آگئے۔ یہاں تک کہ میں کہتی تھی کہ مجھ پر گر پڑیں گے۔ پھر جب حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تولد فرمایا تو ان سے نور چمکا جس کی وجہ سے گھر کے در و دیوار روشن ہوگئے۔ یہاں تک کہ مجھے نور ہی نور دکھائی دیتا تھا۔ (خصائص کبریٰ۔ جلد اول)

❁ ابن عساکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں:۔

☆ کُنْتُ اَخِیْطُ فِی السَّحْرِ فَسَقَطَتْ مِنِّی الْاَبْرَۃُ فَطَلَبْتُھَا فَلَمْ اَقْدِرْ عَلَیْھَا فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فَتَبَیَّنَتِ الْاَبْرَۃُ لِشُعَاعِ نُوْرِ وَجْھِہٖ فَاَخْبَرْتُہٗ فَقَالَ یَا حُمَیْرَا الْوَیْلُ ثُمَّ الْوَیْلُ ثَلَاثًا لِمَنْ حَرُمَ النَّظْرَ اِلٰی وَجْھِیْ۔ (خصائص کبریٰ جلد 1۔ شمائل الاتقیاء، جواہر البحار جلد 4)

☆ ترجمہ: کہ سحر کے وقت میں سلائی کر رہی تھی کہ مجھ سے سوئی گر گئی۔ میں نے اُسے تلاش کیا مگر مجھے وہ نہ ملی۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے آئے تو آپ کے چہرہ انور کے نور کی شعاع سے مجھے وہ گم شدہ سوئی نظر آ گئی۔ میں نے یہ بات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بتلائی تو آپ نے فرمایا کہ اے حمیرا ہلاکت ہے۔ ہلاکت ہے۔ ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جس نے اپنی نظر کو میرے چہرے کی دید سے محروم رکھا۔

❁ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں کہ:۔ ''حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سر سے لے کر قدم تک سارے کے سارے نور تھے اور حیرت کی آنکھ آپ کے جمال با کمال میں خیرہ ہو جاتی تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام چاند و سورج کی طرح منور و روشن تھے۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بشریت کا پردہ پہنے ہوئے نہ ہوتے تو کسی کو دیکھنے کی طاقت نہ ہوتی اور نہ ہی آپ کے حسن مبارک کا ادراک ممکن ہوتا۔ (مدارج النبوۃ جلد 1)

❁ مُلا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

☆ اکثر لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ پہچانا۔ اس لئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشریت کے پردہ نے اُن کی آنکھوں کی بینائی کو ڈھانپ دیا تھا۔ (شرح شمائل)

❁ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنے والد محترم کے ایک خواب کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ خواب میں میرے والد صاحب سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:- میرا حسن و جمال لوگوں کی آنکھوں سے چھپا ہوا ہے۔ ربّ تعالیٰ کی غیرت سے اگر ظاہر ہو جائے تو لوگ اس سے زیادہ کچھ کریں گے۔ جو کہ یوسف علیہ السلام کے وقت ہوا تھا۔

❁ حضرت شیخ رکن الدین بن عماد الدین دبیر کاشانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

☆ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ فرمان ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور کو ستر ہزار پردوں میں چھپا دیا جائے تا کہ چاند اور سورج کی روشنی چھپ نہ جائے۔ (شمائل الاتقیاء)

❁ حضرت شیخ عبد العزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:- (اے طالبِ حق) اس بات کا یقین کر لے بے شک اگر تو تمام موجودات کے سارے انوار، عرش و فرش اور آسمانوں، زمینوں بہشتوں، پردوں اور ان کے اوپر نیچے کے سب انوار جمع کر کے دیکھے تو نورِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک حصہ ہو گا۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سارا نور عرش پر رکھ دیا جائے تو عرش پگھل جائے۔ اور اگر عرش کے اوپر والے ستر حجابات پر رکھ دیا جائے تو وہ ریزہ ریزہ ہو کر باریک اون کی طرح اڑنے لگیں۔ اور اگر تمام مخلوق کو جمع کر کے اُن پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور رکھ دیا جائے تو تمام مخلوق ریزہ ریزہ ہو کر رہ جائے۔ اسی طرح ربّ تعالیٰ کی ذات اگر بے پردہ ہو جائے تو سب کچھ جل کر راکھ ہو جائے۔ (جواہر البحار جلد ۲)

منتقلی نورِ محمدی ﷺ

نورِ محمدی ﷺ تخلیق آدم علیہ السلام کے بعد ان کی پشت میں ودیعت کیا گیا جو کہ آدم علیہ السلام کی پیشانی سے جھلکنے والے انوار سے محسوس ہوتا تھا اور ان سے کہا گیا اے آدم یہ تیری نسل میں پیدا ہونے والے انبیاء و مرسلین کے سردار ہیں۔ جب حضرت حوا کے بطن اطہر میں حضرت شیث علیہ السلام منتقل ہوئے تو وہ نور بھی حضرت حوا کے بطن اقدس کی طرف منتقل ہو گیا وہ ہر دفعہ دو جڑواں بچوں کو جنم دیتی تھیں ماسوا حضرت شیث علیہ السلام کے کیونکہ آنحضرت ﷺ کے جد امجد ہونے کی برکت سے تنہا پیدا ہوئے اور سب بھائیوں سے مرتبہ و کمال کے لحاظ سے یکتا ہے۔

☆ ایک روایت میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت شیث علیہ السلام کو وصیت فرمائی کہ تمہاری پشت میں حضرت محمد ﷺ کا نور مبارک ہے سوا سے پاکیزہ رحم میں منتقل کرنا سوائے پاک عورتوں کے کسی کا رحم اس نور کا مسکن اور ٹھکانہ نہیں بن سکے گا۔ سو یہ وصیت نسل در نسل حضور ﷺ کے نسب مبارک کا ہر فرد اپنے بیٹے کو کرتا رہا تا کہ یہ نور تمام زمانوں میں پاکیزہ پشتوں اور پاکیزہ رحموں میں منتقل ہوتا۔

☆ حضور ﷺ کے نسب مبارک کے حوالے سے روایت میں آیا ہے کہ آپ ﷺ کا نورِ اقدس جس پشت میں منتقل ہوتا اس کی پیشانی میں چمکتا تھا۔ حتیٰ کہ المواہب میں ہے کہ حضرت عبد المطلبؓ کے بدن سے مشک کی خوشبو آتی تھی اور رسول اللہ ﷺ کا نورِ مبارک ان کی پیشانی میں خوب چمکتا تھا اور اس نور کی ایسی عظمت تھی کہ بادشاہ بھی ہیبت زدہ ہو جاتے اور آپ کی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔

☆ حافظ ابو سعید نیشا پوریؒ نے ابو بکر بن ابی مریمؒ اور سعید بن عمر و انصاریؒ کے ذریعے سے حضرت کعب الاحبارؒ سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ کا نور مبارک حضرت عبد المطلبؓ میں منتقل ہوا اور وہ جوان ہو گئے تو ایک دن حطیم میں سو گئے۔ اٹھے تو آنکھ میں سرمہ اور بالوں میں تیل لگا ہوا تھا اور حسن و جمال میں بڑا اضافہ ہو چکا تھا انہیں بڑی حیرت ہوئی ان کے والد انہیں قریش کے کاہنوں کے پاس لے گئے اور سارا ماجرا بیان کیا۔ انہوں نے سن کر کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس جوان کی شادی کا حکم دیا ہے چنانچہ انہوں نے پہلا نکاح قیلہ سے کیا۔ پھر ان کی وفات کے بعد فاطمہ سے نکاح کیا تو ان کے نصیب میں نورِ محمدی ﷺ آیا اور ان کے بطن سے حضرت عبد اللہؓ متولد ہوئے۔

☆ حضرت عبد المطلبؓ کے بارے میں یہ بھی منقول ہے کہ جب قریش میں قحط ہوتا تو وہ عبد المطلب کا ہاتھ پکڑ کر جبل شبیر پر لے جاتے اور ان کے واسطے اور وسیلے سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تقرب حاصل کرتے اور بارش کی دعا کرتے تو اللہ تعالیٰ اس نورِ محمدی ﷺ کی برکت سے باران رحمت سے نوازتا تھا۔ (کذا فی المواہب)

☆ کتب سیر و فضائل میں بکثرت مروی ہے کہ جب ابرہہ بادشاہ کے اصحاب فیل نے خانہ کعبہ کو منہدم کرنے کے لیے مکہ معظمہ پر چڑھائی کی تو حضرت عبد المطلبؓ چند آدمیوں کو ساتھ لے کر جبل شبیر پر چڑھے۔ اس وقت آپ کی پیشانی سے نورِ مبارک اس طرح چمکا کہ اس کی شعاعیں خانہ کعبہ پر پڑیں۔ آپ نے قریش سے کہا کہ بے فکر ہو جاؤ اس طرح نور چمکنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم غالب رہیں گے۔ حضرت عبد المطلب کے اونٹ کو ابرہہ کے لشکر والے پکڑ کر لے گئے تھے آپ ان کی واپسی کے لیے ابرہہ کے پاس گئے تو وہ حضرت عبد المطلبؓ کی نورانی شکل اور پیشانی میں چمکتے ہوئے نور کی عظمت و ہیبت سے مرعوب ہو گیا اور فوراً تخت سے نیچے اتر آیا آپ کی بے حد تعظیم کی اور آپ کو اوپر بٹھایا اور روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ اس کا ہاتھی اس نور کے سامنے سجدے میں گر گیا جیسا کہ المواہب سیرت حلبیہ اور دیگر کتب میں منقول ہے اور اللہ نے اس ہاتھی کو زبان دی اور اس نے نورِ محمدی ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کیا جسے دوسرے لوگ بھی سمجھ گئے۔

☆ حضرت عبد المطلبؓ سے نورِ محمدی ﷺ حضرت عبد اللہؓ کی پیشانی میں منتقل ہوا۔ ابو نعیم، خرائطی اور ابنِ عساکر نے بطریق عطاء حضرت عبد اللہ ابنِ عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عبد المطلبؓ اپنے فرزند حضرت عبد اللہؓ کو لے کر ایک کاہنہ کے پاس سے گذرے جو تورات، انجیل اور کتب سابقہ کی عالمہ تھی۔ اس کا نام فاطمہ فشمعیہ تھا۔ اس نے حضرت عبد اللہؓ کی پیشانی پر نورِ محمدی ﷺ چمکتا ہوا دیکھا تو حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو نکاح کی دعوت دی مگر آپ نے انکار کر دیا پھر مذکور ہے کہ آپ کا نکاح جب حضرت آمنہؓ سے ہو گیا اور نورِ محمدی ﷺ ان کے بطن میں منتقل ہو گیا تو ایک روز حضرت عبد اللہ اسی فاطمہ

نامی کاہنہ کے پاس سے دوبارہ گزرے اس نے آپ کی طرف توجہ تک نہ کی حضرت عبداللہؓ نے پوچھا کیا بات ہے اس وقت مجھے دعوت نکاح دیتی تھی اور آج توجہ تک نہیں کرتی اس خاتون نے جواب دیا جس نور کی خاطر میں آپ کی طرف راغب ہوئی تھی وہ کوئی اور خوش نصیب لے گئی اب مجھے آپ سے شادی کی حاجت نہیں۔ میری خواہش تھی کہ وہ نور مبارک میرے نصیب میں ہوتا مگر اب ایسا ممکن نہیں رہا وہ نور آپ سے جدا ہو چکا ہے۔

☆ مروی ہے کہ جس رات حضور ﷺ کا نور مبارک حضرت آمنہؓ کے بطن میں منتقل ہوا وہ جمعہ کی رات تھی اس رات جنت الفردوس کا دروازہ کھول دیا گیا اور ایک منادی نے تمام آسمانوں اور زمین میں ندا دی آگاہ ہو جاؤ وہ نور جو ایک محفوظ اور مخفی خزانہ تھا جس نبی ہادی حضرت محمد مصطفی ﷺ نے متولد ہونا تھا وہ آج رات اپنی والدہ کے بطن میں منتقل ہو گیا جہاں اس کے جسد عنصری کی تکمیل ہوگی اور وہ لوگوں کے لیے بشیر و نذیر بن کر دنیا میں تشریف لائے گا اور حضرت کعب الاحبارؓ کی روایت میں حضرت آمنہؓ کا نام بھی آیا اور ساتھ منادی نے یہ بھی کہا آمنہؓ تمہیں مبارک ہو تمہیں مبارک ہو۔

☆ مروی ہے کہ جب آپ ﷺ کا نور مبارک اپنی والدہ ماجدہ کے بطن میں منتقل ہوا تو قریش قحط سالی میں مبتلا تھے۔ وہ فوراً ختم ہوگئی زمین ہری بھری ہوگئی درخت سرسبز و شاداب ہو گئے ہر طرف سے اناج پھل اور سبزیاں آنے لگیں اور تاریخ میں اس سال کا نام کشادگی اور خوشحالی کا سال پڑ گیا۔

☆ سیرت ابن ہشام میں ابن اسحاق سے مروی ہے کہ حضرت آمنہؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ میرے بطن میں تشریف لائے تو مجھے خواب میں بشارت دی گئی کہ آپ اس امت کے سردار (اور ایک روایت کے الفاظ ہیں تمام انسانوں کے سردار) کے ساتھ حاملہ ہوئی ہیں اور جب وہ پیدا ہوں تو ان کا نام محمد ﷺ رکھنا اور حضرت عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت آمنہؓ نے فرمایا کہ جب آپ کو میرے پیٹ میں چھٹا مہینہ تھا تو مجھے خواب میں کہا گیا تو خیر العالمین سے حاملہ ہے جب ان کی ولادت ہو تو ان کا نام محمد ﷺ رکھنا اور اس دوران اپنے حال کو چھپائے رکھنا۔

☆ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جس رات حضور ﷺ اپنی والدہ ماجدہ کے بطن میں تشریف لائے تو قریش کے گھروں میں جتنے چوپائے تھے اپنی اپنی زبانوں میں باآواز بلند بول پڑے رب کعبہ کی قسم آج رسول اللہ ﷺ اپنی والدہ کے بطن میں تشریف لے آئے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ ندا سنائی دی مبارک ہو ابو القاسم ظاہر ہونے والے ہیں اور اس رات مکہ کے ہر گھر میں نور کی چمک دکھائی دی۔

☆ ابن ہشام ابو زکریا یحییٰ بن عائد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ اپنی والدہ ماجدہ کے بطن میں نو ماہ یا بعض روایات کے مطابق اس کے لگ بھگ عرصہ تک رہے اور وہ فرماتی ہیں کہ میں نے کسی عورت کا حمل اس جتنا آسان اور ہلکا اور بابرکت نہیں دیکھا اور سیرت حلبیہ میں ہے کہ آپ اس دوران اپنی والدہ ماجدہ کے بطن میں اللہ کا ذکر کر رہے تھے۔

☆ حضرت آمنہؓ سے مروی ہے کہ جب حضور ﷺ کی ولادت مقدسہ کا وقت قریب آیا تو حسب معمول مجھ پر کیفیت طاری ہوئی پھر مجھے اچانک یوں محسوس ہوا کہ سفید پرندے کے پر کی طرح کسی روشن چیز نے میرے دل پر مسح کیا ہو۔ جس سے درد فوراً جاتا رہا پھر مجھے جنت کا سفید مشروب پیش کیا گیا جو میں نے پی لیا۔ پھر مجھے ایک عظیم نور نے گھیر لیا پھر میں نے خوبصورت طویل القامت عورتوں کو دیکھا مجھے تعجب ہوا اور میں نے پوچھا تم میرے پاس کہاں سے آئی ہو انہوں نے کہا ہم آسیہ (فرعون کی بیوی جو حضرت موسیٰؑ پر ایمان لے آئی تھیں) اور مریم بنت عمران ہیں اور ہمارے ساتھ یہ سب جنتی حوریں ہیں پھر میں نے زمین سے آسمان تک سفید سی روشنی دیکھی پھر میں نے فضا میں ایسے مرد دیکھے جن کے ہاتھوں میں چاندی کی صراحیاں تھیں پھر میں نے سفید جنتی چڑیوں کو دیکھا جن کی چونچیں زمرد کی اور پر یاقوت کے تھے وہ میرے کمرے پر سایہ فگن ہوگئیں پھر اچانک ایک نور ظاہر ہوا جس سے مشرق و مغرب سب روشن ہو گئے اسی وقت میں نے تین عظیم الشان جھنڈے دیکھے جو نصب کر دیئے گئے ایک مشرق میں ایک مغرب میں اور کعبہ کی چھت پر پس اسی مشاہدہ کی حالت میں اچانک حضور ﷺ میرے بطن سے باہر تشریف لے آئے اور سارا گھر نور ہی نور بن گیا اور آپ مسکرا رہے تھے پھر آپ سجدے میں گر گئے اس وقت آپ کی حالت تضرع اور گریہ زاری کی سی ہوگئی آپ نے انگلی آسمان کی طرف اٹھا رکھی تھی (گویا اللہ کی توحید کی شہادت دے رہے تھے) پھر اچانک آسمان کی طرف سے سفید بادل نمودار ہوا اس نے حضور ﷺ کو ڈھانپ لیا اور ایک منادی کی ندا بلند ہوئی کہ حضرت محمد ﷺ کو مشارق و مغارب اور بحر و بر میں پھراؤ تا کہ سب انس و جن، ملائکہ اور چرند و پرند الغرض ہر شے ان کی صورت اور اوصاف کو پہچان لے پھر تھوڑی دیر کے بعد بادل کھل گیا اور آپ دوبارہ نمودار ہوئے اس وقت میں نے آپ کی زیارت کی تو آپ کا جسم اقدس چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا تھا اور اس سے تازہ کستوری کی خوشبو کے حلے پھوٹ رہے تھے اس وقت غیب سے تین افراد نمودار ہوئے ان میں سے ایک کے ہاتھ میں چاندی کی صراحی تھی ایک کے ہاتھ میں زمرد کا طشت تھا اور ایک کے ہاتھ میں سفید ریشم کی چادر تھی۔ اس صراحی کے (جنتی) پانی سے آپ ﷺ کو غسل دیا گیا، آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر لگائی گئی، جو اسی ریشم میں لپٹی ہوئی تھی اور پھر اسی چادر میں لپیٹ کر لٹا دیا گیا۔ آپ ﷺ کو پیدائشی طور پر سرمہ ڈالا ہوا تھا، ناف بریدہ تھے، ختنہ شدہ تھے، حضرت ابن عباسؓ نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔ (المواہب اللدنیہ، الخصائص الکبریٰ، السیرۃ الحلبیہ، الوفا، الانوار المحمدیہ وغیرہ میں ہے اور انہوں نے اسے ابو نعیم، ابو حیان، خطیب بغدادی، ابن سعد، طبرانی، بیہقی، نیشاپوری، حافظ ابو بکر اور امام زرکشی وغیرہ ہم سے روایت کیا ہے)

الغرض نور محمدیہ ﷺ کا ظہور حالت بشریت میں دنیا کی تاریخ ماہ و سال میں اپنے وقت پر ہوا۔ یہ آپ کا بشری وجود تھا۔ اُصْطَفٰی وَاحِدًا مِّنْ خَلْقِهٖ هُوَ مِنْهُمْ وَلَيْسَ مِنْهُمْ (اللہ نے اپنی مخلوق میں سے ایک کو چُن لیا، بظاہر وہ ان میں سے ہے مگر اپنی حقیقت میں ان سے نہیں)۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس دنیائے آب و گل میں ظہور بھی کامل طور پر ہوا یہاں اگر آپ پر بشریت کا

بقیہ صفحہ نمبر 74 پر



حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشری ولادت سے قبل بھی نبی تھے آپ یہ بات پہلے پڑھ چکے ہیں اور کائنات میں باطنی طور پر موجود تھے حالتِ بشریت میں ظہور کے بعد آپ کائنات میں ظاہری اور باطنی طور پر موجود رہے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اب بھی باطنی حیات کے ساتھ کائنات میں موجود ہیں اور عاشقوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیدار مبارک سے نوازتے ہیں۔ پھر اگر آپ کو ''رسول'' کے طور پر دیکھا جائے تو کلمہ طیبہ ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کا ترجمہ ذرا غور سے پڑھیے..... اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اس کے رسول ہیں۔ اس کو ہم یوں لے سکتے ہیں کہ جو دور بھی گزر رہا ہو اس کے آپ رسول ہیں۔ جو گزر گیا اس کے بھی رسول ہیں، جو گزر رہا ہے اس کے بھی رسول ہیں اور جو گزرے گا اس کے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسول ہیں اور رسول وہ ہوتا ہے جو موجود ہو اگر ہم حیاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منکر ہو جائیں تو عقیدہ ختم نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھی منکر ہوں گے۔

❁ علامہ طاہر القادری اپنی کتاب میلاد النبیؐ میں لکھتے ہیں:۔ ''اللہ تعالیٰ نے جو کلمہ مسلمانوں کو عطا فرمایا اس کے الفاظ۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں) ہی اس حقیقت پر پختہ شہادت ہیں کہ حضور ﷺ کی نبوت قیامت تک اُسی طرح جاری و ساری رہے گی جس طرح آپ ﷺ کی حیاتِ ظاہری میں تھی۔ اب کوئی شخص نہیں کہہ سکتا کہ ''محمد ﷺ اللہ کے رسول تھے،'' وہ یہی کہے گا کہ ''محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں'' اگر کوئی ایسا نہ کہے تو وہ بالاتفاق کافر کی موت مرے گا کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرض قرار دیا کہ آپ ﷺ کی رسالت کو ابدالآ تک کے لیے مانا جائے۔ یہ بنیادی تقاضائے ایمان ہے کہ اللہ نے آپ ﷺ کے ماضی میں رسول سمجھے جانے کے تصور کو سرے سے ختم کر دیا اور ماضی کا صیغہ استعمال کرنے کی اجازت ہی نہیں دی۔ ختم نبوت کی حقیقت سے یہ واضح کر دیا کہ نبی آئے اور چلے گئے، چونکہ ان کی رسالت عارضی تھی اس لیے نئے نبی بھی آتے رہے مگر حضور ﷺ خاتم النبیین و خاتم الرسل ہیں لہٰذا اب قیامت تک کوئی نیا نبی و رسول نہیں آئے گا۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی نبوت و رسالت ہر زمانے میں جاری ہے اور قیامت تک رہے گی۔ اس لیے یہ عقیدہ رکھنا فرض ہے کہ حضور ﷺ اب بھی اسی طرح اللہ کے رسول ہیں جس طرح صحابہؓ کے لیے تھے اور جس طرح ہمارے لیے ہیں اسی طرح تا قیامِ قیامت بعد میں آنے والی نسلوں کے لیے بھی ہوں گے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ تریسٹھ (۶۳) برس تک آپ ﷺ کو ہر کوئی سر کی آنکھوں سے دیکھ سکتا تھا مگر وصال مبارک کے بعد خال خال کسی خوش نصیب ہی کو آپ کی زیارت بہ حالتِ خواب نصیب ہوتی ہے۔ جس کا بخت یاوری کرے وہ نہ صرف خواب میں بلکہ بیداری میں بھی حضور ﷺ کی زیارت کر لیتا ہے۔ الغرض حضور ﷺ اپنے مخلص غلاموں پر آج بھی شفیق ہیں، ان کی راہنمائی بھی کرتے ہیں، انہیں دِل اور سر کی آنکھوں سے شرفِ دیدار بھی بخشتے ہیں اور جب وہ دنیا سے رخصت ہونے لگیں تو اُن کی روحوں کے استقبال کے لیے بھی تشریف لاتے ہیں۔

پھر اہل شعور حضرات کے لئے ایک اور مثال بیان کی جاتی ہے۔ حیاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سمجھانے کے لئے صرف یہی مثال کافی ہے۔ کسی دوسری مثال کی ضرورت نہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ شہدا کے بارے میں فرماتا ہے کہ انہیں مردہ نہ کہو وہ زندہ ہیں لیکن تم کو اُن کا شعور نہیں۔ وہ اپنے ربّ کے پاس زندہ ہیں اور روزی پا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انعام یافتہ گروہوں کا جو ذکر فرمایا ہے ان میں شہدا کا گروہ تیسرا ہے۔ سورہ النسا (63) میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

☆ جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اُسے اُن کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء، صدیقین، شہدا اور صالحین۔

اب اللہ تعالیٰ شہدا کے بارے میں تو فرما رہا ہے کہ وہ مردہ نہیں زندہ ہیں لیکن تم اُن کا شعور نہیں رکھتے اور وہ روزی پا رہے ہیں۔ کیا پہلا گروہ جو انبیاء کرام کا ہے زندہ نہیں ہو سکتا؟ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معراج کی رات موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور تمام انبیاء کرام کے مسجد اقصیٰ میں امام بنے اور تمام انبیاء کرام نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا

کلامِ اقبالؒ

ہر کہ عشقِ مصطفیٰؐ سامانِ اوست
بحر و بر در گوشہ دامانِ اوست

ترجمہ: جوانسان عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں غرق ہے تو تمام بحروبر (دنیا) اس کے مطیع ہیں۔ (پیامِ مشرق)

تب وتاب بتکدۂ عجم نرسد بسوز و گدازِ من
کہ بیک نگاہ محمد عربیؐ گرفت حجازِ من

ترجمہ: عجمی بتکدہ (مرادمغربی دنیا کی چکا چوند) کی تب وتاب میرے دِل کے سوز وگداز (عشق) کو زیروزبر نہیں کرسکتی کیونکہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ہی نگاہ سے میرا دِل گرفت میں لے لیا ہے۔
(پیامِ مشرق)

کی۔ اگر وہ مردہ تھے تو نماز ادا کرنے کہاں سے آگئے۔؟ اب تمام انبیاء زندہ ہیں شہداز ندہ ہیں تو حبیب خدا جن کے لئے یہ تمام کائنات تخلیق کی گئی اور جس کے سر پر خاتم النبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سہرا سجا، جس کو امام الانبیاء بنایا گیا کیا وہ زندہ نہیں ہے؟ عجیب بات ہے۔ کیا کہتے ہیں اہل شعور اس بارے میں۔ ہاں دِل کے اندھے اس بات کو سمجھ نہیں سکتے۔ اس راز کو عشق سے ہی پایا جا سکتا ہے۔ اور عاشقوں نے پایا ہے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو۔

❁ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:۔ ''میں نو مرتبہ اس بات کی قسم کھاؤں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شہید فی سبیل اللہ ہیں تو مجھے یہ بات اس بات سے زیادہ پسند ہے۔ کہ میں ایک مرتبہ ایسی قسم کھاؤں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شہید فی سبیل اللہ نہیں ہیں کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی بھی ہیں اور شہید بھی ہیں۔ (زرقانی جلد ۸، خصائص کبریٰ جلد ۲)

❁ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

☆ اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ یُصَلُّوْنَ۔
(جامع صغیر سیوطی جلد 1)(خصائص کبریٰ جلد 2)

☆ ترجمہ: انبیاء کرام علیہم السلام اپنے اپنے مزارات میں زندہ ہیں وہ نمازیں پڑھتے ہیں۔

❁ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

☆ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَآءِ فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُرْزَقُ۔ (ابن ماجہ، مشکوٰۃ جلد 1)

☆ ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسموں کو کھائے اللہ تعالیٰ کا ہر نبی قبر میں زندہ ہوتا ہے۔ اور اسے رزق دیا جاتا ہے۔

❁ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

☆ اِنَّ الْاَنْبِیَآءَ لَایَمُوْتُوْنَ وَاَنَّھُمْ یُصَلُّوْنَ وَیُحَجُّوْنَ فِیْ قُبُوْرِھِمْ وَاَنَّھُمْ اَحْیَآءٌ۔
(فیوض الحرمین شاہ ولی اللہ محدث دہلوی)

☆ ترجمہ: بے شک انبیاء فوت نہیں ہوتے اور بے شک انبیاء اپنی قبروں میں نماز پڑھتے اور حج کرتے ہیں۔ اور بے شک وہ زندہ ہیں۔

❁ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

☆ پس جو شخص حیات النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا منکر ہے وہ کس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مومن ہو سکتا ہے؟ وہ جو بھی ہے جھوٹا ہے وہ بے دین ومنافق ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے ''جھوٹا آدمی میرا امتی نہیں ہے'' (کلید التوحید کلاں)

☆ جسے حیات النبی ((صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا اعتبار نہیں وہ ہر دو جہاں میں ذلیل وخوار ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وہ شخص مردہ سمجھتا ہے جس کا دِل مردہ ہو اور اس کا سرمایہ ایمان ویقین شیطان نے لوٹ لیا ہو۔ (کلید التوحید کلاں)

آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اخلاص اور یقین کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں فریاد کرے تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع لشکرِ صحابہ اور امام حسن وامام حسینؓ تشریف لاکر ظاہری آنکھوں سے زیارت کراتے اور مدد فرماتے ہیں۔ (عقلِ بیدار)

پس ثابت ہوا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باطنی حیات کے ساتھ زندہ ہیں اور کائنات میں تصرف فرماتے ہیں اور اپنے عاشقین کو دیدار سے مشرف فرماتے ہیں۔

فرمانِ باھوؒ

حضورِ قلب

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔

☆ لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ

''حضورِ قلب کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔''

اور حضورِ قلب یہ ہے کہ دِل خطراتِ شیطانی سے محفوظ ہو کر ہر وقت ذکر اللہ کے نور اور تجلیاتِ نورِ ذات سے معمور رہے۔ ایسا صاحبِ قلب آدمی ہمیشہ باطن میں انبیاء واولیاء سے ملاقات کرتا رہتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ ایسا صاحبِ مراقبہ ذاکر دِل ہر وقت دِل میں دائمی نماز پڑھتا رہتا ہے اور دنیا و آخرت میں شرک وکفر ونفاق سے محفوظ رہتا ہے۔ اُسے حیاتِ قلب نصیب ہوتی ہے اس لیے وہ ہر وقت دِل میں ''اَلصَّلٰوۃُ دَائِمُوْنَ فِیْ قُلُوْبُھُمْ'' صلوٰۃِ دائمون کو قائم رکھتا ہے جس سے اُس کی روح باجمعیت اور نفس پریشان رہتا ہے ایسے ہی لوگوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ ''اَجْسَامُھُمْ فِی الدُّنْیَا وَ قُلُوْبُھُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ'' ترجمہ: اُن کے جسم دنیا میں ہوتے ہیں اور دِل آخرت میں۔'' اقرار وتصدیق کلمہ طیب، ظاہر باطن میں نماز وقتی و نمازِ دائمی کی ادائیگی اور ہدایت وسخاوت نافع المسلمین کے یہ تین مقبول اعمال اُن کے حال کی گواہی دیتے ہیں۔ (کلید التوحید کلاں)



خادم سلطان الفقر سلطان محمد نجیب الرحمٰن سروری قادری

علماءِ حق کا عقیدہ ہے کہ حقیقتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعتبار سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام روحِ کائنات اور اصلِ عالم ہیں اور باعتبار اصل موجودات اور باعتبار نورانیت ونور نبوت وروحانیت عالم کے ذرّہ ذرّہ میں موجود اور حاضر ہیں اور کائنات کے ایک ایک ذرّہ کے شاہد (مشاہدہ کرنے والے یعنی دیکھنے والے) ہیں اور کائنات کے ذرہ ذرہ میں حقیقتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جاری وساری ہے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مثالی ہزاروں، لاکھوں، کروڑوں ہو سکتے ہیں اور ان اجسامِ مثالی سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آنِ واحد میں متعدد مقامات پر جلوہ افروز ہو سکتے ہیں البتہ جسم بشری یا عنصری ایک ہی ہے جو ہر جگہ حاضر ناظر نہیں ہاں اس جسمِ پاک سے جہاں چاہیں آجا سکتے ہیں۔

قرآنِ پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس شان کو اس طرح بیان کیا گیا ہے:-

☆ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ۔ (پ۲۔ بقرہ آیت ۱۴۳)

☆ ترجمہ: اور یہ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم پر گواہ ہیں۔

☆ وَجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ۝ (پ۵۔ النساء آیت ۴۱)

☆ ترجمہ: اور اے محبوب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم آپ کو ان سب لوگوں پر شہید (گواہ) بنا کر لائیں گے۔

☆ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا ۔ (پ۲۲۔ الاحزاب آیت ۴۵)

☆ ترجمہ: اے نبیؐ بے شک ہم نے آپ کو شاہد (گواہ) بنا کر بھیجا ہے۔

☆ اور شاہد کا حقیقی مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ ہر چیز کو دیکھ کر گواہی دیتا ہے غیب پر گواہی دینا کسی صورت روا نہیں۔

❁ حضرت شیخ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

☆ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سب لوگوں پر گواہ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور نبوت سے ہر مومن و دین دار کے اس رتبہ و مرتبہ کو جانتے ہیں۔ جس مرتبہ و رتبہ کو وہ پہنچا ہوا ہے اور اس کے ایمان کی حقیقت کو بھی جانتے ہیں۔ اس کے اُس حجاب سے بھی واقف ہیں جس کی وجہ سے وہ رُکا ہوا ہے۔ اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہارے گناہوں کو اور تمہارے درجات ایمان کو اور تمہارے نیک و بد اعمال اور تمہارے اخلاص و نفاق کو (یہ سب قلبی کیفیات ہیں جو دِل کے اندر پوشیدہ ہوتی ہیں) جانتے اور پہچانتے ہیں۔ اسی لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شہادت دنیا و آخرت میں بحکم شرع اُمت کے حق میں مقبول اور واجب العمل ہے۔ جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے:-

☆ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ۔ (پ۱۱۔ التوبہ۔ ۹۶)

☆ ترجمہ: اور اللہ اور اس کا رسول تمہارے اعمال کو دیکھ رہے ہیں۔

کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف صحابہ کرامؓ کے اعمال کو دیکھ رہے تھے؟ نہیں وہ تمام امت کے اعمال دیکھ رہے ہیں اور ہر امتی کے عمل کے گواہ ہیں۔ محشر میں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اُمت کی نسبت گواہی دیں گے کہ خدا کے پیغام کو کس نے کس قدر قبول کیا۔ (تفسیر عثمانی)

☆ اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ ۔ (پ۲۱۔ الاحزاب آیت ۶)

☆ ترجمہ: نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مومنوں کی جان سے بھی زیادہ ان کے قریب ہیں۔

اس آیت میں مومن کا ذکر ہوا ہے مسلمان کا نہیں۔ مسلمان اقرار باللسان کرتا ہے اور مومن تصدیق بالقلب کرتا ہے۔ اور کوئی بھی مومن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرب سے محروم نہیں ہوتا۔ جیسا کہ علامہ اقبال رحمۃ علیہ فرماتے ہیں:-

عالم ہے فقط مومن جانباز کی میراث
مومن نہیں جو صاحب لولاک نہیں ہے

ترجمہ: تمام کائنات مومن جانباز کی ملکیت ہے لیکن وہ شخص ہرگز مومن نہیں ہو سکتا جسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرب حاصل نہیں ہے۔

جہاں تمام ہے میراث مرد مومن کی
مرے کلام پہ حجت ہے نکتۂ لولاک

ترجمہ: تمام دنیا مومن کی میراث ہے اور میرے اس خیال کی وجہ یہ ہے کہ مومن کو قرب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاصل ہوتا ہے۔ اس حقیقت کی طرف یہ حدیث مبارکہ اشارہ کرتی ہیں:-

❁ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

☆ مَا مِنْ مُؤْمِنٍ اِلَّا وَاَنَا اَوْلَى النَّاسِ بِهٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔ (بخاری جلد 1 وجلد 2۔ تفسیر درمنثور جلد 5)

☆ ترجمہ: کوئی مومن ایسا نہیں جس سے دنیا و آخرت میں تمام لوگوں کی بہ نسبت میں اس کے زیادہ قریب نہ ہوں۔ (یعنی تمام لوگوں کی بہ نسبت میں مومنوں کے زیادہ قریب ہوں)۔

❀ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

☆ يَا بُرَيْدَةُ اَلَسْتُ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ قُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ (تفسیر درمنثور جلد ۵)

☆ ترجمہ: اے بریدہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تمام مومنوں سے ان کی جانوں سے بہ نسبت زیادہ قریب نہیں ہوں؟۔ میں نے عرض کی ہاں یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ واقعی تمام مومنوں سے ان کی جان سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

❀ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

☆ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِيَ الْمُتَّقُوْنَ مَنْ كَانُوْا وَحَيْثُ كَانُوْا۔ (مشکوٰۃ شریف۔ مسند احمد)

☆ ترجمہ: وہ لوگ میرے بہت قریب ہیں جو متقی ہیں۔ وہ جو بھی ہوں اور جہاں بھی ہوں۔

ثابت ہوا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر مومن کے قریب ہیں مگر ملائکہ کی طرح پوشیدہ ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرب اور دیدار اُس خوش بخت کو حاصل ہوتا ہے جس سے حجاباتِ بشری اُٹھ جاتے ہیں۔

❀ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی (پارہ 22) میں بیان فرماتے ہیں:۔

☆ احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روح بمع جسم کے ساتھ زندہ ہیں بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمین کے کونوں میں عالمِ غیب میں، فرشتوں کے عالم میں، عالمِ اَرواح میں، جہاں چاہیں سیر فرماتے اور تصرف فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی ہیت پہ ہیں جس ہیت وشکل میں قبل از پردہ پوشی تھے وہ ہیت وشکل اور صورت ویسی کی ویسی ہے البتہ اس میں سے کچھ نہیں بدلا۔ البتہ بے شک آپ لوگوں کی آنکھوں سے چھپائے گئے ہیں جیسا کہ فرشتے چھپائے گئے ہیں حالانکہ وہ بھی بمع اجساد زندہ ہیں جس کو اللہ تعالیٰ دیدارِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعمت سے نوازنا چاہتا ہے اس سے حجابات (پردے) اُٹھا دیتا ہے اور وہ خوش نصیب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کی اصلی وحقیقی ہیت وشکل وصورت میں دیکھتا ہے۔ جسدِ عنصری کے دیکھنے سے کوئی چیز مانع نہیں ہوتی اور یہ روئیت جسم مثالی کی تخصیص کی طرف داعی نہیں۔

❀ امام جلاالدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے 75 مرتبہ جاگتے ہوئے سَر کی آنکھوں سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی اور بہت سی ان احادیث کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا جن کو محدثین نے اپنے طریق سے ضعیف قرار دے رکھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی تصحیح فرمائی تو امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو صحیح لکھا۔ (میزانِ کبریٰ للشعرانی۔ جلد 1)

❀ محاصرہ کے وقت حضرت عبداللہ بن سلامؓ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملنے گئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں بتایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام محاصرہ میں میرے ہاں تشریف لائے اور فرمایا ''اے عثمانؓ! ان لوگوں نے تمہیں گھیرا ہوا ہے؟ میں نے عرض کی کہ ہاں! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ...... حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پھر پوچھا! تجھے ان لوگوں نے پیاسا رکھا ہوا ہے؟ میں نے عرض کی! ہاں! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ڈول لٹکا دیا، اس میں پانی تھا میں نے سیراب ہو کر پانی پیا۔ یہاں تک کہ میں نے اس پانی کی ٹھنڈک اپنے سینے اور دو کاندھوں کے درمیان محسوس کی پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔ اگر آپ چاہیں تو آپؓ کی امداد کی جائے اور اگر آپؓ چاہیں تو ہمارے ہاں آکر افطار کریں تو میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاں افطار کرنے کو پسند کیا۔ اور اسی روز حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کردیئے گئے۔ (حاوی للفتاویٰ جلد 2)

❀ امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے آٹھ ساتھیوں کے ساتھ صحیح بخاری جاگتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پڑھی۔ (فیض الباری للکشمیری جلد 1)

❀ شیخ ابوالعباس مرسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

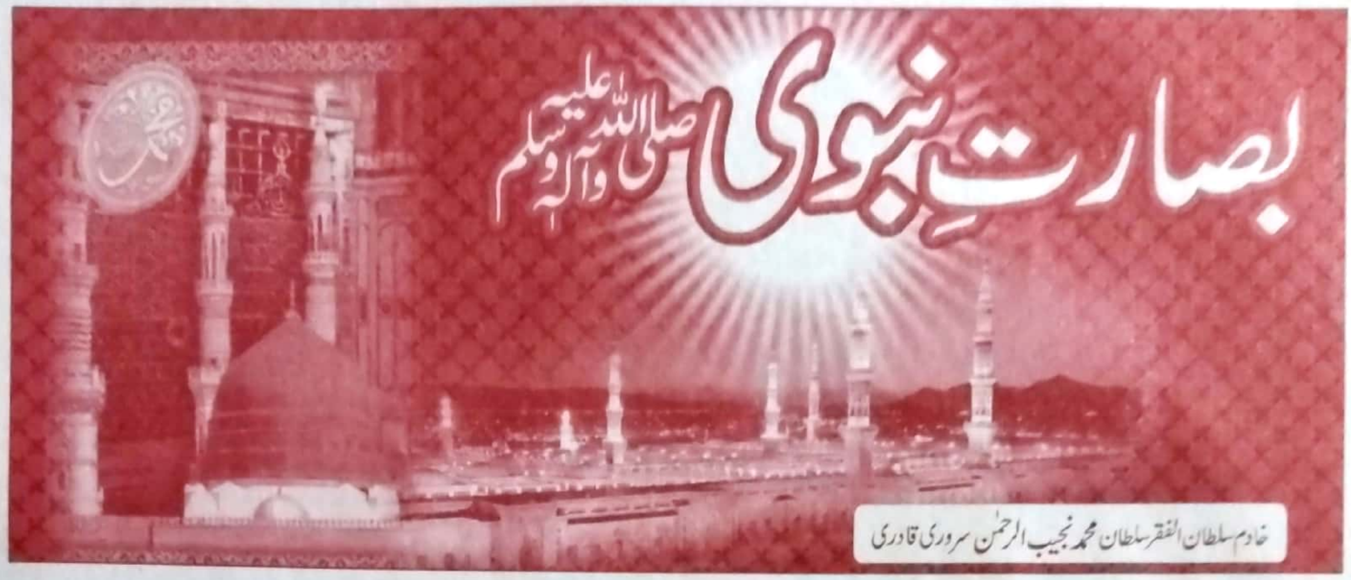
☆ مجھے چالیس سال ہوگئے ہیں کہ میں ایک دم کے لئے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جدا نہیں ہوا ہر وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھتا ہوں اگر پلک جھپکنے کے برابر بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھ سے اوجھل ہو جائیں اور میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہ دیکھوں تو میں خود کو مسلمانوں میں شمار نہ کروں۔ (جامع کراماتِ اولیا نبہانی)

خزانہء فقر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ سے حاصل ہوتا ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معرفت کے بغیر نہ کوئی قطب بن سکتا ہے نہ غوث نہ اوتاد ہو سکتا ہے اور نہ کوئی ولی۔

❀ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھوؒ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب امیر الکونین میں تحریر فرماتے ہیں:۔

☆ میں عرصہ 30 سال تک مرشد کامل کی تلاش میں پھرتا رہا لیکن مجھے اپنے مطلب کا مرشد نہ مل سکا آخر ایک مرتبہ اس فقیر کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم باطن میں ہاتھ پکڑ کر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں لے گئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا:۔ ''میرا ہاتھ پکڑ لو'' چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دستِ بیعت فرما کر تعلیم وتلقین فرمائی اور حکم فرمایا:۔ اے باھُوؒ! خلقِ خدا کی باطن میں امداد کیا کرو۔ بعدازاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حضرت پیر دستگیر محبوب سبحانی شاہ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے سپرد کر کے فرمایا یہ فقیر باھُوؒ ہمارا نوری حضوری فرزند ہے اس کو آپؓ بھی باطنی تلقین وارشاد سے نوازیں چنانچہ حضرت پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے باطنی فیض سے مالا مال فرمایا۔

''حضور اکرم ﷺ سب لوگوں پر گواہ ہیں اور ہر ایک کے اعمال کو دیکھ رہے ہیں کیونکہ گواہی ہمیشہ دیکھ کر ہی دی جاتی ہے، بن دیکھے کہیں بھی گواہی قبول نہیں ہوتی۔ اس لیے قیامت کے دن آپ ﷺ نہ صرف اپنی امت کے فرد کے اعمال کی بلکہ پچھلی امتوں کے ہر فرد کی بھی گواہی دیں گے''۔



بصارتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

خادم سلطان الفقر سلطان محمد نجیب الرحمٰن سروری قادری

بصارتِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی حد نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوری کائنات کو اپنی ہتھیلی کی طرح دیکھتے ہیں۔

❁ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

☆ هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِي هٰهُنَا وَاللّٰهِ مَا يَخْفٰى عَلَيَّ رُكُوْعُكُمْ وَلَا خُشُوْعُكُمْ وَاِنِّيْ لَاَرَاكُمْ وَرَاءَ ظَهْرِيْ۔ (بخاری جلد 1)

☆ ترجمہ: تم یہ سمجھتے ہو کہ میرا رخ اس طرف ہے۔ اللہ کی قسم نہ تمہارا رکوع مجھ سے مخفی ہے اور نہ تمہارا خشوع (دل کی کیفیت) مجھ سے پوشیدہ ہے۔ بے شک میں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔

❁ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

☆ فَاِنِّيْ اَرَاكُمْ اَمَامِيْ وَمِنْ خَلْفِيْ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْرَاَيْتُمْ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا قَالُوْا وَمَا رَاَيْتَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ رَاَيْتُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ۔ (صحیح مسلم جلد 1)

☆ ترجمہ: پس بے شک میں آگے بھی دیکھتا ہوں اور پیچھے بھی دیکھتا ہوں پھر فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ جو میں دیکھتا ہوں اگر تم دیکھو تو ہنسو تھوڑے اور روؤ زیادہ۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا دیکھتے ہیں۔ فرمایا! جنت و دوزخ۔

❁ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

☆ فَاِنِّيْ اَرَاكُمْ خَلْفَ ظَهْرِيْ (صحیح بخاری، مشکوٰۃ)

☆ ترجمہ: بے شک میں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔

❁ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کے اندھیرے میں بھی اس طرح دیکھتے تھے جیسے دن کی روشنی میں۔

❁ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:۔

☆ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَرٰى فِي الظُّلْمَاءِ كَمَا يَرٰى فِي الضَّوْءِ۔

☆ ترجمہ: حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اندھیرے میں اس طرح دیکھتے تھے جس طرح کہ دن کی روشنی میں دیکھا کرتے تھے۔ (خصائص کبریٰ)

❁ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

☆ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَرٰى بِاللَّيْلِ فِي الظُّلْمَةِ كَمَا يَرٰى بِالنَّهَارِ فِي الضَّوْءِ۔

☆ ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کے اندھیرے میں ایسے دیکھا کرتے تھے جیسے کہ دن کی روشنی میں دیکھتے تھے۔ (خصائص کبریٰ جلد 1)

❁ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بصارت مبارک پوری کائنات کو دیکھ رہی ہے۔

❁ حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

☆ اِنَّ مَوْعِدَكُمُ الْحَوْضُ وَاِنِّيْ لَاَنْظُرُ اِلَيْهِ وَاَنَا فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا۔ (صحیح بخاری جلد 2۔ صحیح مسلم جلد 2۔ مشکوٰۃ۔)

☆ ترجمہ: تمہاری ملاقات کی جگہ حوضِ کوثر ہے اور بیشک حوضِ کوثر کو میں اس جگہ سے دیکھ رہا ہوں۔

❁ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

☆ اِنِّيْ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُوْنَ۔ (ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ۔ ترمذی)

☆ ترجمہ: میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔

❁ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

☆ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْ رَفَعَ لِيَ الدُّنْيَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَيْهَا وَاِلٰى مَا هُوَ كَائِنٌ فِيْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ كَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰى كَفِّيْ هٰذِهٖ۔

☆ ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا کو میرے سامنے پیش فرما دیا۔ اور میں اسے اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔ (المواہب قسطلانی جلد 2۔ جواہر البحار جلد 3۔)

❁ مندرجہ بالا حدیث کو طبرانی اور ابونعیم احمد بن عبداللہ نے اس طرح ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا

ہے:-

☆ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْھَا وَاِلٰی مَا ھُوَ کَائِنٌ فِیْھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ ھٰذِہٖ جَلْیَانٌ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی جَلَاہُ لِنَبِیِّہٖ کَمَا جَلَاہُ النَّبِیِّیْنَ مِنْ قَبْلِہٖ۔ (جواہر البحار۔ المواہب قسطلانی)

☆ ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا میرے سامنے فرما دی تو میں اسے اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔ اس روشنی کے سبب جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے روشن فرمائی جیسے مجھ سے پہلے انبیاء کے لئے روشن فرمائی تھی۔

مندرجہ بالا حدیث سے ثابت ہوا کہ بصارتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کوئی حد نہیں ہے۔ اور ہو بھی نہیں سکتی۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں اور حبیب سے کچھ نہیں چھپایا جاتا بلکہ ہر خزانہ عطا کر دیا جاتا ہے۔

"حضور اکرم ﷺ کی بصارت کی کوئی حد نہیں ہے۔ آپ ﷺ کی نگاہ "لامکاں" تک اللہ تعالیٰ کے دیدار میں محو ہے۔"

اگر نہ تولتے تو ساری عمر کھاتے رہتے

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمتِ اقدس میں ایک بدو حاضر ہوا اور اس نے کھانے کا سوال کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسے آدھا وسق جو عنایت فرمایا۔ وہ اس کی بیوی اور اس کے مہمان انہیں کھاتے رہے مگر وہ کم نہ ہوئے۔ پھر ایک روز اس نے ان کو تول لیا تو وہ کم ہونے لگے اور بالآخر ختم ہو گئے بدو نے رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا واقعہ عرض کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اگر تو ان کو نہ تولتا تو تم ان کو ساری عمر کھاتے رہتے اور وہ پھر بھی کم نہ ہوتے

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہجرت کے بعد مدینہ تشریف لائے تو قبیلہ بنو نجار کی لڑکیوں نے دف کے ساتھ یہ نعت پڑھ کر آپ کا استقبال کیا۔

طلع البدر علینا
من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا
ما دعی للہ داع
ایھا المبعوث نبینا
جئت بالامر المطاع

☆ وہ دیکھو ثنیات الوداع سے چودھویں کا چاند طلوع ہوا۔

☆ ہم پر احسانِ عظیم کا شکر لازم ہے جب تک اللہ کے داعی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کے بندوں کو اس کی طرف بلاتے رہیں گے۔

☆ اے وہ مقدس ذات جو رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بنا کر ہم میں بھیجی گئی ہے، آپ کے احکام کی اطاعت ہم پر لازم ہے۔

الشرقی البدر فینا
واختفت منہ البدور
مثل حسنک ما راینا
قط یا وجہ السرور

☆ ہمارے درمیان چودھویں کا چاند نمودار ہوا ہے۔ اس کی روشنی سے تمام چاندوں کی روشنیاں ماند پڑ گئی ہیں۔

☆ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جیسا حُسن والا ہم نے کبھی اور کہیں نہیں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جمالِ جہاں آرا دیکھ کر دل و نظر کو سرور حاصل ہوتا ہے۔

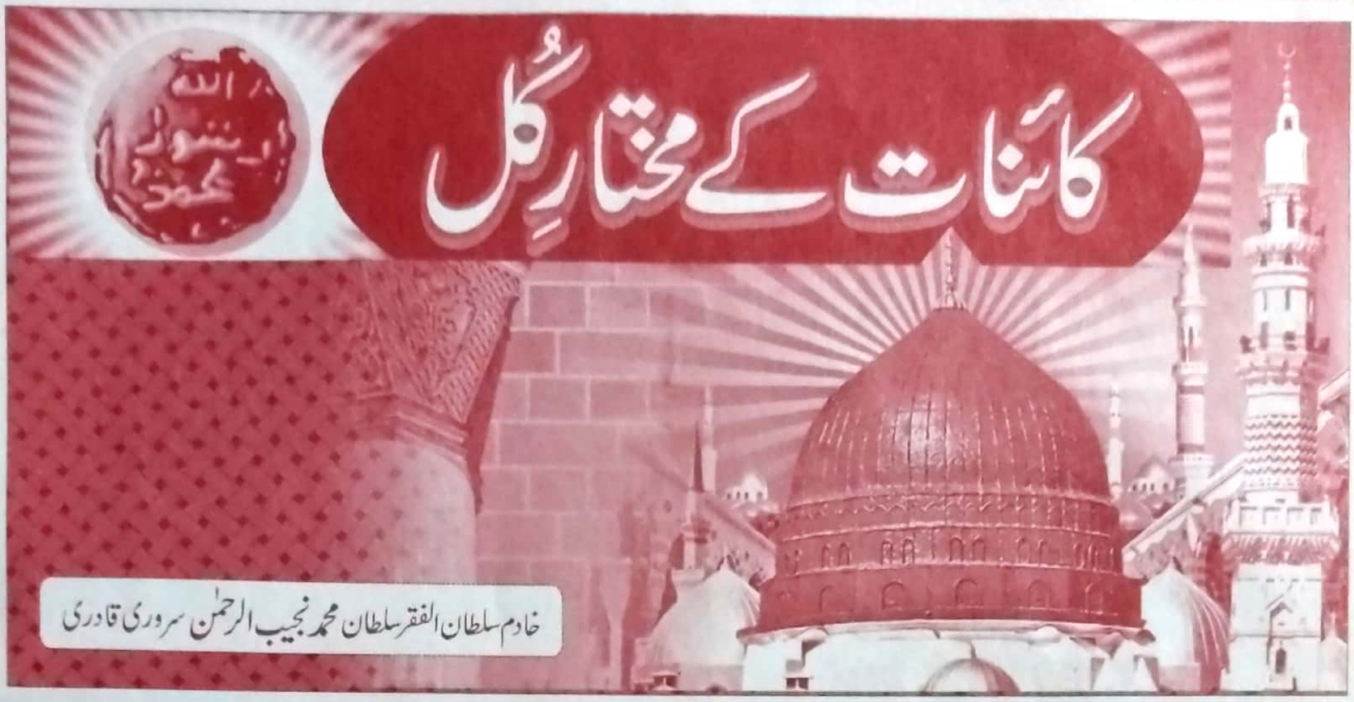
نحن جوار من بنی النجار
یا حبذا محمد من جار

☆ ہم ہیں لڑکیاں نجار کے اعلیٰ گھرانے کی۔

☆ ہے خوشی محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تشریف لانے کی۔

☆ کیا ہی اچھا ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارے پڑوسی ہوئے۔

کائنات کے مختارِ کُل



خادم سلطان الفقر سلطان محمد نجیب الرحمٰن سروری قادری

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے تمام ظاہری و باطنی خزائن کے مختارِ کُل اور مختارِ مطلق ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام ظاہری و باطنی خزانوں کی کنجیاں اپنے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمائی ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام جملہ نعمتیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی تقسیم فرماتے ہیں۔ دنیا میں کسی کو ظاہری اور باطنی طور پر کوئی نعمت یا مرتبہ ملا تھا، مل رہا ہے، ملا ہے یا ملے گا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے ہی ملے گا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے تمام خزائن کے قاسم مطلق ہیں۔ نظامِ تکوین میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مختارِ کُل ہیں یعنی آپؐ اللہ تعالیٰ کی تمام مملکت کے مالک ہیں، متصرف ہیں۔

❁ قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:-

☆ وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ ۔ (پ10 توبہ۔ آیت 59)

☆ ترجمہ: اور کیا ہی اچھا ہوتا اگر وہ اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دیئے پر راضی رہتے اور کہتے کہ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں اب بھی دے گا اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھی دے گا۔

☆ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ۔ (پ۲۲۔ احزاب۔ آیت ۳۷)

☆ ترجمہ: اللہ نے اُسے نعمت بخشی اور اے محبوب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ نے اُسے نعمت دی۔

❁ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:-

☆ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ اُوْتِيْتُ بِمَفَاتِيْحِ خَزَائِنِ الدُّنْيَا۔ (بخاری و مسلم)

☆ ترجمہ: میں سو رہا تھا کہ تمام خزائین کی کنجیاں میرے حوالے کی گئیں۔

❁ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:-

☆ اُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ الْاَرْضِ۔ (مسند احمد۔ جامع صغیر جلد 1)

☆ ترجمہ: مجھے ساری زمین کی کنجیاں عطا فرمائی گئی ہیں۔

❁ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:-

☆ اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَّخَازِنٌ وَّاللّٰهُ يُعْطِيْ۔ (صحیح بخاری)

☆ ترجمہ: (اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت کا) میں قاسم و خزانچی ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔

❁ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیثِ قدسی بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

☆ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ بِهٖ اٰخُذُ وَاُعْطِيْ۔ (کنز العمال جلد ۶)

☆ ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔ میں انہی کے واسطہ سے لوں گا اور انہی کے وسیلہ سے دوں گا۔

قیامت کے دن کے بارے میں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:-

❁ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:-

☆ اَلْكَرَامَةُ وَالْمَفَاتِيْحُ يَوْمَئِذٍ بِيَدِيْ۔ (مشکوٰۃ۔ جواہر البحار جلد 1۔ خصائص کبریٰ جلد 2)

☆ ترجمہ: قیامت کے روز عزت اور چابیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی۔

❁ حضرت امام الفاسی رحمتہ اللہ علیہ لفظ "قاسم" کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

☆ جہان میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اور نائب ہیں۔ اور حضرت الوہیت کا واسطہ ہیں اللہ تعالیٰ کی عطاؤں اور بخششوں کے متولی ہیں جس کسی کو اس جہان میں کوئی رحمت ملی ہے، یا دنیا، آخرت، ظاہر، باطن، علوم معارف اور اطاعات سے جو رزق ملا ہے اس کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں سے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے سے ملا ہے۔ حضورؐ جنت کے حقداروں میں جنت تقسیم فرماتے ہیں (اسی لئے حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپؐ سے جنت میں آپ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت طلب کی تھی۔ مسلم شریف)۔۔۔۔ خدائی خزانوں سے ہر چیز حضور اقدسؐ کے ہاتھ سے ہی باہر آتی ہے۔ (مطالع المسرات)

۞ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:- ''اللہ تعالیٰ ہی رزق دیتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔

(مولد رسول اللہ صفحہ 20)۔

۞ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے موقع پر رضوانِ جنت نے اعلان فرمایا:- اے اللہ کے خلیفہ اعظم! تیرے ساتھ ہی نصرت کی کنجیاں ہیں۔ (خصائص کبریٰ)

۞ ابو نعیم حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں:-

☆ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ طیبہ حضرت آمنہ سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے فوراً بعد یہ اعلان سنا گیا کہ کوئی اعلان کر رہا تھا کہ نصرت کی کنجیاں، نبوت کی کنجیاں، سب پر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے قبضہ فرما لیا ہے۔ واہ، واہ ساری دنیا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مٹھی میں آ گئی ہے زمین و آسمان میں کوئی مخلوق ایسی نہ رہی جو ان کے قبضہ میں نہ آتی ہو۔ (دلائل النبوۃ، جواہر البحار، خصائص کبریٰ، زرقانی علی المواہب)

ان احادیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خلافتِ الٰہیہ کے مالک ہیں اور اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ اور وسیلہ ہی سے خزانہ فقر کی کنجیاں، ولایت کی کنجیاں، زمین کی کنجیاں، نصرت کی کنجیاں، جنت وجہنم کی کنجیاں اور نفع کی کنجیاں عطا فرمائی ہیں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک اسم ''قاسم'' یعنی تقسیم کرنے والا بھی ہے۔

۞ امام ابن سبع فرماتے ہیں کہ جنت کی زمین اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جاگیر کر دی ہے اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اختیار ہے اس میں سے جتنی چاہیں جس کو بخش دیں۔

۞ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:-

☆ دنیا کی زمین اور جنت کی زمین کے مالک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور زمین فتح ہونے سے پہلے جس کے نام چاہتے ہیں الاٹ فرما دیتے ہیں۔ بیت المقدس میں ایک بستی فتح ہونے سے قبل ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت تمیم داری اور ان کی اولاد کے نام جاگیر فرما دی۔ وہ بستی آج تک ان کی اولاد کی ملکیت و قبضہ میں چلی آ رہی ہے بعض حاکموں نے اس ملکیت کو تبدیل کرنا چاہا تو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے حاکم پر کفر کا فتویٰ جاری کر دیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو جنت کی زمین جس کے نام چاہتے ہیں جاگیر فرما دیتے ہیں تو دنیا کی زمین بطریق اولیٰ جس کے نام چاہیں الاٹ فرما دیں۔ اُن کی الاٹمنٹ کو منسوخ کرنے والے تم کون ہوتے ہو؟۔

۞ امام فاسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

☆ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سید کامل ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیادت (سرداری) دنیا و مافیہا حتیٰ کہ جن وانس کی حفاظت کے لئے ہے اور یہ سیادت بحر و بر میں نافذ، متقدم اور متاخر ساکنانِ سمٰوٰت اور اہلِ قیامت کُل کے کُل اور اہلِ جنت سب کے سب کو میں شامل ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام انسانِ کبیر ہیں جو علی الاطلاق ملک اور ملکوت میں خلیفہ ہیں۔ جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنے اسماء و صفات کے اسرار نازل فرمائے اور جن کو بسائط اور مرکبات میں تصرف کی قدرت بخشی ہے۔

۞ امیر عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

☆ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ مقدسہ وہ ہے کہ کوئی ممکن بعطاءِ الٰہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قدرت سے خارج نہیں جیسا کہ آپ کے خالق کی قدرت سے کوئی ممکن خارج نہیں۔ نظامِ کائنات کے تمام صوبے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زیرِ فرمان ہیں اور تمام خزانوں کی کنجیاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ مبارک میں ہیں۔ جتنا اور جو چاہتے ہیں عطا فرما دیتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حق اور خلق کے درمیان برزخ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مراد (یعنی ہدایت و ایمان) کو اللہ تعالیٰ کے بندوں میں جاری کرنے والے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں۔ در حقیقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام علم قدیم اور ارادہ ازلیہ کے مظہر ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارادہ حق تعالیٰ کا ہی ارادہ ہے۔ آپؐ کے مختارِ کُل کا ایک واقعہ درج کیا جا رہا ہے:-

۞ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کھجور کے خشک تنے سے ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ پھر جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے منبر تیار کیا گیا اور آپ منبر شریف پر جلوہ گر ہوئے تو وہ تنا آپؐ کے فراق میں رونے لگا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس تنے کے پاس گئے اور اس پر ہاتھ رکھ کر فرمایا:- ''اگر تُو چاہے تو میں تجھے اُسی جگہ گاڑ دوں جہاں تُو پہلے تھا اور تُو سرسبز و شاداب ہو جائے۔ جیسا کہ پہلے ہوا کرتا تھا۔ اور اگر تُو چاہے تو میں تجھے جنت میں بو دوں جہاں تُو جنت کی نہروں اور چشموں سے سیراب ہو۔ اور تُو اچھی طرح اُگے اور اچھی طرح پھل دے اور تیرا پھل اولیاء اللہ کھائیں۔ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دو مرتبہ یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''میں نے ایسا کر دیا'' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:- کہ تنے نے اس بات کو پسند کیا ہے کہ میں اُسے جنت میں بو دوں۔'' (دلائل النبوۃ۔ خصائص کبریٰ جلد 2)

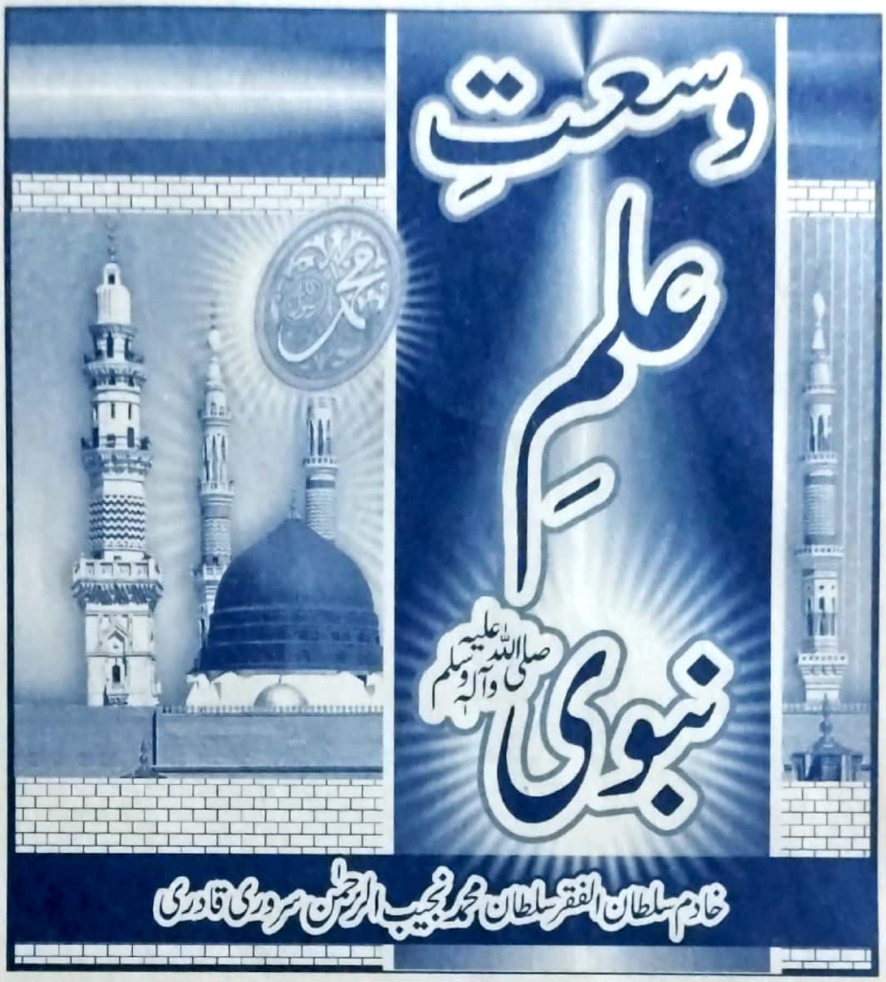
اس حدیثِ مبارک میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مختارِ کُل ہونے کا اظہار ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم نے نہ صرف خشک تنے کو سرسبز بنا دیا بلکہ جنت تک ہاتھ پہنچا کر اُسے وہاں بھی لگا دیا۔ تنے کی رونے کی آواز سننے سے سماعتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وسعت کا علم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر مخلوق اور جمادات کی آواز سن سکتے ہیں اور سمجھ سکتے ہیں۔

۞ ابو نعیم عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:-

☆ جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھے خوشخبری سنائی کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے میری مدد فرمائی اور مجھے نصرت عطا فرمائی میرے آگے رعب کیا اور مجھے سلطنت و ملک عطا فرمائے۔ (جواہر البحار جلد 1۔ خصائص کبریٰ جلد 2)

الحتصر یہ بات ثابت ہوگئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے تمام خزائن کے قاسم (تقسیم کرنے والے) ہیں یوں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی بادشاہت اور تمام کائنات کا مختارِ کُل بنایا ہے۔

★★★★★



کائنات کی ہر شے اور ہر گوشہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم میں ہے۔ آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ سب جانتے ہیں۔ ہر قسم کے علوم آپ کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرما دیئے ہیں۔ جو کچھ اب تک ہو چکا ہے، ہو رہا ہے یا ہوگا۔ وہ سب اللہ تعالیٰ نے آپ پر واضح فرما دیا ہے لوح وقلم کے جملہ علوم آپ کو معلوم ہیں بلکہ لوح وقلم کے جملہ علوم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علوم کے سمندر سے چند قطرے ہیں۔ عارفین کے نزدیک تو اللہ تعالیٰ نے اپنا تمام علم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کر رکھا ہے۔

❁ عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖٓ اَحَدًا ۙ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ۔ (پ29۔الجن۔آیت26-27)

☆ ترجمہ: اللہ غیب کو جاننے والا ہے وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں فرماتا۔ سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

☆ وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُطْلِعَکُمْ عَلَی الْغَیْبِ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِہٖ مَنْ یَّشَآءُ (پ4۔العمران۔179)

☆ ترجمہ: اللہ کی یہ شان نہیں ہے کہ تمہیں غیب کا علم عطا کردے۔ ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے۔

❁ حضرت عبدالرحمٰن بن عائش رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:-

☆ فَوَضَعَ کَفَّہٗ بَیْنَ کَتِفَیَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَھَا بَیْنَ ثَدْیَیَّ فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔
(جامع ترمذی جلد ۲، مشکوٰۃ جلد 1 باب المساجد)

☆ ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اپنی ہتھیلی میرے دو کندھوں کے درمیان رکھی۔ جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں پائی تو جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے میں نے وہ سب جان لیا۔

❁ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:-

☆ وَضَعَ کَفَّہٗ بَیْنَ کَتِفَیَّ حَتّٰی وَجَدْتُ بَرْدَ اَنَامِلِہٖ بَیْنَ ثَدْیَیَّ فَتَجَلّٰی لِیْ کُلُّ شَیْءٍ وَعَرَفْتُ۔
(مسند احمد جلد ۵)۔ امام ترمذی و بخاری نے اس حدیث کو صحیح فرمایا ہے۔)

☆ ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اپنی ہتھیلی میرے دو کندھوں کے درمیان رکھی یہاں تک کہ میں نے اس کے پوروں کی ٹھنڈک اپنے سینے میں پائی تو میرے لئے ہر چیز روشن ہوگئی۔ اور میں نے ہر چیز کو پہچان لیا۔

❁ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:-

☆ فَوَضَعَ یَدَہٗ بَیْنَ ثَدْیَیَّ وَبَیْنَ کَتِفَیَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَھَا بَیْنَ ثَدْیَیَّ فَعَلِمَنِیْ کُلَّ شَیْءٍ۔ (در منثور جلد ۵)

☆ ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ میرے سینہ اور میرے دو کندھوں کے درمیان رکھا۔ میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں پائی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر چیز کا علم دے دیا۔

❁ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:-

☆ لَیْلَۃَ الْمِعْرَاجِ قُطِرَتْ فِیْ حَلْقِیْ قَطْرَۃٌ عَلِمْتُ مَا کَانَ وَمَا سَیَکُوْنُ۔ (تفسیر روح البیان جلد ۵)

☆ ترجمہ: شب معراج میرے حلق میں ایک قطرہ ڈالا گیا تو میں نے جان لیا جو کچھ ہو چکا جو کچھ ہو رہا اور جو کچھ ہو گا۔

❁ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:-

☆ فَاَوْرَثَنِیْ عِلْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَعَلَّمَنِیْ عُلُوْمًا شَتّٰی فَعِلْمٌ اُخِذَ عَلَیَّ کِتْمَانُہٗ اِذْ عَلِمَ اَنَّہٗ لَا یَقْدِرُ عَلٰی حَمْلِہٖ غَیْرِیْ وَعِلْمٌ خَیَّرَنِیْ فِیْہِ وَعِلْمٌ اَمَرَنِیْ بِتَبْلِیْغِہٖ اِلَی الْعَامِ وَالْخَاصِ۔
(تفسیر روح البیان جلد ۳۔ صحائف السلوک صفحہ ۵۶۔ از خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلویؒ)

☆ ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے مجھے اوّلین وآخرین کے علم کا وارث بنایا۔ اور مختلف علوم کی مجھے تعلیم فرمائی۔ ایک وہ علم ہے کہ جس کا چھپانا مجھ پر لازم کر دیا گیا ہے۔ کیوں کہ وہ ایسا علم ہے جس کو میرے بغیر کوئی نہیں اٹھا سکتا۔ دوسرا علم وہ ہے کہ جس کے بتانے اور چھپانے کا مجھے اختیار دیا گیا ہے۔ اور تیسرا علم وہ ہے کہ جس کے متعلق یہ حکم ہوا کہ ہر خاص وعام کو تبلیغ کروں۔

❁ حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:-

☆ إِنَّ اللّٰهَ زَوٰى لِيَ الْأَرْضَ فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَ مَغَارِبَهَا۔ (صحیح مسلم)

☆ ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین سمیٹ دی۔ پس میں نے زمین کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا۔

❁ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

☆ سَلُوْنِیْ عَمَّا شِئْتُمْ فَقَالَ رَجُلٌ مَنْ اَبِیْ قَالَ اَبُوْکَ حُذَافَۃُ فَقَامَ اٰخَرُ فَقَالَ مَنْ اَبِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اَبُوْکَ سَالِمٌ مَوْلٰی شَیْبَۃَ۔ (صحیح بخاری)

☆ ترجمہ: جو چاہو مجھ سے پوچھ لو تو ایک مرد نے عرض کی میرا باپ کون ہے؟ فرمایا! تیرا باپ حذافہ ہے۔ دوسرا کھڑا ہو گیا۔ اس نے پوچھا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میرا باپ کون ہے؟ فرمایا! تیرا باپ شیبہ کا مولےٰ سالم ہے۔

❁ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:۔

☆ مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّسْئَالَ عَنْ شَیْئٍ فَلْیَسْئَالْ فَلَا تَسْئَلُوْنِیْ عَنْ شَیْئٍ اِلَّا اَخْبَرْتُکُمْ۔ (صحیح بخاری)

☆ ترجمہ: جو شخص جو کچھ پوچھنا چاہتا ہے پوچھ لے۔ تم مجھ سے جو کچھ پوچھو گے۔ میں تمہیں بتلاؤں گا۔

❁ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:۔

☆ مَامِنْ شَیْئٍ لَمْ اَکُنْ اُرِیْتُہٗ اِلَّا رَأَیْتُہٗ فِیْ مَقَامِیْ ھٰذَا حَتّٰی الْجَنَّۃَ وَالنَّارَ۔ (صحیح بخاری)

☆ ترجمہ: جو جو چیزیں مجھے نہیں دکھائی گئی تھیں وہ سب چیزیں میں نے یہاں دیکھ لیں۔ یہاں تک کہ جنت و دوزخ کو دیکھ لیا۔

اب ہم ایک متفق علیہ حدیث نقل کر رہے ہیں جو مختلف صحابہ سے روایت ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام علم عطا فرمادیا تھا۔

☆ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ یَقُوْلُ قَامَ فِیْنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَقَامًا فَاَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰی دَخَلَ اَھْلُ الْجَنَّۃِ مَنَازِلَھُمْ وَاَھْلُ النَّارِ مَنَازِلَھُمْ حَفِظَ ذٰلِکَ مَنْ حَفِظَہٗ وَنَسِیَہٗ مَنْ نَسِیَہٗ۔

☆ ترجمہ: سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارے درمیان ایک بار کھڑے ہوئے۔ تو ابتدائے آفرینش سے لے کر جنتیوں کے اپنی جگہوں میں اور دوزخیوں کے اپنی جگہوں میں داخل ہونے تک کی ہمیں خبر دی۔ اسے جس نے یاد رکھا یاد رکھا جو بھول گیا بھول گیا۔ (بخاری شریف)

اس حدیث کے مطابق ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ عزوجل نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو **جمیع ما کان وما یکون** کا علم عطا فرمایا تھا۔ یعنی ابتدائے آفرینش سے لے کر قیامت تک جتنی مخلوقات موجود ہو چکی ہیں یا موجود ہیں یا آئندہ ہوں گی ان سب کا علم عطا فرمایا۔

❁ اس حدیث کی شرح میں سند الحفاظ علامہ ابن حجر لکھتے ہیں:۔

☆ **ودل ذلک علی انہ اخبر فی المجلس الواحد بجمیع احوال المخلوقات منذ ابتدأت الی ان تفنی الی ان تبعث فشمل ذلک الخبار عن المبداء والمعاش والمعاد وفی تیسیر ایداد ذلک کل فی مجلس واحد من خوارق العادۃ امر عظیم** ۔ (فتح الباری سادس ۲۹۱)

☆ ترجمہ: یہ حدیث اس کی دلیل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک مجلس میں تمام مخلوقات کے احوال جب سے خلقت شروع ہوئی اور جب تک فنا ہو گی اور جب تک اٹھائی جائے گی سب بیان فرما دیا۔ اور یہ بیان شروع آفرینش اور دنیا اور محشر سب کو محیط تھا اور ان سب کا ایک ہی مجلس میں بیان فرما دینا نہایت عظیم معجزہ ہے۔

❁ علامہ بدرالدین محمود عینی عمدۃ القاری میں اسی حدیث کے تحت رقمطراز ہیں۔

☆ **فی دلالۃ علی انہ اخبر فی المجلس الواحد بجمیع احوال المخلوقات من ابتدا ئھا الی انتھا ئھا وفی ایراد ذلک کلہ فی مجلس واحد امر عظیم من خوارق العادۃ۔**

☆ ترجمہ: یہ حدیث دلیل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک ہی مجلس میں اول سے آخر تک کی تمام مخلوقات کے تمام احوال بیان فرمادیئے اور ان سب کا ایک ہی مجلس میں بیان فرمادینا نہایت عظیم معجزہ ہے۔

اس مضمون کی اور بھی حدیثیں ہیں امام احمد نے اپنی مسند میں اور بخاری نے کتاب القدر اور مسلم نے فتن میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں:۔

☆ **لقد خطبنا النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم خطبۃ ما ترک فیھا شیئا الی قیام الساعۃ الاذکرہ علمہ من علمہ و جھلہ من جھلہ ان کنت لا ری الشی قد نسیت فاعرف ما یعرف الرجل اذا غاب فرآہ فعرفہ۔**

☆ ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا ایسا خطبہ جس میں قیامت تک کی کسی چیز کو نہ چھوڑا جس کا تذکرہ نہ فرمایا ہو (یعنی سب کا تذکرہ فرمایا) اسے جانا جس نے جانا جو نہ جان سکا نہ جان سکا میں بھولی ہوئی کسی چیز کو دیکھتا ہوں تو پہچان لیتا ہوں جیسے غائب شدہ آدمی کو دیکھ کر پہچان لیا جاتا ہے۔

اسلام کا نام رہ جائے گا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: عنقریب لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ اسلام کا صرف نام باقی رہے گا اور قرآن کی صرف رسم باقی رہ جائے گی۔ ان کی مسجدیں نقش و نگار، برقی پنکھوں سے آباد ہوں گی اور ہدایت کے اعتبار سے ویران ہوں گی۔ ان کے علماء آسمان کے نیچے رہنے والوں میں سب سے زیادہ برے ہوں گے۔ ان علماء سے فتنے پیدا ہوں گے اور پھر ان میں واپس آجائیں گے (بیہقی)

❁ امام احمد اور امام مسلم نے حضرت ابو زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ انہوں نے فرمایا:-

☆ صلّی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم صلوۃ الصبح فصعد المنبر فخطبنا حتی حضرت الظهر ثم نزل فصلی الظهر ثم صعد المنبر فخطبنا حتی العصر ثم نزل فصلا العصر فصعد المنبر فخطبنا حتی غابت الشمس فحدثنا فیما کان وما ھو کائن فا علمنا احفظنا۔

☆ ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کی نماز پڑھ کر منبر پر تشریف لے گئے اور ہمیں خطبہ دینا شروع فرمایا۔ یہاں تک کہ ظہر کا وقت آ گیا۔ ظہر کی نماز پڑھ کر پھر منبر پر تشریف لے گئے اور خطبہ دینے لگے پھر عصر پڑھی اسی طرح خطبہ دیتے رہے یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا۔ اس خطبے میں وہ سب بیان فرمایا جو ہو چکا تھا اور جو آئندہ ہونے والا ہے۔ ہم میں سب سے زیادہ علم والا وہ ہے جس نے سب سے زیادہ یاد رکھا۔

❁ امام ترمذی نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا:-

☆ صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیه وسلم یوما صلوة العصر بنهار ثم قام خطیباقلم یدع شیئا یکون الی قیام الساعة الا اخبر نا به حفظه من حفظه ونسیه من نسیه۔

☆ ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں عصر کی نماز پڑھائی پھر خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے قیامت تک ہونے والی کسی چیز کو نہ چھوڑا مگر یہ کہ اس کی ہمیں خبر دے دی۔ جس نے یاد رکھا یاد رکھا جو بھول گیا، بھول گیا۔

❁ نیز طبرانی نے معجم کبیر اور نعیم بن حماد امام بخاری نے کتاب الفتن میں اور ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:-

☆ ان اللہ رفع لی الدنیا فانا انظر الیها والی ماهو کائن فیها الی یوم القیمة کا نماانظر الی کفی هذه جلیاناً من الله جلالی کما جلی للنبیین من قبلی۔

☆ ترجمہ: بے شک اللہ نے دنیا میرے سامنے کر دی تو میں دنیا کو اور دنیا میں قیامت تک جو کچھ ہو گا سب کو یوں دیکھ رہا ہوں جیسے اپنے ہاتھ کی اس ہتھیلی کو۔ اس روشنی کے سبب جو اللہ نے مجھے عطا فرمائی ہے جیسے مجھ سے پہلے انبیاء کو عطا فرمائی تھی۔

اس حدیث کو امام سیوطی نے خصائص کبریٰ میں امام احمد خطیب قسطلانی نے مواہب اللدنیہ میں علامہ ابن حجر مکی نے افضل القریٰ میں علامہ شہاب الدین خفاجی مصری نے نسیم الریاض میں علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی نے مواہب کی شرح میں اس حدیث کو بطور سند ذکر فرمایا ہے۔

❁ امام احمد نے مسند میں امام بخاری نے تاریخ میں طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ انہوں نے فرمایا:-

☆ قام فینا النبی صلی اللہ تعالی علیه وسلم مقاما فا خبر نابما یکون فی امته الی یوم القیمه وعاة من وعاه و نسیه من نسیه۔

☆ ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار ہم میں کھڑے ہو کر ان کی امت میں قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے۔ سب کچھ بتا دیا۔ جس نے یاد رکھا، یاد رکھا جو بھول گیا بھول گیا۔

❁ امام ترمذی نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث پر فرمایا:-

☆ هذا حدیث حسن و فی الباب عن المغیرة بن شعبة وابی زید بن اخطب و حذیفة وابی مریم ذکره ان النبی صلی اللہ تعالی علیه وسلم حَدَّثَهُمْ بما هو کائن الی ان تقوم الساعة۔

☆ ترجمہ: یہ حدیث حسن ہے اور اس باب میں مغیرہ بن شعبہ ابو زید بن اخطب، حذیفہ اور ابو مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے حدیث مروی ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے وہ سب ان سے بیان فرمایا۔

مندرجہ بالا بیان سے ثابت ہو گیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تخلیق سے لے کر قیامت کے بعد تک جو جو ہو گا اس کا علم رکھتے ہیں۔

نعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

شاعر: صحابیِ رسول
حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

وَاَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَقُطُّ عَيْنِيْ
وَاَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

اے اللہ کے محبوب! میری آنکھ نے آج تک تجھ سے زیادہ حسین نہ دیکھا ہے، (نہ دیکھے گی) اور کسی عورت نے تجھ سے زیادہ حسین جمیل بچہ پیدا نہیں کیا

خُلِقْتَ مُبَرَّاً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ
كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

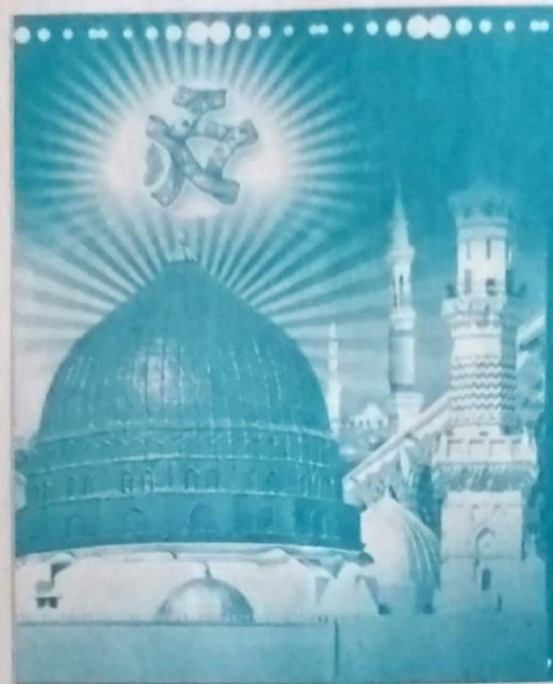
تجھے ہر عیب سے پاک اور مبرا پیدا کیا گیا ہے
گویا آپ کو اس طرح پیدا کیا گیا ہے، جس طرح آپ چاہتے تھے

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا بَرًّا رَؤُوْفًا
رَسُوْلَ اللّٰهِ شِيْمَتُهُ الْوُفَاءُ

اے رسولِ خدا کے دشمن! تو نے برائی کی ہے، کس کی؟ محمد ﷺ کی، جو سرتاپا کرم اور نوازش ہیں جس نے ہر ایک پر مہربانی کی ہے، جو اللہ کا رسولؐ ہے اور جس کی عادت پاک ہی وفا کرنے کی ہے

رَجَوْتُكَ يَابْنَ اٰمِنَةَ لِاَنِّيْ
مُحِبٌّ وَالْمُحِبُّ لَهُ الرَّجَاءُ

اے آمنہؓ کے لال، میں نے تیری تمنا کی ہے میں محبت کرنے والا ہوں اور ہر محبت کرنے والے کی ایک تمنا ہوتی ہے



ایمانِ کامل

عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

خادم سلطان الفقر سلطان محمد نجیب الرحمٰن سروری قادری

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

☆☆☆☆☆

محمدؐ کی غلامی دینِ حق کی شرطِ اوّل ہے
ہو اگر اس میں کچھ خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

اللہ تعالیٰ کی ذات پاک مخفی و پوشیدہ تھی پھر اس کے اندر ''پہچان'' کا جذبہ پیدا ہوا جس کو حدیث قدسی میں یوں بیان کیا گیا ہے:۔

☆ میں مخفی و پوشیدہ خزانہ تھا میں نے ''چاہا'' کہ پہچانا جاؤں اس لئے مخلوق کو پیدا فرمایا۔

یہ چاہت اس شدت کے ساتھ ظہور پذیر ہوئی کہ اس نے ''عشق'' کا نام اختیار کیا اور اسی جذبۂ عشق سے نورِ احدی سے نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ظہور ہوا یوں عشق کا جذبہ نورِ محمدؐ میں منتقل ہوا اور جب نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے تمام انسانوں کی ارواح کی تخلیق عمل میں آئی تو یہ حضرت عشق بھی نورِ محمدؐ سے ارواحِ انسانی میں منتقل ہو گیا۔ یہی جذبۂ عشق بندے کو آقائے دوجہاںؐ سے پھر اللہ تعالیٰ کے قرب سے نوازتا ہے۔ یہ جذبہ عشق روحِ انسانی میں شامل ہے جس نے اُس کو پالیا وہی کامیاب ہوگیا۔

ہمارے ہاں بعض لوگ حقوق اللہ سے راہِ فرار اختیار کرنے کے لئے حقوق العباد پر بہت زور دیتے ہیں اُن کا نقطہ نظر یہ ہے کہ حقوق اللہ کی معافی ممکن ہے لیکن حقوق العباد کی معافی ممکن نہیں ہے۔ لیکن جہاں پر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا معاملہ آجاتا ہے وہاں نہ حقوق اللہ رہتے ہیں اور نہ حقوق العباد۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

☆ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ ۔(پ10۔التوبہ۔آیت ۲۴)

☆ ترجمہ: اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ فرمادیں کہ اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، تمہارے عزیز و اقارب، تمہارے کمائے ہوئے مال، تمہارے وہ کاروبار جن کے کمزور ہو جانے کا تم کو خوف ہے اور تمہارے پسندیدہ مکانات و گھر تم کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اسکی راہ میں مجاہدہ و ریاضت سے عزیز تر ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ (عذاب) تمہارے سامنے لے آئے۔ اور اللہ تعالیٰ فاسق لوگوں کو ہدایت نہیں فرماتا۔

اصل ایمان تو عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے۔ عشق کی یہ تعریف ہے کہ جو ''محبت'' تمام ''محبتوں'' پر غالب آجائے وہ عشق ہے۔ اور عشقِ مصطفیٰؐ ہی ایمانِ کامل ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تعلق عشق کا تعلق تھا۔ اسی عشقِ رسول کے باعث وہ آسمانِ دنیا کی بلندیوں پر ستاروں کی طرح چمکے۔ کیا ایمانِ کامل عشقِ رسولؐ ہے آیئے ان احادیث پاک سے اس کا اندازہ لگائیں کہ اعمال اور عشق میں کیا فرق ہے:۔

☆ بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عمر بن خطابؓ کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا! یارسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! آپؐ مجھے اپنی جان کے سوا ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں۔ اس پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! نہیں، قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ جب تک میں تمہیں اپنی جان سے بھی محبوب تر نہ ہو جاؤں تم اُس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا! اللہ رب العزت کی قسم! اب آپؐ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ چنانچہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اے عمرؓ اب تمہارا ایمان کامل ہے۔ یہ ہے کامل ایمان، سبحان اللہ، محبوب اپنے محب کو خود ''ایمان کامل'' سمجھا رہا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

☆ لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم شریف)

☆ ترجمہ: تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ مجھے اپنے والد اپنی والدہ اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ رکھے۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم شریف)

حضرت عمر بن الخطاب اور حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

☆ لن یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من نفسہ۔ (بخاری، شفا شریف، کنزالعمال)

☆ ترجمہ: تم میں سے وہ شخص ہرگز مومن نہ ہوگا جب تک وہ مجھے اپنی ذات سے زیادہ محبوب نہ رکھے گا۔

☆ والذی نفسی بیدہ لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ۔ (صحیح بخاری)

☆ ترجمہ: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں جب تک کہ وہ مجھے اپنے باپ اور اپنی اولاد سے عزیز تر نہ جانے۔ [illegible]

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

☆ لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من نفسہ واھلی احب الیہ من اھلہ وعترتی احب الیہ من عترتہ وذریتی احب الیہ من ذریتہ۔

☆ ترجمہ: تم میں سے کوئی شخص بھی مومن نہ ہوگا جب تک کہ وہ مجھے اپنی ذات سے زیادہ محبوب نہ رکھے۔ اور جب تک میرے گھر والوں کو اپنے گھر سے زیادہ محبوب نہ رکھے۔ اور جب تک میری اولاد کو اپنی اولاد سے زیادہ عزیز نہ رکھے اور جب تک میری نسل کو اپنی نسل سے زیادہ محبوب نہ رکھے۔ (الاوسط طبرانی، کنزالعمال جلد 1)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم، عبداللہ بن مسعود، ابو ذر اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا:

☆ مَنْ اَحَبَّنِیْ وَاَحَبَّ ھٰذَیْنِ وَاَبَاھُمَا وَاُمَّھُمَا کَانَ مَعِیْ فِیْ دَرَجَتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔
(شفا جلد 2۔ کنز العمال جلد 13)

☆ ترجمہ: جس کو مجھ سے محبت ہے اور ان دونوں سے محبت ہے اور ان کے باپ اور ان کی والدہ سے محبت ہے وہ قیامت کے روز میرے درجہ میں میرے ساتھ ہوگا۔

اب عمل سے محروم ایک شخص عشق کا تحفہ لے کر بارگاہ نبویؐ میں حاضر ہے اور عاقبت کے بارے میں سوال کر رہا ہے۔ اے اعمال پر انحصار کرنے والو سنو!

☆ ایک شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کب آئے گی؟ فرمایا! تو نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ عرض کی میں نے اس کے لئے نہ تو اتنی نمازیں پڑھیں، نہ اتنے روزے رکھے اور نہ ہی اتنا صدقہ خیرات کیا ہے۔ لیکن اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مجھے محبت ہے۔ فرمایا! تو اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا۔ (صحیح بخاری جلد 2۔ صحیح مسلم جلد 2)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:-

☆ انّ رجلا اتی النبیّ صلّی اللّٰہ علیہ والہٖ وسلّم فقال یارسُول اللّٰہ لانت احبّ الیّ من اھلی ومالی وانی لا ذکرک فمااصبرُ حتّی اجیئ فانظرُ الیک وانی ذکرتُ موتی وموتک فعرفتُ انّک اذادخلت الجنّۃ رفعت مع النّبیّن وان دخلتھا لاارک فانزل اللّٰہ تعالٰی ۔ومن یُّطع اللّٰہ والرسُول فاُولٰٓئک مع الّذین انعم اللّٰہ علیھم من النّبیّن والصّدّیقین والشّھدآء والصّالحین وحسن اُولٰٓئک رفیقًا ۔فدعابہٖ فقرأھا علیہ۔ (شفا جلد 2۔ شرح شفا از قاری و خفاجی جلد 2)

☆ ترجمہ: بے شک ایک مرد (امام بغوی رحمۃ اللہ کے نزدیک حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بعض کے نزدیک عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ) حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کی! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے آپ سے میرے اہل و عیال و مال سے زیادہ محبت ہے۔ بے شک میں آپ کو جب بھی یاد کرتا ہوں تو مجھ سے رہا نہیں جاتا۔ اور میں آپ کی زیارت کرنے چلا آتا ہوں اور جب میں اپنی موت اور آپ کے انتقال کا خیال کرتا ہوں تو سوچتا ہوں کہ آپ تو بہشت میں نبیوں کے ساتھ اعلیٰ مقام پر ہوں گے اور میں بہشت میں ہوتے ہوئے بھی آپ کے دیدار سے محروم رہوں گا۔ تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی ''جو شخص اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت کرے تو وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا۔ جن پر اللہ کا انعام ہے اور وہ انعام یافتہ لوگ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں۔ ان کی رفاقت کتنی اچھی رفاقت ہے۔'' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو اپنے پاس بلا کر یہ آیت مبارک پڑھ کر سنائی۔

اب اس صحابی کا عشق رسولؐ دیکھیے ''تفسیر قرطبی'' میں ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال ہوگیا اس عاشق رسولؐ نے دعا مانگی اے اللہ! تو مجھے اندھا کر دے تا کہ اب دنیا میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ کسی اور کو نہ دیکھوں تو وہ فوراً اسی وقت اندھا ہوگیا۔

عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

بخاری، مسلم، ترمذی، سنن ابو داؤد، مسند احمد بن حنبل، طبرانی اور حبان نے متفق علیہ اس حدیث مبارک کو روایت کیا ہے:-

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی آدمی نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ قیامت کب آئے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا تم نے اس کے لئے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ اس نے عرض کی میرے پاس کوئی عمل نہیں (امام احمد کی روایت میں ہے کہ اس نے عرض کیا! میں نے تو اس کے لئے بہت سے اعمال تیار نہیں کئے، نہ ہی بہت سی نمازیں پڑھیں اور نہ بہت سے روزے رکھے ہیں) سوائے اس کے کہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم (قیامت کے روز) اس کے ساتھ ہوگے جس سے تم محبت

رکھتے ہو۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں (تمام صحابہ کرامؓ کو) کبھی کسی خبر سے اتنی خوشی نہیں ہوئی جتنی خوشی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمانِ اقدس سے ہوئی کہ تم اس کے ساتھ ہوگے جس سے محبت کرتے ہو۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتا ہوں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کرتا ہوں لہٰذا اُمید کرتا ہوں کہ ان کی محبت کے باعث میں بھی ان حضرات کے ساتھ رہوں گا اگر چہ میرے اعمال تو ان کے اعمال جیسے نہیں۔

اب حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے جید صحابیؓ رسول یہ سوچ رہے ہیں کہ میں اعمال کی وجہ سے جنت میں قربِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مستحق نہیں ہوسکتا ہاں محبت مجھے اُن کا قرب نصیب کردے گی۔ تو پھر آپ اور میں کس طرح صرف اعمال سے دنیا اور آخرت میں قربِ رسولؐ کے طلبگار ہیں؟ صحابہؓ کا عمل ہی عشقِ رسولؐ تھا۔ اور اس کا اظہار اُن کے قول وفعل سے بھی ہوتا رہتا تھا۔

صحابہؓ کا عشقِ رسولؐ

اب حضور اکرم اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوبین کا عمل دیکھیے:-

❁ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد مکرم حضرت ابو قحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لائے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ عالیہ میں عرض کی۔ مجھے قسم ہے اُس ذات پاک کی جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا۔ ابو طالب کے اسلام لانے میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک زیادہ تھی بہ نسبت میرے باپ کے اسلام لانے میں کیونکہ ابو طالب کے ایمان لانے میں آپؐ کی آنکھوں کی ٹھنڈک زیادہ ہے۔ (شفا جلد 2۔ عساکر نی تاریخہ۔ احمد و ابن اسحاق و ابو حاتم شرح شفا از قاری)

❁ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی اسلام نہیں لائے تھے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن سے فرمایا!'' آپ کا اسلام میں داخل ہونا مجھے اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ میرا والد خطاب اسلام میں داخل ہو۔ کیونکہ آپ کا اسلام لانا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو میرے والد خطاب کے اسلام لانے سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہے۔ (شفا، جلد 2)

❁ امام طبرانیؒ نے ام المومنین عائشہ صدیقہؓ سے روایت کیا ہے:- ''نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص آپ ﷺ کے چہرہ اقدس کو اس طرح ٹکٹکی باندھ کر دیکھ رہا تھا کہ نہ تو آنکھ جھپکتا تھا اور نہ ہی کسی طرف نگاہ کو پھیرتا۔ آپ ﷺ نے اس کی یہ حالت دیکھ کر فرمایا: تمہارے اس طرح دیکھنے کی کیا وجہ ہے؟ اس نے دست بستہ عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ آپ ﷺ کے چہرہ اقدس کی زیارت سے لطف اندوز ہو رہا ہوں۔''

❁ امام شعبیؒ حضرت عبداللہ بن زیدؓ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ ایک دن انہوں نے رسالت مآب ﷺ کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا۔ خدا کی قسم یارسول اللہ ﷺ آپ مجھے اپنی جان، مال، اولاد اور اہل سے زیادہ محبوب ہیں۔ اگر میں آکر آپ ﷺ کی روزانہ زیارت نہ کر پاؤں تو میری موت واقع ہوجائے۔ یہ عرض کرنے کے بعد وہ انصاری صحابیؓ زاروقطار رو پڑے۔ رسول خدا ﷺ نے رونے کی وجہ پوچھی تو وہ عرض کرنے لگے یارسول اللہ ﷺ میں یہ سوچ رہا ہوں کہ ایک دن آپ ﷺ دنیا سے تشریف لے جائیں گے اور ہم پر بھی موت آجائے گی۔ جنت میں آپ ﷺ انبیا علیہم السلام کے ساتھ بلند درجات پر فائز ہوں گے اور ہم اگر جنت میں گئے بھی تو آپ ﷺ کے درجے سے کہیں دور ہوں گے آپ ﷺ نے اس کو کوئی جواب نہ دیا تو اللہ پاک نے یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی:'' اور جو اللہ اور رسول ﷺ کی فرمانبرداری کریں پس وہ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا۔'' (المواہب اللدنیہ)

❁ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ سیدنا صدیق اکبرؓ کے وصال کا سبب بھی ہجر و فراق رسول ﷺ ہی تھا۔ آپؓ کا جسم مبارک حضور ﷺ کی فرقت میں نہایت لاغر ہو چکا تھا۔ ابتدائے زمانہ میں جبکہ ابھی مسلمانوں کی تعداد ۳۹ تک پہنچی تھی کہ سیدنا صدیق اکبرؓ نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ کفار کے سامنے دعوت اسلام اعلانیہ پیش کرنا چاہتے ہیں۔ حضور ﷺ سے اجازت حاصل کرنے پر صدیق اکبرؓ نے اصرار کیا تو حضور اکرم ﷺ نے اجازت مرحمت فرمادی۔ سیدنا صدیق اکبرؓ باآواز بلند لوگوں میں تقریر کرنے لگے اور حضور ﷺ تشریف فرما تھے چنانچہ سب سے پہلے اعلانیہ تبلیغ کے ذریعے خدا اور اس کے رسول ﷺ کی طرف بلانے والے آپؓ ہی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ اول خطیب الاسلام کہلائے۔ نتیجتاً کفار نے آپؓ پر حملہ کردیا اور آپؓ کو اس قدر زدوکوب کیا کہ آپ خون میں لت پت ہوگئے۔ کوئی آپ کو پہچان نہ سکتا تھا جب انہوں نے محسوس کیا کہ آپ کی روح پرواز کرچکی ہے تو اسی حالت میں چھوڑ کر چلے گئے۔ آپ کے خاندان کے لوگوں کو پتہ چلا تو وہ آپ کو اٹھا کر گھر لے گئے اور مشورہ کیا کہ اگر آپؓ فوت ہوگئے تو ہم اس کا ضرور بدلہ لیں گے۔ آپؓ کے والد گرامی ابوقحافہ، والدہ اور آپ کا خاندان اس انتظار میں تھا کہ کب ہوش آتا ہے۔ سارا دن پروانہ مصطفی ﷺ بے ہوش رہا دن کے آخری حصہ میں جب ہوش آیا اور آنکھ کھولی تو پہلا جملہ جو آپؓ کی زبانِ اقدس پر جاری ہوا یہ تھا رسول اللہ ﷺ کس حال میں ہیں؟ تمام خاندان ناراض ہو کر چلا گیا کہ ہم تو اسکی فکر میں ہیں اور اسے کسی اور کی فکر لگی ہوئی ہے۔ آپؓ کی والدہ آپ کو کوئی نہ کوئی شے کھانے کے لیے کہتیں لیکن اس عاشق رسول ﷺ کا ہر مرتبہ یہی جواب ہوتا کہ اس وقت تک کچھ نہ کھاؤں گا اور نہ ہی کچھ پیوں گا جب تک مجھے اپنے محبوبؐ کی خبر نہیں مل جاتی کہ وہ کس حال میں ہیں۔ لختِ جگر کی یہ حالت زار دیکھ کر آپ کی والدہ کہنے لگی۔ اللہ کی قسم مجھے آپ کے دوست کی خبر نہیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا: حضرت امّ جمیل بنت خطابؓ کے پاس جائیں اور ان سے حضور ﷺ کے بارے پوچھ کر آئیں۔ آپؓ کی والدہ امّ جمیلؓ کے پاس گئیں اور ابوبکرؓ کا ماجرا بیان کیا۔ چونکہ انہیں ابھی اپنا اسلام خفیہ رکھنے کا حکم تھا اس لیے انہوں نے کہا کہ میں ابوبکرؓ اور ان کے دوست محمد بن عبداللہ کو نہیں

جانتی۔ ہاں اگر تو چاہتی ہے تو میں تیرے ساتھ تیرے بیٹے کے پاس چلتی ہوں۔ حضرت ام جمیلؓ آپؓ کے ہمراہ جب سیدنا صدیق اکبرؓ کے پاس آئیں تو ان کی حالت دیکھ کر اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکیں اور کہنے لگیں مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے تمہارا بدلہ ضرور لے گا۔ آپؓ نے فرمایا "ان باتوں کو چھوڑو" یہ بتاؤ رسول اللہ ﷺ کس حال میں ہیں۔ انہوں نے اشارہ کیا کہ آپ کی والدہ سن رہی ہیں آپؓ نے فرمایا فکر نہ کرو بیان کرو انہوں نے عرض کیا آپ ﷺ محفوظ و مامون ہیں۔ پوچھا! آپ ﷺ اس وقت کہاں ہیں؟ انہوں نے عرض کی کہ آپ ﷺ دار ارقم میں ہی تشریف فرما ہیں آپؓ نے یہ سن کر فرمایا: خدائے بزرگ و برتر کی قسم میں اس وقت تک نہ کچھ کھاؤں گا نہ پیوں گا جب تک میں اپنے محبوب ﷺ کو ان آنکھوں سے باخیریت نہ دیکھ لوں۔ شمع مصطفوی ﷺ کے اس پروانے کو سہارا دے کر دارِ ارقم لایا گیا جب حضور ﷺ نے اس عاشق زار کو اپنی جانب آتے دیکھا تو آگے بڑھ کر تھام لیا۔ پس اپنے عاشق زار پر جھک کر اس کے بوسے لینے لگے تمام مسلمان بھی آپ کی طرف لپکے آپ کو زخمی حالت میں دیکھ کر آپ ﷺ پر بڑی رقت طاری ہوئی۔ آپؓ نے عرض کیا! میری والدہ حاضر ہیں ان کے لیے دعا فرما دیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں آپ ﷺ کے تصدق سے دوزخ سے نجات عطا فرما دے۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی اور وہیں دولتِ ایمان سے شرف یاب ہوئیں۔

❁ حضور رسالت مآب ﷺ اپنے مرضِ وصال میں جب تین دن تک مسلسل باہر تشریف نہ لائے تو وہ نگاہیں جو روزانہ دیدار سے مشرف ہوا کرتی تھیں ترس کر رہ گئیں اور سراپا انتظار تھیں کہ کب ہمیں محبوب کا دیدار نصیب ہوتا ہے۔ بالآخر وہ مبارک و مسعود لمحہ ایک دن حالت نماز میں نصیب ہوگیا۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ ایام وصال میں جب نماز کی امامت کے فرائض سیدنا صدیق اکبرؓ کے سپرد تھے۔ سوموار کے روز تمام صحابہ صدیق اکبرؓ کی اقتداء میں بارگاہ ایزدی میں حاضر تھے کہ آپ ﷺ نے قدرے افاقہ محسوس کیا۔ حضرت انس بن مالک انصاریؓ فرماتے ہیں۔ اور وہ حضور ﷺ کے خادم خاص تھے، کہ حضور ﷺ کے مرض الموت میں حضرت ابوبکرؓ لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے چنانچہ پیر کے روز لوگ نماز میں صفیں بنائے کھڑے تھے کہ اتنے میں حضور اکرم ﷺ نے حجرہ مبارک کا پردہ اٹھایا اور کھڑے کھڑے جماعت کو دیکھنے لگے۔ اس وقت حضور ﷺ کا چہرہ انور قرآن کے اوراق کی طرح معلوم ہوتا تھا جماعت کو دیکھ کر آپ مسکرائے۔ آپ ﷺ کے دیدار پرانوار کی خوشی میں قریب تھا کہ ہم نماز توڑ ڈالیں حضرت ابو بکر صدیقؓ کو خیال ہوا شاید حضور ﷺ نماز میں تشریف لا رہے ہیں۔ اس لیے انہوں نے ایڑیوں کے بل پیچھے ہٹ کر صف میں مل جانا چاہا لیکن حضور ﷺ نے اشارہ سے فرمایا کہ تم لوگ نماز پوری کرو، پھر آپ ﷺ نے پردہ گرا دیا اور اسی روز آپ ﷺ کا وصال ہوگیا۔ (بخاری شریف)

بخاری شریف میں اس لمحہ کی منظر کشی ان الفاظ میں بھی کی گئی ہے: جب پردہ ہٹا آپ ﷺ کا حسین چہرہ انور سامنے آیا تو یہ اتنا حسین اور دلکش منظر تھا کہ ہم نے پہلے کبھی ایسا منظر نہیں دیکھا تھا۔ مسلم شریف میں اس لمحہ کو یوں بیان کیا گیا ہے آپ ﷺ کے دیدار کی خوشی میں ہم مبہوت ہو کر رہ گئے یعنی نماز کی طرف توجہ نہ رہی۔

❁ امام بیہقی اور ابن اسحاق نے روایت کیا ہے ایک انصاری خاتون کا باپ، بھائی اور خاوند حضور رسالت مآب ﷺ کے ساتھ غزوہ احد میں شریک ہوئے اور تمام کے تمام وہیں شہید ہوگئے جب غزوہ احد کے موقعہ پر یہ مشہور کر دیا گیا کہ محبوبِ خدا ﷺ شہید ہوگئے ہیں اس خبر کی وجہ سے شہر مدینہ میں ایک اضطراب برپا ہوگیا۔ اس پریشانی کے عالم میں ایک انصاری خاتون اپنے آقا کی خبر کے لیے راستہ میں جا کھڑی ہوئی۔ صحابہؓ واپسی پر شہداءِ احد کو بھی ساتھ لائے۔ جب اس کے پاس سے کسی شہید کو لے کر گزرتے تو وہ پوچھتی یہ کون ہے؟ جواب ملتا یہ تیرا بھائی ہے، کبھی جواب ملتا یہ تیرا باپ ہے، یہ تیرا خاوند ہے، یہ تیرا بیٹا ہے، وہ ہر ایک کا جواب سن کر کہتی مجھے فقط یہ بتاؤ کہ میرے آقا ﷺ کا کیا حال ہے؟ صحابہؓ نے کہا آپ ﷺ بخیریت ہیں، اور آگے تشریف لے گئے ہیں اس نے کہا! مجھے آپ ﷺ کے پاس لے چلو جب وہ آپ ﷺ کے پاس پہنچی تو آپ کے مقدس دامن کو پکڑ کر عرض کرنے لگی یا رسول اللہ ﷺ! جب آپؐ محفوظ ہیں تو مجھے ان تمام کے شہید ہونے پر کوئی غم نہیں۔ (المواہب اللدنیہ)

❁ عروہ بن مسعود جب "صلح حدیبیہ" کیلیے قریش کی طرف سے سفیر بن کر حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں آیا تو اس نے صحابہ کرامؓ کے عشق کو یوں بیان کیا ہے: عروہ بن مسعود اصحابِ رسول ﷺ کو غور سے دیکھنے لگا راوی کا بیان ہے وہ دیکھتا رہا کہ جب بھی آپ تھوکتے تو وہ لعاب دہن کسی نہ کسی صحابیؓ کے ہاتھ میں آتا جس کو وہ اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتا تھا۔ جب آپ کسی بات کا حکم دیتے تو اس کی فوراً تعمیل کی جاتی۔ جب آپ ﷺ وضو فرماتے تو لوگ آپ ﷺ کے استعمال شدہ پانی کو حاصل کرنے کے لیے ٹوٹ پڑتے تھے اور ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے تھے۔ ہر ایک کی کوشش ہوتی تھی کہ یہ پانی میں حاصل کروں۔ جب لوگ آپ ﷺ کی بارگاہ میں گفتگو کرتے تو اپنی آوازوں کو پست رکھتے تھے اور غایت تعظیم کے باعث آپ ﷺ کی طرف نظر جما کر نہیں دیکھتے تھے۔ اس کے بعد عروہ اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ گیا اور ان سے کہنے لگا اے قوم! خدا کی قسم میں بادشاہوں کے درباروں میں وفد لے کر گیا ہوں۔ میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے دربار میں حاضر ہوا ہوں لیکن خدا کی قسم میں نے کوئی بادشاہ ایسا نہیں دیکھا کہ اس کے ساتھی اس طرح تعظیم کرتے ہوں جیسے محمد ﷺ کے ساتھی ان کی تعظیم کرتے ہیں۔ خدا کی قسم جب وہ تھوکتے ہیں تو ان کا لعاب دہن کسی نہ کسی آدمی کی ہتھیلی پر ہی گرتا ہے جسے وہ اپنے بدن اور چہرے پر مل لیتا ہے۔ جب وہ کوئی حکم دیتے ہیں تو فوراً ان کے حکم کی تعمیل ہوتی ہے جب وہ وضو فرماتے ہیں تو یوں محسوس ہونے لگتا ہے کہ لوگ آپ ﷺ کے وضو کا استعمال شدہ پانی حاصل کرنے پر ایک دوسرے کے ساتھ لڑنے مرنے پر آمادہ ہو جائیں گے۔ وہ ان کی بارگاہ میں اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں اور غایت تعظیم کے باعث ان کی طرف آنکھ بھر کر دیکھ نہیں سکتے۔ (بخاری شریف)

❁ حضرت انسؓ فرماتے ہیں میں نے خود دیکھا کہ جس وقت حجام حضور نبی اکرم ﷺ کی حجامت کرتا تھا (بال کاٹتا تھا) تو صحابہؓ اسے گھیر لیتے تھے اور کسی ایک بال کو بھی ہاتھ

کے علاوہ نیچے نہ گرنے دیتے تھے۔ اور آپ ہی سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اپنے سرانور کے بال منڈائے تو ابو طلحہؓ پہلے شخص تھے جنہوں نے حضور ﷺ کے موئے مبارک (ہاتھ میں) لیے۔ (بخاری و مسلم)

◉ صلح حدیبیہ کے موقع پر جب حضور ﷺ نے حضرت عثمان غنیؓ کو قریش کی طرف (سفیر بنا کر) بھیجا تو قریش نے حضرت عثمان غنیؓ کو کعبہ کا طواف کرنے کی اجازت دے دی۔ انہوں نے انکار کر دیا اور فرمایا میں اس وقت تک طوافِ کعبہ نہیں کر سکتا جب تک حضور ﷺ اس کا طواف نہ فرمائیں۔ (الشفاء)

◉ شارح بخاری امام کرمانی نقل کرتے ہیں کہ جب آقائے دوجہاں ﷺ کا وصال مبارک ہوا تو سیدنا بلالؓ نے شہر مدینہ چھوڑنے کا ارادہ کر لیا۔ سیدنا صدیق اکبرؓ کو جب آپؓ کے ارادے کا علم ہوا تو انہیں اس ارادے کو ترک کرنے کے لیے فرمایا اور کہا کہ پہلے کی طرح رسول پاک ﷺ کی مسجد میں آپؓ کو اذان دینی چاہیے۔ سیدنا بلالؓ نے آپؓ کی بات سنی تو عرض کرنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ کے بغیر مدینہ میں جی نہیں لگتا اور نہ ہی مجھ میں ان خالی وافسردہ مقامات کو دیکھنے کی قوت ہے جن میں حضور ﷺ تشریف فرما ہوتے تھے۔ چنانچہ یہ کہہ کر کہ ''اب مدینہ میں میرا رہنا دشوار ہے۔'' آپؓ شام کے شہر حلب میں چلے گئے۔ تقریباً چھ ماہ بعد خواب میں حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ اے بلالؓ! تو نے ہمیں ملنا چھوڑ دیا کیا ہماری ملاقات کو تیرا جی نہیں چاہتا؟ حضرت بلالؓ خواب سے بیدار ہوتے ہی اونٹنی پر سوار ہو کر ''لبیک یا سیدی یا رسول اللہ'' کہتے ہوئے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو سب سے پہلے مسجد نبویؐ میں پہنچ کر آپ ﷺ کو ڈھونڈنا شروع کیا۔ کبھی مسجد میں تلاش کیا اور کبھی حجروں میں۔ جب حضور ﷺ کو نہ پایا تو آپ کی قبر انور پر سر رکھ کر رونا شروع کر دیا اور عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ آپ نے فرمایا تھا کہ آ کر مل جاؤ۔ غلام حلب سے حاضر ہے یہ کہہ کر بے ہوش ہو گئے اور مزار پر انوار کے پاس گر پڑے۔ کافی دیر بعد ہوش آیا۔ اتنے میں سارے مدینے میں اطلاع ہو گئی کہ مؤذن رسول حضرت بلالؓ آ گئے ہیں۔ مدینہ طیبہ کے بوڑھے، جوان، مرد، عورتیں اور بچے اکٹھے ہو گئے اور عرض کی کہ ایک دفعہ وہ اذان سنا دو جو محبوبِ خدا ﷺ کو سناتے تھے۔ آپؓ نے فرمایا ''میں معذرت خواہ ہوں کیونکہ میں جب اذان پڑھتا تھا تو اشھد ان محمداً رسول اللہ کہتے وقت آپ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوتا تھا۔ آپ ﷺ کے دیدار سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچاتا تھا۔ اب کسے دیکھوں گا؟'' بعض صحابہ کرامؓ نے مشورہ دیا کہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہم سے عرض کیا جائے۔ جب وہ بلالؓ کو اذان کے لیے کہیں گے تو وہ انکار نہ کر سکیں گے۔ ایک صاحب جا کر شہزادوں کو بلا لائے۔ حضرت امام حسینؓ نے حضرت بلالؓ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: حضرت بلالؓ! ہم آپ سے وہی اذان سننے کے خواہش مند ہیں جو آپ (ہمارے نانا جان) رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں سناتے تھے۔ حضرت بلالؓ کو انکار کا یارا نہ رہا لہٰذا اسی مقام پر کھڑے ہو کر اذان شروع کی جہاں حضور ﷺ کی ظاہری حیات میں کہتے تھے۔ بعد کی کیفیات روایت میں اس طرح آتی ہیں۔ جب آپؓ نے بلند آواز سے اذان کے ابتدائی الفاظ اللہ اکبر، اللہ اکبر، ادا کرنا شروع کیے تو اہل مدینہ سسکیاں لے لے کر رونے لگے۔ آپؓ جیسے جیسے آگے پڑھتے گئے جذبات میں اضافہ ہوتا چلا گیا جب اشھد ان محمداً رسول اللہ کے کلمات پر پہنچے تو تمام لوگ حتیٰ کہ پردہ نشین خواتین بھی گھروں سے باہر نکل آئیں۔ سبھی یوں تصور کرنے لگے جیسے رسول خدا ﷺ دوبارہ تشریف لے آئے ہیں (رقت و گریہ زاری کا عجیب منظر تھا) آپ ﷺ کے وصال کے بعد اہل مدینہ پر اس دن سے بڑھ کر رقت کبھی طاری نہیں ہوئی۔ (ابن عساکر)

◉ حضرت حسانؓ نے آپ ﷺ کے وصال کے بعد ہجر و فراق کی کیفیات اشعار میں یوں بیان کی ہیں:

ما بال عینک لا تنام کانما
کحلت ما فیھا بکحل الارمد
وجھی یقیک التراب لھفی لیتنی
غیبت قبلک فی بقیع الغرقد
اأقیم بعدک بالمدینہ بینھم
یا لھف نفسی لیتنی لم اولد
فظللت بعد وفاتہ متبلدا
یا لیتنی اسقیت سم الاسود
واللّٰہ اسمع ما بقیت بھالک
الا بکیت علی النبی محمد
یا رب فاجمعنا ونبینا
فی جنۃ تثنی عیون الحسد

☆ اب آنکھوں میں نیند نہیں رہی بلکہ ہر وقت یوں رہتی ہیں جیسے ان میں کوئی اشک آور چیز ڈال دی گئی ہے۔

☆ آپ ﷺ کی تدفین اور وصال پر مجھے احساس ہوا کہ کاش میں آپ ﷺ سے پہلے بقیع کے قبرستان میں دفن ہو چکا ہوتا۔

☆ اب میں حضور ﷺ کے بعد لوگوں کے ساتھ کیسے بیٹھوں، ہائے افسوس میں پیدا ہی نہ ہوا ہوتا۔

☆ میرے آقا ﷺ! میں آپ ﷺ کے وصال کے بعد از ہوش رفتہ بن گیا ہوں کاش مجھے آج ہی کوئی سانپ ڈس جائے (اور میں اپنے آقا ﷺ سے جا ملوں)۔

☆ خدا گواہ ہے میں جب تک زندہ ہوں حضور نبی اکرم ﷺ کے فراق میں روتا رہوں گا۔

☆ اے ربّ کریم! مجھے میرے آقا ﷺ کے ساتھ جنت میں جمع فرما تاکہ حاسدین کی آنکھیں جھک جائیں۔

◉ امام آلوسی نقل کرتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کو جب حضور ﷺ کی یاد تڑپاتی تو وہ آپ ﷺ کے دیدار فرحت آثار کے لیے نکل کھڑے ہوتے اور آپ ﷺ کو مبارک حجروں میں تلاش کرتے۔ امہات المومنین سے عرض کرتے کہ ہمیں آپ ﷺ کے دیدار کے بغیر چین نہیں آ رہا۔ چنانچہ بعض اوقات حضرت میمونہؓ آپ ﷺ کے زیر استعمال رہنے والا آئینہ لے آتیں۔ جب صحابہ کرامؓ اس آئینے کو دیکھتے تو بجائے اپنے آپ کو دیکھنے کے اس میں حضور ﷺ کی تصویر دکھائی دیتی۔ روایت ہے کہ جب بعض صحابہؓ کو حضور ﷺ کے دیدار فرحت آثار کا اشتیاق ہوتا تو وہ حضرت میمونہؓ کے ہاں آ جاتے۔ وہ آپ ﷺ کا ذاتی آئینہ اس صحابیؓ کو دے دیتیں جب وہ صحابیؓ اس

آئینہ مبارک کو دیکھتا تو بجائے اپنی صورت کے اسے اپنے محبوب ﷺ کی صورت نظر آتی۔ (روح المعانی)

● حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں: رسالت مآب ﷺ ایک کھجور کے تنے کے ساتھ خطبہ ارشاد فرماتے جب منبر تیار ہوگیا تو آپ ﷺ اسے چھوڑ کر منبر پر جلوہ افروز ہوئے اس تنے نے رونا شروع کر دیا آپ ﷺ اس کے پاس تشریف لے گئے اور اس پر دستِ شفقت رکھا۔ (بخاری شریف)

● حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے: کھجور کے تنے نے بچوں کی طرح رونا شروع کر دیا رسالتمآب ﷺ منبر سے اتر کر اس کے قریب کھڑے ہوگئے اور اسے بغل میں لے لیا اس پر وہ تنا بچوں کی طرح سسکیاں لیتا لیتا خاموش ہوگیا۔ (بخاری شریف)

● حضرت انس بن مالکؓ اس تنے کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ہم نے اس تنے کے رونے کی آواز کو سنا وہ اس طرح رویا جس طرح کوئی اونٹنی اپنے بچے کے فراق میں روتی ہے حتیٰ کہ آپ ﷺ نے تشریف لا کر اس پر اپنا دستِ شفقت رکھ دیا اور وہ خاموش ہوگیا۔ (بخاری شریف)

● جب نبی اکرم ﷺ کا وصال مبارک ہوا تو سیدنا فاروقِ اعظمؓ نے ہجر و فراق کے ان لمحات میں یہ کلمات عرض کئے: یارسول اللہ ﷺ آپ پر میرے ماں باپ قربان اور سلام ہو۔ آپ ﷺ ہمیں کھجور کے تنے کے ساتھ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے۔ کثرت صحابہؓ کے پیش نظر منبر بنوایا گیا جب آپ ﷺ اس تنے کو چھوڑ کر منبر پر جلوہ افروز ہوئے تو اس نے سسکیاں لے کر رونا شروع کر دیا۔ آپ ﷺ نے اس پر دستِ شفقت رکھا تو وہ خاموش ہوگیا جب اس بے جان کھجور کے تنے کا یہ حال ہے تو اس امت کو آپ ﷺ کے فراق پر نالہ کا حق زیادہ ہے یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو کتنی فضیلت عطا فرمائی ہے کہ آپ ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا۔ پس اللہ عزوجل نے فرمایا ''جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔'' ایک اور روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے: یارسول اللہ ﷺ آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں آپ ﷺ کی تواضع اور انکساری کی حد ہے کہ (عرش کے مہمان ہو کر) ہم فرشیوں کے ساتھ بیٹھے، ہمارے اندر نکاح کیا اور کھایا، صوف کا لباس پہنا، گھوڑے پر سواری فرمائی بلکہ ہم جیسوں کو پیچھے بٹھایا۔

● حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ایک خاتون آپ ﷺ کے روضہ اقدس کی زیارت کے لیے آئی اور مجھ سے کہنے لگی۔ حجرہ انور کھول دیں میں سرورِ دو عالم ﷺ کے مزار اقدس کی زیارت کرنا چاہتی ہوں۔ میں نے حجرے کا دروازہ کھول دیا۔ وہ عورت آپ ﷺ کا مزارِ اقدس دیکھ کر اتنا روئی کہ روتے روتے شہید ہوگئی۔ (الشفاء)

● حضرت عبداللہ بن زیدؓ کے بارے میں منقول ہے کہ جب انہیں ان کے بیٹے نے حضور ﷺ کے وصال مبارک کی خبر دی وہ اس وقت اپنے کھیتوں میں کام کر رہے تھے۔ آپ ﷺ کے وصال کی خبر سن کر غمزدہ ہوگئے اور بارگاہ الٰہی میں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی: اے میرے اللہ! میری آنکھوں کی بینائی اب ختم کر دے تاکہ میں اپنے محبوب محمد ﷺ کے بعد کسی دوسرے کو دیکھ ہی نہ سکوں اللہ تعالیٰ نے اسی وقت ان کی دعا قبول کر لی (بینائی سلب ہوگئی)۔ (المواہب اللدنیہ)

● حضرت قاسم بن محمدؒ فرماتے ہیں: حضور ﷺ کے صحابہؓ میں سے ایک صحابیؓ کی بینائی جاتی رہی لوگ ان کی عیادت کے لیے گئے۔ جب ان کی بینائی ختم ہونے پر افسوس کا اظہار کرنے لگے تو انہوں نے کہا! میں ان آنکھوں کو فقط اس لیے پسند کرتا تھا کہ ان کے ذریعے مجھے نبی اکرم ﷺ کا دیدار نصیب ہوتا تھا اب چونکہ آپ ﷺ کا وصال ہوگیا ہے اس لیے اگر مجھے ہرن کی آنکھیں بھی مل جائیں تو خوشی نہ ہوگی۔ (الادب المفرد)

● حضرت زید بن اسلمؓ سے حضرت فاروق اعظمؓ کے بارے میں مروی ہے ایک رات آپؓ عوام کی خدمت کے لیے نکلے تو آپؓ نے ایک گھر میں دیکھا کہ چراغ جل رہا ہے اور ایک بوڑھی خاتون اون کاتتے ہوئے یہ اشعار پڑھ رہی ہے:

علی محمد ﷺ صلوۃ الابرار
صلی علیہ الطیبون الاخیار
قد کنت قواما بکاء بالاسحار
یا لیت شعری والمنایا اطوار
ھل تجمعنی و حبیبی الدار

''محمد ﷺ پر اللہ کے تمام ماننے والوں کی طرف سے سلام ہو اور تمام متقین کی طرف سے بھی۔ آپ ﷺ راتوں کو اللہ کی یاد میں کثیر قیام اور سحری کے وقت آنسو بہانے والے تھے۔ ہائے افسوس! اسباب موت متعدد ہیں۔ کاش مجھے یقین ہو جائے کہ روز قیامت مجھے آقا ﷺ کا قرب و وصال نصیب ہو سکے گا۔'' یہ اشعار سن کر حضرت فاروقِ اعظمؓ کو اپنے آقا ﷺ کی یاد شدت سے آئی جس پر وہ زار و قطار روئیے اور دروازے پر دستک دی۔ خاتون نے پوچھا کون ہے؟ آپؓ نے کہا! ''عمر بن خطاب'' خاتون نے کہا! رات کے ان اوقات میں عمرؓ کو کیا کام؟ آپؓ نے فرمایا ''اللہ تجھے جزائے خیر دے دروازہ کھول'' اس نے دروازہ کھولا آپؓ نے فرمایا جو اشعار تو پڑھ رہی تھی ان کو دوبارہ پڑھ۔ اس نے جب دوبارہ اشعار پڑھے تو آپؓ کہنے لگے کہ اپنے ساتھ میرا نام بھی شریک کر اور یوں کہہ ''ہم دونوں کو آخرت میں حضور ﷺ کا ساتھ نصیب ہو اور معاف کرنے والے عمرؓ کو معاف کر دے۔ (نسیم الریاض)

قاضی عیاض الشفاء میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ یہ سن کر بیٹھ گئے اور دیر تک روتے رہے۔ بقول قاضی سلیمان منصور پوریؒ حضرت عمرؓ اس کے چند دن بعد تک صاحب فراش رہے۔ (رحمۃ للعالمین)

● حضور نبی اکرم ﷺ کے وصال کے بعد تمام صحابہؓ بالعموم مغموم رہتے حتیٰ کہ بعض نے مسکرانا ہی ترک کر دیا۔ حضرت ابوجعفرؓ سیدہ عالم حضرت فاطمۃ الزہرہؓ کے بارے میں بیان کرتے ہیں: میں نے آپ ﷺ کے وصال مبارک کے بعد کبھی بھی حضرت فاطمہؓ کو مسکراتے نہیں دیکھا۔ (الوفاء لابن الجوزی)

● حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ جب حضرت فاطمہؓ آقائے دو جہاں ﷺ کے مزار اقدس پر حاضر ہوتیں تو آپؓ کی کیفیت اس طرح ہوتی کہ ''قبر انور کی مٹی مبارک اٹھا کر آنکھوں پر لگاتیں اور حضور ﷺ کی یاد میں رو رو کر

یہ اشعار پڑھتیں:

ماذا من شم تربة احمد
ان لا یشم مدی الزمان غوالیا
صبت علی مصائب لو انها
صبت علی الایام صرن لیالیا

☆ جس شخص نے آپ ﷺ کے مزارِ اقدس کی خاک کو سونگھ لیا ہے اسے زندگی میں کسی دوسری خوشبو کی ضرورت نہیں۔

☆ آپ ﷺ کے وصال کی وجہ سے مجھ پر جتنے عظیم مصائب آئے ہیں اگر وہ دنوں پر اترتے تو وہ راتوں میں بدل جاتے۔

امام احمد فرماتے ہیں کہ جب رسالت مآب ﷺ کی تدفین ہو چکی تو سیدہ کائنات حضرت فاطمۃ الزہرہؓ نے تدفین کرنے والے صحابہؓ میں سے حضرت انسؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے انسؓ! تمہارے دلوں نے آپ ﷺ کی تدفین کو کس طرح گوارا کر لیا۔

حضرت حمادؒ سے منقول ہے کہ جب یہ روایت حضرت انس ﷺ کے شاگرد مشہور تابعی حضرت البنانیؒ بیان کرتے تو وہ اتنا روتے کہ ان کی پسلیاں اپنی جگہ سے ہل جایا کرتی تھیں۔ (الوفاء لابن الجوزی)

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ آپ ﷺ کے وصال مبارک کے بعد فراق کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: آنحضور ﷺ کے وصال کے بعد آپ ﷺ کی اونٹنی نے مرتے دم تک نہ کچھ کھایا نہ پیا۔ آپ ﷺ کے وصال کے بعد جو عجیب کیفیات رونما ہوئیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ جس دراز گوش پر آپ ﷺ سواری فرماتے تھے وہ آپ ﷺ کے فراق میں اتنا پریشان ہوا کہ اس نے ایک کنویں میں چھلانگ لگا دی اور اپنی زندگی ختم کر لی۔ (مدارج النبوۃ)

عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کا وقت آیا تو اُن کی زوجہ محترمہ نے کہا! ہائے غم۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی وقت فرمایا واہ خوشی! کل محبوبوں سے ملوں گا اور اپنے آقا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن کے محبوبوں کا دیدار کروں گا۔ (زرقانی علی المواہب جلد 6۔ شفا، جلد 2)

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے اللہ کی تمام مخلوق میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ محبوب کوئی نہیں۔ (شفا، جلد 2)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے سوال کیا گیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آپؓ کو کیسی محبت تھی؟ فرمایا:- اللہ کی قسم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں ہمارے مال، اولاد، باپ، ماں اور پیاسے کے لئے ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ پیارے اور محبوب ہیں۔ (شفا، جلد 2)

حضرت عبدۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے والد حضرت خالد بن معدان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بچھونے پر لیٹنے سے پہلے بڑے شوق و محبت سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپؐ کے اصحابِ مہاجرین و انصار میں سے ایک ایک کا نام لے کر ذکر کرتے رہتے اور فرماتے کہ اصولِ دین میں یہی میری اصل ہیں اور حسب نسب ہیں۔ میرا دل اُن کا مشتاق ہے اُن کی ملاقات اور دیدار کا شوق لمبا ہو چکا ہے۔ اے اللہ! اب مجھے جلدی سے دنیا سے اُٹھا لے۔ یہی کہتے کہتے سو جایا کرتے تھے۔ (شفا، جلد 2)

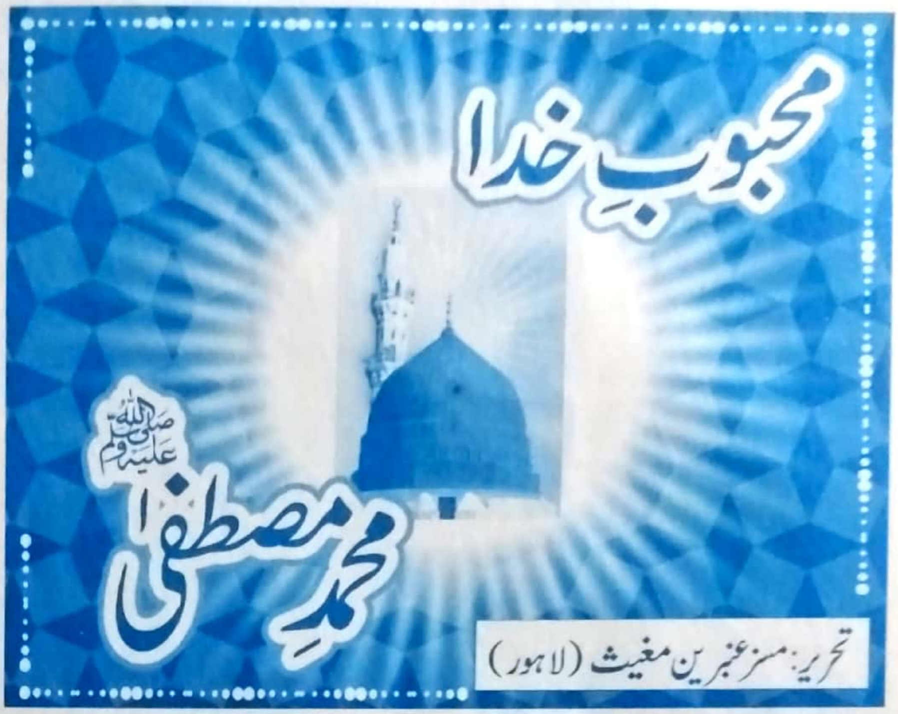
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پاؤں سُن ہو گیا تو اُن سے کہا گیا اُن کا ذکر کرو جو آپؓ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں تو یہ تکلیف دور ہو جائے گی اس پر آپؓ زور سے بولے ''یا محمدؐ'' تو اُن کا پاؤں ٹھیک ہو گیا۔ (یعنی اُن کو سب سے زیادہ محبوب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پاک تھی)۔

قارئین کرام یہ صحابہ کرامؓ کی کیفیات عشق و مستی کے چند نمونے ہیں۔ جو آج کے لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل ہیں۔ اس دور میں بعض علماء کرام نے عشق و مستی کے یہ نمونے عوام کی نگاہ سے اوجھل کر دیئے ہیں ''روحِ محمدؐ'' کو مسلمان کے بدن سے نکالنے کا غیر نہیں اپنے موجب بنے ہیں بعض نے ''عشق'' کے اس مرتبہ کو شرک تک کا نام دے دیا ہے اور یوں آقا پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہماری روح کے تعلق کو منقطع کر دیا ہے۔ قارئین کرام آپ ذرا یہ تو سوچیں کہ دین و ایمان میں صحابہؓ جس بلندیوں تک پہنچے اُن بلندیوں تک کوئی اور نہیں پہنچ سکتا۔ صحابہ کرامؓ کا تو یہ عمل کہ حضور کے عشق و مستی میں گم اور ہمارے لیے یہ شرک اور بدعت۔ عشق کے بغیر اعمال کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ کیا صحابہ کرامؓ کا عمل ہی ہمارے لیے کافی نہیں ہے کہ ہم دوسروں کی باتوں کو سنیں اور اُن پر عمل کریں۔ آج مسلمان اگر پستی کا شکار ہے تو اسی وجہ سے کہ ایمان کامل نہیں ہے اور اب تو آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی اصل میں ایمانِ کامل ہے۔ جس شخص کے دل میں اپنی جان، والدین، اولاد، بیوی، کاروبار، گھر بار غرض تمام محبتوں سے زیادہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت سما جائے اُس محبت کو عشق کہتے ہیں۔ یعنی عشق باقی تمام محبتوں کو جلا کر راکھ کر دیتا ہے۔ یہی عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایمانِ کامل ہے۔

☆☆☆☆☆☆

فرمانِ باھُوؒ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ ''انتہا ابتداء کی طرف لوٹ جانے کا نام ہے۔'' ظہورِ حق کی ابتداء چونکہ نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور سے ہوئی اور تمام مخلوق نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ظہور پذیر ہوئی اس لئے ''ابتداء'' نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہے لہٰذا ابتداء نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچنا ہی انتہا ہے۔ یہی مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری ہے اور یہی سِرِّ ہدایت ہے۔ جو شخص اس کا قائل و طالب نہیں وہ گویا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اُمتی و پیروکار ہی نہیں۔ (کلید التوحید کلاں)



اگر قرآنِ کریم کا بغور مطالعہ کیا جائے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ کسی محبّ نے اپنے محبوب کو ایک محبت نامہ بھیجا ہے' جس میں جگہ جگہ محبوب کی عظمت اور اوصاف کے قصیدے بیان کیے گئے ہیں۔ کہیں محبّ اپنے محبوب کو پیار سے مدثر و مزمل کے نام سے پکار رہا ہے' تو کہیں دلار سے طٰہٰ ویٰس کہہ رہا ہے' کہیں مبشر و نذیر کا خطاب دے رہا ہے تو کہیں رحمت کا لقب عطا کر رہا ہے۔ جا بجا "اللہ اور اس کا رسول" کے الفاظ یوں استعمال کیے گئے ہیں' جیسے دو خاص دوستوں کا ذکر کیا جا رہا ہو۔ کہیں محبوب کے ذکر کو بلند کرنے کی بات ہو رہی ہے تو کہیں اُس کو رضا کی حد تک عطا کرنے کا وعدہ کیا جا رہا ہے۔ کہیں محبوب کی رسالت کی گواہی خود اللہ دے رہا ہے۔

☆ وَاَرْسَلْنٰکَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ط وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا ○ (سورۃ النساء۔79)

ترجمہ: اور اے محبوب ﷺ ہم نے آپ (ﷺ) کو تمام انسانیت کے لیے رسول بنا کر بھیجا ہے اور (آپ ﷺ کی رسالت پر) اللہ کی گواہی کافی ہے۔

تو کہیں تمام انسانوں پر محبوب کو گواہ بنا رہا ہے۔

☆ وَجِئْنَا بِکَ عَلٰی ھٰٓؤُلَآءِ شَہِیْدًا ○ (النساء۔41)

ترجمہ: اور اے محبوب ﷺ ہم آپ کو ان سب لوگوں پر گواہ بنائیں گے۔

کہیں دشمن کی چالوں سے آگاہ کیا جا رہا ہے تو کہیں ان چالوں کا منہ توڑ جواب دینے کے لیے مشورے دیے جا رہے ہیں۔ محبوب کو ایمان نہ لانے والوں کے لیے غمگین دیکھا تو خود بھی مضطرب ہو کر کہنے لگا۔

☆ لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ۔ (الشعراء۔3)

ترجمہ: اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ اپنی جان پر کھیل جائیں گے ان کے غم میں کہ وہ لوگ ایمان نہیں لائے۔

اور پھر ان الفاظ میں تسلی دینے لگا۔

☆ وَمَآ اَنْتَ عَلَیْھِمْ بِوَکِیْلٍ۔ (الشوریٰ۔6)

ترجمہ: آپ (ﷺ) ان کافروں کے ذمہ دار نہیں ہیں۔

اپنے محبوب کی اطاعت کرنے والوں کو کامیابی اور جنت کی نوید سنائی جا رہی ہے۔

☆ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ یُدْخِلْہُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا ط وَذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ○ (سورۃ النساء۔13)

ترجمہ: اور جو حکم مانے اللہ کا اور اللہ کے رسول ﷺ کا اللہ اسے باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں رواں ہیں' ہمیشہ ان میں رہیں گے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔"

اور آپ ﷺ کو ستانے والوں کو سخت عذاب کی وعید سنائی جا رہی ہے۔

☆ وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (سورۃ التوبہ۔61)

ترجمہ: اور جو رسول اللہ ﷺ کو (اپنی بدعقیدگی، بدگمانی اور بدزبانی یا کسی بھی طرح) اذیت پہنچاتے ہیں' ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

قرآن کے ذریعے اپنے محبوب کو ماضی و مستقبل کا علم دینے کے لیے نہ صرف پچھلی قوموں کے واقعات سے آگاہ کیا جا رہا ہے بلکہ آنے والے وقتوں کی بھی خبر دی جا رہی ہے۔ کبھی زبردست مدد اور فتح کی خوشخبری سنائی جا رہی ہے تو کبھی محبوب کے صدقے ایک گناہوں سے لتھڑی ہوئی قوم کو اس دنیا میں عذاب سے بچا لینے کا مژدہ سنایا جا رہا ہے۔ کبھی محبوب کو مقامِ محمود عطا کرنے کا وعدہ کیا گیا ہے۔

☆ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ○ (بنی اسرائیل 79)

ترجمہ: یقیناً آپ (ﷺ) کا رب آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا۔

تو کبھی حوضِ کوثر کا تحفہ دیا جا رہا ہے۔ جب راتوں کو دیر تک عبادت کرنے سے محبوب کے پیر مبارک میں ورم آ گیا تو بے چین ہو کر کہنے لگا:

☆ یٰٓاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ ○ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا ○ (سورۃ مزمل۔1-2)

ترجمہ: اے کملی لپیٹ کر کھڑے ہونے والے۔ راتوں کو قیام کر مگر تھوڑا۔

محبوب کو ہاتھ اٹھا کر دعائیں مانگتے دیکھا تو کعبہ ہی تبدیل کر دیا۔ جس گھر کو محبوب نے پسند کیا اسی کو اپنا گھر بنا لیا۔

"ہم دیکھ رہے ہیں بار بار آپ (ﷺ) کا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے تو ابھی منہ پھیر دو مسجدِ حرام کی طرف اور اے مسلمانوں تم جہاں کہیں بھی ہو اپنا منہ اسی طرف کر لو۔ (سورۃ البقرہ۔144)

قرآن کے ذریعے کبھی متشابہات کی شکل میں راز و نیاز ہو رہے ہیں تو کہیں حروف مقطعات کی صورت میں

جانے کیا خفیہ پیغام محبوب کو دیا ہے کہ آج تک اس کے سوا کسی کی سمجھ میں نہ آ سکا۔ رسول ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت' اس کی محبت کو اپنی محبت' اس کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دے کر جانے وہ کس بات کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ شاید یہاں عشق کے انتہائی مقام من تو شدم تو من شدی یا مقام اَنتَ اَنَا وَ اَنَا اَنتَ کی کیفیات کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ اپنی ذات و صفات میں یکتا ہے۔ اسی طرح اپنی محبت اور محبت کے انداز میں بھی بے مثل و بے مثال ہے۔ محبّ یکتا' محبت یکتا اور بے شک محبوب بھی یکتا۔

اپنے ہی بنائے ہوئے انسانوں کو اپنا بندہ کہنے کے لیے اللہ نے جو معیار مقرر کیا ہے' وہ ایک کلمہ لا اِلٰہ الا اللہ محمد ﷺ رسول اللہ ہے۔ ترجمہ: نہیں ہے کوئی عبادت کے لائق سوائے اللہ کے محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

دو باتیں لیکن ایک ہی کلمہ۔ دونوں باتیں بظاہر مختلف ہیں لیکن دونوں کے درمیان '،' یا وقفہ '،' جیسی کوئی علامت نہیں جو دونوں کو ایک دوسرے سے علیحدہ ثابت کرے۔ دونوں باتوں کا ایک ہی صیغہ۔ فعل حال مطلق (Present Indefinite Tense) یعنی ایک ایسا فعل جو مسلسل ہو رہا ہے۔ جس کا زمانہ معلوم نہ ہو کہ کب سے ہو رہا ہے اور کب تک ہوتا رہے گا۔ اللہ کے سوا نہ کوئی عبادت کے لائق تھا' نہ ہے' نہ ہوگا۔ وہ ہمیشہ سے واحد تھا، ہے اور رہے گا۔ اسی صیغہ میں کہا کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ کب سے ہیں؟ نامعلوم۔ کب تک رہیں گے؟ نامعلوم۔ بس اتنا سمجھ آتا ہے کہ اللہ ہمیشہ سے واحد اور عبادت کے لائق ہے اور محمد ﷺ ہمیشہ سے اللہ کے رسول ہیں۔ اس کلمہ کے مذکور البیان کی ابتداء وانتہا کا علم تو دور کی بات' یہ کلمہ خود کب سے وجود میں ہے یہ بھی کسی کو معلوم نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''جب حضرت آدم علیہ السلام پر عتاب ہوا تو آپ فکرِ توبہ میں حیران تھے۔ اسی پریشانی کے عالم میں یاد آیا کہ وقتِ پیدائش میں نے سر اُٹھا کر دیکھا تھا کہ عرش پر لکھا ہے۔ ''لا الٰہ الا اللہ محمد ﷺ رسول اللہ'' میں سمجھ گیا کہ بارگاہِ الٰہی میں جو رتبہ محمد ﷺ کو حاصل ہے وہ اور کسی کو میسر نہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ان کا نام اپنے نام اقدس کے ساتھ عرش پر مکتوب فرمایا ہے۔ لہٰذا آپ نے اپنی دعا رَبَّنَا ظَلَمْنَا کے ساتھ عرض کی۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِجَاہِ مُحَمَّدٍ عَبْدُکَ وَکَرَامَتُہٗ عَلَیْکَ وَ اَنْ تَغْفِرَلِیْ خَطِیْئَتِیْ ''یعنی یا رب میں تجھ سے تیرے خاص بندے محمد مصطفےٰ ﷺ کے جاہ و مرتبت کے طفیل اور اس پر کرامت کے صدقے میں جو انہیں تیرے دربار میں حاصل ہے مغفرت چاہتا ہوں'' تو دعا مانگی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی مغفرت فرمادی۔ اس روایت سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ کلمہ طیبہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے وجود میں آ چکا تھا۔ دوسری یہ کہ انبیاء بھی حضور علیہ صلوٰۃ والسلام کے وسیلے سے دعائیں مانگتے رہے ہیں اور اللہ اپنے محبوب کے طفیل ان کی دعائیں قبول کرتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو امام الانبیاء بنایا اور تمام عالم آپ کی اُمت ہے۔

☆ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ O (سورۃ السباء۔28)

ترجمہ: اور اے محبوب (ﷺ) ہم نے آپ ﷺ کو ایسی رسالت کے ساتھ بھیجا ہے جو تمام انسانیت کو گھیرے ہوئے ہے اس طرح آپ ﷺ پوری انسانیت کے لیے خوشخبری سنانے والے اور ڈر سنانے والے ہیں مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔''

نہ صرف محمد ﷺ کو تمام مخلوق عالم پر فضیلت عطا کی بلکہ محبوب کے طفیل اس کی اُمت کو بھی تمام اُمتوں سے بہتر قرار دیا۔

☆ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ ط (آل عمران۔110)

ترجمہ: تم بہتر ہو ان سب اُمتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں۔ معرفت (اللہ کی) کا حکم دیتے ہو اور بُرائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔''

اللہ کی اپنے محبوب سے محبت کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ وہ خدا جس کی عبادت میں تمام فرشتے اور جن و انس ہمہ وقت مصروف ہیں۔ ان تمام عبادتوں سے بے نیاز خود ایک ہی عبادت کر رہا ہے۔

☆ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا. (الاحزاب۔56)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام فرشتے نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی آپ پر درود اور سلام بھیجا کرو۔

وہ جو خود لامحدود ہے' جب اپنے محبوب پر درود بھیجتا ہوگا تو اس درود کا حد و حساب لگانا ناممکن ہوگا لیکن اسے یہ کافی نہیں لگتا اس لیے اپنے فرشتوں کو بھی اس درود میں شامل کر لیتا ہے۔ پھر بھی تسلی نہ ہوئی تو مومنوں کو بھی محبوب پر درود بھیجنے کا حکم دے دیا۔

وہ اللہ جس کا ذکر ہر وقت اس کرۂ عرض پر اذانوں کی صورت میں بلند ہو رہا ہے۔ خود صرف اپنے محبوب کے ذکر کو بلند کر رہا ہے۔

☆ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ. (سورۃ الم نشرح)

ترجمہ: اے محبوب ﷺ ہم نے آپ کا ذکر بلند فرمادیا۔

انسان جب بلندی کا تصور کرتا ہے تو اس کے ذہن میں خود سے بلند کسی شے کا خیال آتا ہے۔ سوچیے جو خدا خود سب سے بلند و برتر ہے۔ جب وہ بلندی کا ذکر کرتا ہے تو اس کے ہاں بلندی کے تصور کا کیا عالم ہوگا اور جس کا ذکر اتنا بلند ہے۔ اس کی اپنی عظمت کا تو تصور بھی ہم عام انسانوں کے لیے محال ہے۔ سید عالم ﷺ نے جب حضرت جبرائیل علیہ السلام سے اس آیت کو دریافت فرمایا تو انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''آپ ﷺ کے ذکر کی بلندی یہ ہے کہ جب میرا ذکر کیا جائے میرے ساتھ آپ کا بھی ذکر کیا جائے۔'' یعنی اللہ کو یہ گوارا نہیں کہ اس کا ذکر اس کے محبوب کے بغیر کیا جائے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''اگر کوئی اللہ کی عبادت کرے' ہر بات کی تصدیق کرے اور سیدِ عالم ﷺ کی رسالت کی گواہی نہ دے تو سب بیکار' وہ کافر ہی رہے گا۔

وہ خدا جس کی نہ ابتدا کا پتہ ہے نہ انتہا کا' جس کے

لیے ہزاروں سال ایک پلک جھپکنے میں گزر جاتے ہیں' جب اپنے محبوب کو بشری صورت میں اس دنیا میں بھیجتا ہے تو صرف 63 سال کا مختصر عرصہ بھی اس سے دور نہ رہ سکا۔ ہر لمحہ محبوب کو دیکھتے رہنے' کبھی قاصد کے ذریعے بالواسطہ اور کبھی بلاواسطہ رابطہ رکھنے کے باوجود اتنا بے قرار ہوگیا کہ اسے ملنے کے لیے عرش تک معراج عطا کی۔ محبوب کو اس مقام تک پہنچایا جہاں اس کے اپنے سوا کوئی موجود نہ تھا۔ تنہائی میں جانے کیا راز و نیاز ہوئے۔ خود میزبان بنا محبوب کو مہمان کیا۔ شربتِ دیدار سے مہمان کی تواضع کی۔ رخصت کرتے ہوئے محبوب کو علومِ غیب' معجزات اور کمالات اور شفاعت عامہ کے تحفے عطا کیے۔ سبحان اللہ کیا بے مثال عاشق ہے اور کیا بے مثال معشوق!

وہ خدا جس کی رضا حاصل کرنے کے لیے تمام مخلوق مصروفِ عمل ہے' خود صرف اپنے محبوب کو راضی کرنے کی فکر میں ہے۔

☆ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ○ (سورۃ الضحیٰ۔5)

ترجمہ: آپ (ﷺ) کا ربّ عنقریب آپ (ﷺ) کو (اتنا کچھ) عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

اس آیتِ کریمہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ رب تب تک راضی نہیں جب تک اس کا محبوب راضی نہیں۔

وہ خدا جس کے غیض وغضب سے پچھلی نافرمان قوموں کی بستیاں عذاب بھیج کر آنِ واحد میں الٹ دی جاتی تھیں' اپنے محبوب کو اس دنیا میں بھیجنے کے بعد کہتا ہے۔

☆ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ (سورۃ الانفال۔33)

ترجمہ: اور (درحقیقت حقیقت یہ ہے کہ) اللہ کو زیب نہیں دیتا کہ آپ کی ان (کفار) میں موجودگی میں اُن پر عذاب نازل فرمائے۔

حالانکہ اللہ کے لیے کچھ مشکل نہ تھا کہ جس طرح پہلے انبیاء کو عذاب سے پہلے بستی سے اپنے حامیوں سمیت چلے جانے کا حکم دیتا تھا۔ اب بھی ایسا ہی کرسکتا تھا' لیکن جس زمین کو اس کے محبوب کے قدم مبارک چھو چکے تھے اس پر کیسے عذاب بھیج سکتا تھا اور یوں بھی اس میں اس کے محبوب' جو بلاشبہ تمام جہانوں کے لیے رحمت ہے' کی رضا شامل نہ تھی۔

وہ خدا جو ہر جگہ حاضر و ناظر ہے اور اپنی مخلوق پر ہر لمحے نظر رکھے ہوئے ہے۔ انسانوں کے دلوں سے گزرنے والے خیالات سے بھی واقف ہے۔ قیامت کے دن فیصلے کی گھڑی میں محبوب کی گواہی کے بغیر قدم نہ اُٹھائے گا۔

☆ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا (النساء۔41)

ترجمہ: پھر اس دن کیا حال ہوگا جب ہم ہر اُمت سے ایک گواہ لائیں گے اور اے محبوب ﷺ آپ کو ان سب پر گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں گے۔

یہ تب ہی ممکن ہے' جب حضور علیہ صلوٰۃ والسلام نے ابتدائے زمانہ سے انتہائے زمانہ تک تمام انسانوں کے اعمال ملاحظہ کیے ہوں گے کیونکہ اعمال سے آگاہ ہوئے بغیر گواہی دینا ممکن نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ اللہ کے محبوب کی حیات زمانے کی ابتداء وانتہاء کو احاطہ کیے ہوئے ہے۔

وہ خدا جو ہر ضرورت سے بے نیاز ہے' جب اپنے محبوب کو عالمِ ارواح میں تخلیق کرنے کے بعد اس کا دیدار کرتا ہے تو فریفتہ ہو جاتا ہے۔ محبوب کو لباسِ مجاز میں دیکھنے کے لیے ایسی تڑپ پیدا ہوتی ہے کہ اس دنیا کو تخلیق کرنے کی ضرورت پیش آجاتی ہے۔ حدیثِ قدسی ہے کہ

☆ لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ.

ترجمہ: اگر آپ ﷺ کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں یہ کائنات ہی تخلیق نہ کرتا۔

یعنی تمام کائنات اور اس کی مخلوقات کی تخلیق حضور علیہ صلوٰۃ وسلام کی ذات ہی کی مرہونِ منت ہے۔ اللہ چاہتا تھا کہ جس طرح میں اپنے محبوب کو دیکھ کر اس سے عشق کر بیٹھا اسی طرح تمام عالم میرے محبوب کے جمال و کمال کو دیکھے پہچانے اور اس سے محبت کرے جو اس سے محبت کرے اسی سے ہی راضی ہوتا ہے اور اس کو دوست رکھتا ہے۔

☆ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ غَفُوْرٌ الرَّحِيْمٌ. (آلِ عمران۔31)

ترجمہ: اے حبیب (ﷺ) آپ فرما دیں اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو تب اللہ تمہیں اپنا محبوب بنا لے گا اور تمہارے گناہ معاف فرما دے گا اور اللہ نہایت بخشنے والا اور مہربان ہے۔

یہ کیسے ممکن تھا کہ جس محبوب کے لیے تمام کائنات تخلیق کی اسے اس کائنات میں اختیار عطا نہ کرتا۔ اس اختیار کی حد یہ ہے کہ جسے عطا کیا آپ ﷺ کے وسیلے سے عطا کیا۔ جس کو بخشا آپ ﷺ کی سفارش سے بخشا۔

☆ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ. (احزاب۔37)

ترجمہ: اللہ نے اُسے نعمت بخشی اور اے محبوب ﷺ جس کو آپ ﷺ نے نعمت بخشی۔

❁ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ حدیثِ قدسی بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

☆ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ بِهٖ اٰخُذُ وَاُعْطِىْ. (کنزالعمال جلد2)

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ میں انہی کے واسطے سے لوں گا اور انہی کے واسطے سے دوں گا۔

اس کائنات کو تخلیق کرنے کے بعد اللہ نے اپنے محبوب و مقصودِ کائنات محمد ﷺ کو اس پر مکمل تصرف عطا کیا اور تمام عالم کو ان کے ایک اشارے کے تابع کر دیا۔

صدیوں سے مشرق سے مغرب کی طرف سفر کرنے والا سورج آقائے دو جہاں کے حکم پر الٹے قدم پھر جاتا ہے۔ ان کی ایک انگلی کے اشارے پر چاند دو ٹکرے ہو جاتا ہے۔ نباتات و جمادات رسالت کی گواہی دیتے ہیں۔ محبوبِ خدا کی فرقت کے غم میں درخت رونے لگتا ہے اور ان کے مبارک قدموں کو چھو کر اُحد پہاڑ جھومنے لگتا ہے۔ زہر میں بُجھا ہوا گوشت خود بول کر آقا کو اپنے زہریلے ہونے سے آگاہ کرتا ہے۔ مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے پھوٹ پڑتے ہیں۔ جسمِ مبارک کی لطافت کا یہ عالم ہے کہ سورج کی شعائیں ٹکرا کر سایہ بنانے کی جرأت نہیں کرتیں۔

محبوب سے ملاقات کی رات زمین اپنی گردش روک دیتی ہے اور وقت ادب سے تھم جاتا ہے۔ صدیوں کی

مسافت لمحوں میں سمٹ آتی ہے۔ یوں لگتا ہے تمام عالم اس حسین نظارے کو اپنی آنکھوں میں سمیٹ لینے کے لیے ٹھہر گیا ہے اور چاند' سورج پلک جھپکنا بھول گئے ہیں۔ عشق کرنے والوں کو آج بھی کائنات اس حسین ملاقات کے خمار سے جھومتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ سورہ النجم میں اللہ تعالیٰ اس ملاقات کا حال کس خوبصورتی سے بیان کر رہا ہے۔

ترجمہ: قسم ہے روشن ستارے محمد ﷺ کی۔ جب وہ معراج شریف سے نیچے اترے۔ نہ راہ بھولے اور نہ راہ بھٹکے ۔ وہ اپنی خواہش سے بات نہیں کرتے۔ وہ وہی فرماتے ہیں جو اُن کو وحی کی جاتی ہے ۔ اُن کو بڑی قوتوں والے ربّ نے علم (کامل علمِ لدنی) سے نوازا ہے۔ جو حسنِ مطلق ہے پھر اس نے ظہور کا ارادہ فرمایا۔ اور وہ (نبی مکرم) معراج کی رات سب سے اونچے کنارے (لامکان) پر تھے۔ پھر وہ قریب ہوا اور پھر زیادہ قریب ہوگیا۔ پھر دونوں کے درمیاں دو کمانوں کا فاصلہ رہ گیا یا پھر اس سے بھی کم (کتنا اللہ اور اس کا محبوب بہتر جانتا ہے) پس اس مقام خاص پر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے پر وحی فرمائی اور جو وحی فرمائی دِل نے اس کے خلاف نہیں جانا اور نہ دیکھا۔ کیا تم اس بات پر جھگڑتے ہو جو انہوں نے دیکھا اور بے شک انہوں نے اس (جلوۂ حق) کو دو بار دیکھا۔ سدرہ کے قریب۔ اسی کے پاس جنت الماویٰ ہے۔ جب نورِ حق کی تجلیات سدرہ کو ڈھانپ رہی تھیں جو اس پر سایہ فگن تھیں۔ نہ آپ ﷺ کی آنکھ جھپکی اور نہ کسی اور طرف مائل ہوئی۔ بے شک انہوں نے اپنے ربّ کی بڑی نشانیاں دیکھیں۔ (النجم 18-1)

سبحان اللہ کیا شان ہے حبیبِ کبریا' امام الانبیاء راز دارِ رب العالمین کی جن کی نعت صفات رب ذوالجلال کے سوا کسی کے لیے ممکن نہیں۔ لاکھوں درود اس صاحب عالم شافع محشر' ساقی کوثر پر جن کی دنیا میں آمد اللہ کی رحمت وکرم کا پیغام تھی۔ کروڑوں سلام اُس محبوب الٰہی پر جس کے سر پر تمام دنیا کی امامت کا تاج ہے۔

☆ سلام اس منبع رشد و ہدایت پر جو ذات خداوندی کا ناظر بھی ہے اور منظور بھی ہے۔

☆ سلام اس خیر البشر پر جو خالق دو جہاں کا راز بھی ہے اور محرمِ راز بھی۔

☆ سلام اس مقصودِ کائنات پر جو گردشِ لیل و نہار کا مطلوب ہے۔

☆ سلام اس صادق و امین پر جس نے بڑی سے بڑی بدسلوکی پر بھی دشمنوں کو بددعا نہ دی۔

☆ سلام اس سردارِ دو عالم پر جس کی زبانِ مبارک پر وقتِ پیدائش بھی اُمتی اُمتی کے الفاظ تھے اور وقتِ وصال بھی اُمت کی فکر لاحق تھی۔ جب عزرائیل علیہ السلام نے بعد اجازت روح اقدس قبض کرنے کے لیے سینۂ مبارک پر ہاتھ رکھا تو فرمایا: اے عزرائیل علیہ السلام مجھے یوں محسوس ہوا کہ گویا تم نے میرے سینے پر پہاڑ رکھ دیا' کیا تم میرے ہر اُمتی کو جان قبض کرتے ہوئے یوں ہی تکلیف دو گے؟'' اثبات میں جواب پا کر کہا''ایسا کرو میری اُمت کی جان کُنی کی تکلیف آج مجھے ہی دے دو اور ان کے لیے موت آسان کر دو۔'' قربان جایئے اس رحمتِ دو عالم ﷺ کی محبت پر جس کا قرض چکانے کے لیے پوری اُمت قربان بھی ہو جائے تو حق ادا نہ ہو۔

☆ سلام اس رحمت اللعالمین ﷺ پر جو راتوں کو اُٹھ کر رو رو کر گنہگارانِ اُمت کے حق میں دعائیں کرتا تھا۔ جس کی محبت اور فکر اُمت کو دیکھ کر اللہ نے فرمایا ''عنقریب اللہ آپؐ کو اتنا عطا کرے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔'' اس آیت کے نزول پر رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تک میرا ایک بھی اُمتی دوزخ میں رہے میں راضی نہ ہوں گا۔''

☆ سلام اس شفیع المذنبین پر جس کی زبان پر قیامت کے دن بھی جب ہر انسان نفسی نفسی پکار رہا ہوگا۔ ''اُمتی اُمتی'' کے الفاظ ہوں گے۔

افسوس جس اُمت کے غم میں حضور علیہ صلوٰۃ والسلام راتوں کو روتے رہے' آج وہی امت ان کی احسان مند ہونے اور ان کی عظمت و شان کو پہچاننے اور ماننے کی بجائے' قرآن و حدیث کے واضح دلائل کے باوجود اس بحث میں الجھی ہوئی ہے کہ حضور ﷺ بشر تھے یا نور؟ اُن کے وسیلے سے مانگنا جائز ہے یا ناجائز؟ بخشش کے لیے اُن کی سفارش کی ضرورت ہے یا اللہ تعالیٰ کی رحمت کا دارومدار صرف ہمارے عملوں کے صحیح ہونے پر ہے؟

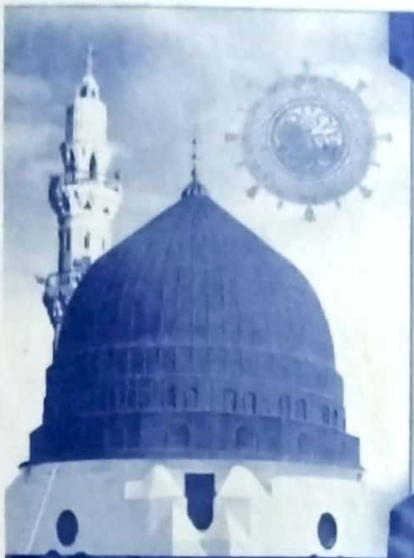
یہ کیسے اللہ کی رحمت کے طلب گار ہیں' جنہیں یہ ہی معلوم نہیں کہ اللہ نے رحمت کا نام کسے عطا کیا ہے' یہ کیسے اللہ سے محبت کا دعویٰ کرنے والے ہیں' جن کے دل میں اللہ کے محبوب ﷺ کی محبت نہیں۔ یہ اللہ کی رضا تو مانگتے ہیں' لیکن یہ نہیں جانتے کہ اللہ کی رضا کس کی رضا میں ہے۔ یہ معراج کے سفر کو بھی مانتے ہیں اور یہ بھی مانتے ہیں کہ اللہ کون و مکان سے مبرا ہے۔ اس تک پہنچنے والے کو بھی کون و مکان کی حدود سے باہر نکلنا پڑے گا۔ کیا یہ ایک عام بشر کے لیے ممکن ہے؟ اگر نہیں تو حضور ﷺ ایک بشر ہو کر زمان و مکان کی حدود سے باہر کیسے چلے گئے؟ جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ تو شہ رگ سے بھی نزدیک ہے۔ اس تک پہنچنے کے لیے درمیان میں کسی وسیلے کی ضرورت نہیں۔ وہ یہ بھی سمجھا دیں شہ رگ سے بھی نزدیک اللہ کو اپنی پہچان کروانے کے لیے نبی بھیجنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ اس نے ایمان سیدھا دلوں میں کیوں نہیں ڈال دیا؟ جو خبر لانے والے کے مرتبے کو ہی نہیں جانتے وہ خبر کی حقیقت کیا سمجھیں گے۔ جب اللہ خود کہتا ہے کہ ''رسول ﷺ کی اطاعت میری اطاعت ہے۔'' اُس کی محبت میری محبت ہے۔'' تو یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کو بیچ میں سے نکال کر اللہ کی اطاعت اور محبت کیسے کر سکتے ہیں؟

کفارِ مکہ کی طرح حضور ﷺ کو صادق تو مانتے ہیں لیکن جب وہ فرماتے ہیں کہ

☆ اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَّخَازِنٌ وَّاللّٰہُ یُعْطِی

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت کا) کا بانٹنے والا اور خزانچی ہوں اور اللہ عطا فرماتا ہے۔'' تو اس حقیقت سے انکار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اللہ کے سوا کسی سے مانگنا جائز نہیں۔ ارے کم عقلو! اللہ کے پاس بھی جب مانگنے جاؤ گے تو اس کا جواب یہی ہوگا کہ میں نے تو سارے

بقیہ صفحہ نمبر 74 پر



مدحتِ و نعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

علامہ ڈاکٹر محمد طاہر القادری

محافلِ میلاد النبی ﷺ کا ایک اہم ترین عنصر حضور ﷺ کی مدح سرائی اور نعت خوانی ہے۔ اہلِ اسلام محافلِ نعت منعقد کر کے اپنے محبوب پیغمبر ﷺ کے ساتھ اپنی بے پناہ محبت اور جذباتی وابستگی کا اظہار کرتے ہیں۔ نعتِ مصطفیٰ ﷺ کوئی نیا عمل نہیں بلکہ قرآن و سنت سے ثابت ہے۔ ذیل میں اس ضمن میں چند حوالہ جات نقل کیے جاتے ہیں:

قرآن میں نعتِ مصطفیٰ ﷺ

اللہ رب العزت نے قرآن حکیم میں متعدد مقامات پر اپنے محبوب پیغمبر ﷺ کا ذکرِ جمیل پیرایۂ نعت میں کیا ہے۔ خالق کائنات اپنے حبیب ﷺ سے جب بھی روئے خطاب ہوا تو نام لینے کی بجائے کبھی یٰاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ کہا اور کبھی یٰاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ اور کبھی یٰسٓ کے لقب سے پکارا۔ اسی طرح کلام مجید میں کہیں وَالضُّحٰی کہہ کر آپ ﷺ کے رُخِ انور کی قسم کھائی اور کہیں وَاللَّیْلِ کہہ کر آپ ﷺ کی شب تاریک کی مانند سیاہ زلفوں کی قسم کھائی۔ ہمہ قرآن در شانِ محمد ﷺ کے مصداق پورا قرآنِ حکیم حضور ﷺ کی مدح اور نعت ہی تو ہے۔ اس کے پیرایۂ اظہار میں نعت ہی کا رنگ صاف جھلکتا دکھائی دیتا ہے۔ بہ طور حوالہ چند آیات درج ذیل ہیں:

1. آپ ﷺ کے شرحِ صدر، رفعِ بارِ غم اور رفعتِ ذکر کو قرآن حکیم میں یوں بیان کیا گیا ہے:

☆ اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ ○ وَوَضَعْنَا عَنْکَ وِزْرَکَ ○ الَّذِیْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَکَ ○ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ ○ (سورۃ الانشراح، ۱-۴)

"کیا ہم نے آپ کی خاطر آپ کا سینہ (انوارِ علم و حکمت اور معرفت کے لیے) کشادہ نہیں فرما دیا ○ اور ہم نے آپ کا (غمِ اُمت کا وہ) بار آپ سے اتار دیا ○ جو آپ کی پشت (مبارک) پر گراں ہو رہا تھا ○ اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کا ذکر (اپنے ذکر کے ساتھ ملا کر دنیا و آخرت میں ہر جگہ) بلند فرما دیا ○"

2. اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے ہمہ وقت آپ ﷺ پر درود بھیج رہے ہیں۔ ارشاد فرمایا:

☆ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ○ (الاحزاب، 56)

"بے شک اللہ اور اُس کے (سب) فرشتے نبیِ (مکرّم ﷺ) پر درود بھیجتے رہتے ہیں، اے ایمان والو! تم (بھی) اُن پر درود بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو ○"

3. آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے بارے میں فرمایا:

☆ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ○ (النساء، 64)

"اور ہم نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر اس لیے کہ اللہ کے حکم سے اُس کی اطاعت کی جائے اور (اے حبیب!) اگر وہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے اور اللہ سے معافی مانگتے اور رسول (ﷺ) بھی اُن کے لیے مغفرت طلب کرتے تو وہ (اس وسیلہ اور شفاعت کی بناء پر) ضرور اللہ کو توبہ قبول فرمانے والا نہایت مہربان پاتے ○"

4. آپ ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا:

☆ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰی فَمَآ اَرْسَلْنٰکَ عَلَیْهِمْ حَفِیْظًا ○ (النساء، 80)

"جس نے رسول (ﷺ) کا حکم مانا بے شک اُس نے اللہ (ہی) کا حکم مانا اور جس نے روگردانی کی تو ہم نے آپ کو اُن پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا ○"

5. تورات و انجیل میں آپ ﷺ کے تذکرۂ اوصاف کے ضمن میں فرمایا:

☆ اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰةِ وَالْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ وَیُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَیَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ کَانَتْ عَلَیْهِمْ ؕ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ (الاعراف 157)

"(یہ وہ لوگ ہیں) جو اس رسول (ﷺ) کی پیروی کرتے ہیں جو اُمّی (لقب) نبی ہیں (یعنی دنیا میں کسی شخص سے پڑھے بغیر منجانب اللہ لوگوں کو اخبارِ غیب اور معاش و معاد کے علوم و معارف بتاتے ہیں) جن کے اَوصاف و کمالات) کو وہ لوگ اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں، جو انہیں اچھی باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بُری باتوں سے منع فرماتے ہیں اور ان کے لیے پاکیزہ چیزوں کو حلال کرتے ہیں اور ان پر پلید چیزوں کو حرام کرتے ہیں اور اُن سے اُن کے بارِ گراں اور طوقِ (قیود) جو اُن پر (نافرمانیوں کے باعث مسلط) تھے ساقط فرماتے (اور انہیں نعمتِ آزادی سے بہرہ یاب کرتے) ہیں۔ پس جو لوگ اس برگزیدہ رسول (ﷺ) پر ایمان لائیں گے اور ان کی تعظیم و توقیر کریں گے اور ان (کے دین) کی مدد و نصرت کریں گے اور اُس نور کی پیروی کریں گے جو ان کے ساتھ اتارا گیا ہے وہی لوگ ہی فلاح پانے والے ہیں ○"

6. آپ ﷺ کی رِسالت عامہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

☆ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا ۨ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ. (الاعراف 158)

"آپ فرما دیں: اے لوگو! میں تم سب کی طرف اُس اللہ کا رسول (بن کر آیا) ہوں جس کے لیے تمام آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے۔"

7. کفار پر آپ ﷺ کے کنکریاں پھینکنے کے عمل کو اپنی طرف منسوب کرتے ہوئے فرمایا:

☆ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى. (الانفال 17)

"اور (اے حبیبِ محتشم!) جب آپ نے (ان پر سنگ ریزے) مارے تھے (وہ) آپ نے نہیں مارے تھے بلکہ (وہ تو) اللہ نے مارے تھے۔"

8. آپ ﷺ کے اپنی اُمت پر رؤوف و رحیم ہونے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

☆ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○ (التوبہ 128)

"بے شک تمہارے پاس تم میں سے (ایک باعظمت) رسول (ﷺ) تشریف لائے۔ تمہارا تکلیف و مشقت میں پڑنا ان پر سخت گراں (گزرتا) ہے۔ (اے لوگو!) وہ تمہارے لیے (بھلائی اور ہدایت کے) بڑے طالب و آرزو مند رہتے ہیں (اور) مومنوں کے لیے نہایت (ہی) شفیق، بے حد رحم فرمانے والے ہیں ○"

9. اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی عمر مبارک کی یوں قسم کھاتا ہے:

☆ لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ○ (الحجر 72)

"(اے حبیبِ مکرّم!) آپ کی عمر مبارک کی قسم! بے شک یہ لوگ (بھی قومِ لوط کی طرح) اپنی بدمستی میں سرگرداں پھر رہے ہیں ○"

10. اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب ﷺ کا مشقت میں پڑنا گراں گزرا تو فرمایا:

☆ طٰهٰ ○ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ○ (طہٰ 1'2)

"طٰہٰ (اے محبوب مکرم!) ○ ہم نے آپ پر قرآن (اس لیے) نازل نہیں فرمایا کہ آپ مشقت میں پڑ جائیں ○"

11. آپ ﷺ کی شانِ رحمۃ للعالمینی کو درج ذیل آیت میں بیان فرمایا:

☆ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ○ (الانبیاء 107)

"اور (اے رسولِ محتشم!) ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر ○"

12. اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ کے آداب سکھاتے ہوئے فرمایا:

☆ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۭ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ (النور 63)

"(اے مسلمانو!) تم رسول (ﷺ) کے بلانے کو آپس میں ایک دوسرے کو بلانے کی مثل قرار نہ دو (جب رسولِ اکرم ﷺ کو بلانا تمہارے باہمی بلاوے کی مثل نہیں تو خود رسول ﷺ کی ذاتِ گرامی تمہاری مثل کیسے ہو سکتی ہے)، بے شک اللہ ایسے لوگوں کو (خوب) جانتا ہے جو تم میں سے ایک دوسرے کی آڑ میں (دربارِ رسالت ﷺ سے) چپکے سے کھسک جاتے ہیں، پس وہ لوگ ڈریں جو رسول (ﷺ) کے اَمرِ (ادب) کی خلاف ورزی کر رہے ہیں کہ (دنیا میں ہی) انہیں کوئی آفت آ پہنچے گی یا (آخرت میں) ان پر دردناک عذاب آن پڑے گا ○"

13. آپ ﷺ کو تمام ایمان والوں کی جانوں سے زیادہ قریب قرار دیتے ہوئے فرمایا:

☆ اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ. (الاحزاب 6)

"یہ نبی (مکرم ﷺ) مومنوں کے ساتھ ان کی جانوں سے زیادہ قریب اور حق دار ہیں اور آپ (ﷺ) کی اَزواج (مطہرات) ان کی مائیں ہیں۔"

14. اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو شاہد، مبشر، نذیر، داعی اور سراجِ منیر بنا کر بھیجا۔ ارشاد فرمایا:

☆ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ○ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ○ (الاحزاب 45-46)

"اے نبی (مکرّم!) بے شک ہم نے آپ کو (حق اور خلق کا) مشاہدہ کرنے والا اور (حُسنِ آخرت کی) خوش خبری دینے والا اور (عذابِ آخرت کا) ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے ○ اور اُس کے اذن سے اللہ کی طرف دعوت دینے والا اور منور کرنے والا آفتاب (بنا کر بھیجا ہے) ○"

15. آپ ﷺ کی ان بے مثال شانوں کو ایک دوسرے مقام پر یوں بیان فرمایا:

☆ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ○ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ۭ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ○ (الفتح 8-9)

"بے شک ہم نے آپ کو (روزِ قیامت گواہی دینے کے لیے اَعمال و اَحوالِ اُمت کا) مشاہدہ فرمانے والا اور خوش

خبری سنانے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے○ تاکہ (اے لوگو!) تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور ان (کے دین) کی مدد کرو اور ان کی بے حد تعظیم و تکریم کرو اور (ساتھ) اللہ کی صبح و شام تسبیح کرو○"

16. ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی شان بہ طریق نعت یوں بیان فرمائی:

☆ یٰسٓ○ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ○ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ○ (یٰسٓ 1-3)

"یاسین (حقیقی معنی اللہ اور رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں)○ حکمت سے معمور قرآن کی قسم○ بے شک آپ ضرور رسولوں میں سے ہیں○"

17. آپ ﷺ کی بیعت کو اپنی بیعت قرار دیتے ہوئے فرمایا:

☆ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ ط یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ ج فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِهٖ ج وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰهَدَ عَلَیْهُ اللّٰهَ فَسَیُؤْتِیْهِ اَجْرًا عَظِیْمًا○ (الفتح 10)

"اے (حبیب!) بے شک جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں' ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے' پھر جس شخص نے بیعت کو توڑا تو اس کے توڑنے کا وبال اس کی اپنی جان پر ہوگا اور جس نے (اس) بات کو پورا کیا جس (کے پورا کرنے) پر اُس نے اللہ سے عہد کیا تھا تو وہ عنقریب اسے بہت بڑا اَجر عطا فرمائے گا○"

18. آپ ﷺ کی آواز سے اونچی آواز کرنے اور آپ ﷺ کو دوسروں کی مثل پکارنے پر اَعمال کے ضائع ہو جانے کی وعید سناتے ہوئے فرمایا:

☆ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ کَجَهْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ○ (الحجرات 2)

"اے ایمان والو! تم اپنی آوازوں کو نبیِ مکرّم (ﷺ) کی آواز سے بلند مت کیا کرو اور اُن کے ساتھ اس طرح بلند آواز سے بات (بھی) نہ کیا کرو جیسے تم ایک دوسرے سے بلند آواز کے ساتھ کرتے ہو (ایسا نہ ہو) کہ تمہارے سارے اَعمال ہی (ایمان سمیت) غارت ہو جائیں اور تمہیں (ایمان اور اَعمال کے برباد ہو جانے کا) شعور تک بھی نہ ہو○"

19. آپ ﷺ کی آواز سے پست آواز رکھنے کو تقویٰ کا معیار قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

☆ اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰی ط لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ○ (الحجرات 3)

"بے شک جو لوگ رسول (ﷺ) کی بارگاہ میں (ادب و نیاز کے باعث) اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں' یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لیے چُن کر خالص کر لیا ہے' ان ہی کے لیے بخشش ہے اور اَجرِ عظیم ہے○"

20. آپ ﷺ کا واقعۂ معراج بیان کرتے ہوئے فرمایا:

☆ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ط اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ○ (بنی اسرائیل 1)

"وہ ذات (ہر نقص اور کمزوری سے) پاک ہے جو رات کے تھوڑے سے حصہ میں اپنے (محبوب اور مقرّب) بندے کو مسجدِ حرام سے (اس) مسجدِ اقصیٰ تک لے گئی جس کے گرد و نواح کو ہم نے بابرکت بنا دیا ہے تاکہ ہم اس (بندۂ کامل) کو اپنی نشانیاں دکھائیں' بے شک وہی خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ہے○"

21. سورۃ النجم میں آپ ﷺ کے واقعہ معراج کو تفصیلاً نہایت ہی حسین پیرایہ میں بیان کرتے ہوئے فرمایا:

☆ وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی○ مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی○ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی○ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی○ عَلَّمَهٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی○ ذُوْ مِرَّةٍ ط فَاسْتَوٰی○ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی○ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی○ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی○ فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰی○ مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی○ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰی مَا یَرٰی○ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی○ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی○ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰی○ اِذْ یَغْشَی السِّدْرَةَ مَا یَغْشٰی○ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی○ لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْکُبْرٰی○ (سورۃ النجم 1-18)

"قسم ہے روشن ستارے (محمد ﷺ) کی جب وہ (چشم زدن میں شبِ معراج اوپر جا کر) نیچے اُترے○ تمہیں (اپنی) صحبت سے نوازنے والے (یعنی تمہیں اپنے فیضِ صحبت سے صحابی بنانے والے رسول ﷺ) نہ (کبھی) راہ بھولے اور نہ (کبھی) راہ سے بھٹکے○ اور وہ (اپنی) خواہش سے کلام نہیں کرتے○ اُن کا ارشاد سَراسَر وحی ہوتی ہے جو اُنہیں کی جاتی ہے○ ان کو بڑی قوتوں والے (رب) نے (براہِ راست) علم (کامل) سے نوازا○ جو حسنِ مُطلق ہے' پھر اُس (جلوۂ حُسن) نے (اپنے) ظہور کا ارادہ فرمایا○ اور وہ (محمد ﷺ) شبِ معراج عالمِ مکاں کے) سب سے اونچے کنارے پر تھے (یعنی عالمِ خلق کی انتہا پر تھے)○ پھر وہ (ربّ العزت اپنے حبیب محمد ﷺ سے) قریب ہوا پھر اور زیادہ قریب ہوگیا○ پھر (جلوۂ حق اور حبیبِ مکرّم ﷺ میں صِرف) دو کمانوں کی مقدار فاصلہ رہ گیا یا (انتہائی قرب میں) اس سے بھی کم (ہو گیا)○ پس (اُس خاص مقامِ قُرب و وصال پر) اُس (اللہ) نے اپنے عبدِ (محبوب) کی طرف وحی فرمائی جو (بھی) وحی فرمائی○ (اُن کے) دل نے اُس کے خلاف نہیں جانا جو (اُن کی) آنکھوں نے دیکھا○ کیا تم ان سے اس پر جھگڑتے ہو کہ جو انہوں نے دیکھا○ اور بے شک انہوں نے تو اُس (جلوۂ حق) کو دوسری مرتبہ (پھر) دیکھا (اور تم ایک بار دیکھنے پر ہی جھگڑ رہے ہو)○ سِدرۃ المنتہٰی کے قریب○ اسی کے پاس جنت المأویٰ ہے○ جب نورِ حق کی تجلیات سِدرَۃ (المنتہٰی) کو (بھی) ڈھانپ رہی تھیں جو کہ (اس پر) سایہ فگن تھیں○ اور اُن کی آنکھ نہ کسی اور طرف مائل ہوئی اور نہ حد سے بڑھی (جس کو تکنا

تھا اسی پر جمی رہی)○ بے شک انہوں نے (معراج کی شب) اپنے رب کی بڑی نشانیاں دیکھیں○"

22. آپ ﷺ کے خلقِ عظیم کو یوں بیان فرمایا:

☆ وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ○ (سورہ القلم 4)

"اور بے شک آپ عظیم الشان خلق پر قائم ہیں (یعنی آدابِ قرآنی سے مزیّن اور اَخلاقِ اِلٰہیہ سے متصف ہیں)○"

23. آپ ﷺ کے شہر کی قسم کھاتے ہوئے فرمایا:

☆ لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ○ وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ○ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ○ (البلد 1-3)

"میں اس شہر (مکہ) کی قسم کھاتا ہوں○ (اے حبیبِ مکرم!) اس لیے کہ آپ اس شہر میں تشریف فرما ہیں○ (اے حبیبِ مکرم! آپ کے) والد (آدم یا ابراہیم علیہما السلام) کی قسم اور (اُن کی) قسم جن کی ولادت ہوئی○"

24. آپ ﷺ کے چہرۂ انور اور گیسوئے عنبریں کی قسموں اور چند دیگر خصائل کا تذکرہ یوں فرمایا:

☆ وَالضُّحٰى○ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى○ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى○ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى○ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى○ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى○ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى○ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى○ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ○ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ○ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ○ (الضحیٰ 1-11)

"اے حبیبِ مکرم!) قسم ہے چاشت (کی طرح آپ کے چہرۂ انور) کی (جس کی تابانی نے تاریک روحوں کو روشن کر دیا)○ اور (اے حبیبِ مکرم!) قسم ہے سیاہ رات کی (طرح آپ کی زلفِ عنبریں کی) جب وہ (آپ کے رخِ زیبا یا شانوں پر) چھا جائے○ آپ کے رب نے (جب سے آپ کو منتخب فرمایا ہے) آپ کو نہیں چھوڑا اور نہ ہی (جب سے آپ کو محبوب بنایا ہے) ناراض ہوا ہے○ اور بے شک (ہر) بعد کی گھڑی آپ کے لیے پہلی سے بہتر (یعنی باعثِ عظمت و رفعت) ہے○ اور آپ کا رب عنقریب آپ کو (اتنا کچھ) عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے○ (اے حبیب!) کیا اس نے آپ کو یتیم نہیں پایا پھر اس نے (آپ کو معزز و مکرم) ٹھکانا دیا○ اور اس نے آپ کو اپنی محبت میں خود رفتہ و گم پایا تو اس نے مقصود تک پہنچا دیا○ اور اس نے آپ کو (وصالِ حق کا) حاجت مند پایا تو اس نے (اپنی دید کی لذت سے نواز کر ہمیشہ کے لیے ہر طلب سے) بے نیاز کر دیا○ سو آپ بھی کسی یتیم پر سختی نہ فرمائیں○ اور (اپنے در کے) کسی منگتے کو نہ جھڑکیں○ اور اپنے رب کی نعمتوں کا (خوب) تذکرہ کریں○"

25. آپ ﷺ کو خیرِ کثیر عطا کیے جانے کا ذکر یوں فرمایا:

☆ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ○ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ○ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ○ (سورہ کوثر 1-3)

"بے شک ہم نے آپ کو (ہر خیر و فضیلت میں) بے انتہا کثرت بخشی ہے○ پس آپ اپنے رب کے لیے نماز پڑھا کریں اور قربانی دیا کریں (یہ ہدیۂ تشکر ہے)○ بے شک آپ کا دشمن ہی بے نسل اور بے نام و نشاں ہوگا○"

قرآن حکیم کی مذکورہ بالا آیات سے حضور نبی اکرم ﷺ کے شرف و فضیلت اور رِفعت و عظمت کا پہلو اُجاگر ہو رہا ہے، جب کہ نعت کا موضوع بھی یہی قرار پاتا ہے۔ اگر کوئی اِعتراض کرے کہ حضور ﷺ کی نعت پڑھنا اور سننا (معاذ اللہ) ناجائز ہے تو یہ مندرجہ بالا آیات میں بیان کیے گئے مضمون کے انکار کے مترادف ہوگا۔

حضور ﷺ نے خود اپنی نعت سنی

حضور نبی اکرم ﷺ خود محفل نعت منعقد فرماتے اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو فرماتے کہ وہ آپ ﷺ کی مدح میں لکھے ہوئے قصائد پڑھ کر سنائیں۔ ان کے علاوہ بعض دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی حضور ﷺ کی مدح سرائی کا شرف حاصل ہوا۔ اس ضمن میں وارد چند روایات درج ذیل ہیں:

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے نعت سننا

1۔ ام المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں:

☆ کان رسول اللہ ﷺ یضع لحسان منبراً فی المسجد یقوم علیه قائماً یفاخر عن رسول اللہ ﷺ أو قالت: ینافح عن رسول اللہ ﷺ.

"حضور نبی اکرم ﷺ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے لیے مسجد نبوی میں منبر رکھواتے، وہ اس پر کھڑے ہو کر رسول اللہ ﷺ کے متعلق (کفار و مشرکین کے مقابلہ میں) فخریہ شعر پڑھتے یا فرمایا کہ حضور نبی اکرم ﷺ کا دفاع کرتے۔"

حدیث شریف میں وارد لفظ "کَانَ" اس امر کی خبر دیتا ہے کہ یہ واقعہ بار بار ہوا اور یہ آپ ﷺ کا معمول تھا۔ آپ ﷺ ہمیشہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو مسجد نبوی میں منبر پر بلاتے اور وہ حضور ﷺ کی شان میں نعت پڑھتے اور کفار کی ہجو میں لکھا ہوا کلام سناتے۔ اس سے آپ ﷺ کی عظمت و شوکت اور علو مرتبت کا پتہ چلتا ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا آگے بیان کرتی ہیں کہ حضرت حسان آپ ﷺ کی نعت پڑھتے تو آپ ﷺ خوش ہو کر فرماتے:

☆ إن اللہ تعالیٰ یؤیّد حسان بروح القدس ما یفاخر أو ینافح عن رسول اللہ. (ترمذی۔ مسند احمد۔ حاکم المستدرک، ابو یعلی)

"بے شک اللہ تعالیٰ روح القدس کے ذریعے حسان کی مدد فرماتا ہے جب کہ وہ اللہ کے رسول کے متعلق فخریہ اشعار بیان کرتا ہے یا (اشعار کی صورت میں) ان کا دفاع کرتا ہے۔"

2. ام المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

روایت کرتی ہے کہ اُنہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہوئے سنا:

☆ إن روح القدس لا يزال يؤيدك ما نافحت عن الله ورسوله...... هجاهم حسان فشفي واشتفي.

"بے شک روح القدس (جبرئیل امینؑ) تمہاری مدد میں رہتے ہیں، جب تک تم اللہ اور اُس کے رسول کا دفاع کرتے ہو۔..... حسان نے کافروں کی ہجو کی، (مسلمانوں کو) تشفی دی اور خود بھی تشفی پائی۔"

اور سیدنا حسان رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار پڑھے:

هجوت محمداً فأجبت عنه
وعند الله في ذاك الجزاء
هجوت محمداً برًّا تقيا
رسول الله شيمته الوفاء
فإن أبي ووالده وعرضي
لعرض محمد منكم وقاءُ

(مسلم شریف، بیہقی، طبرانی، دیوان حسان بن ثابت)

(تو نے محمد ﷺ کی شان میں گستاخی کی تو میں اس کا جواب دیتا ہوں اور اِس (جواب) پر اللہ کے پاس جزا ہے۔ تو نے اس محمد ﷺ کی شان میں گستاخی کی ہے، جو کہ نیک، پرہیزگار، اللہ کے رسول ہیں، وفا جن کی خصلت ہے۔ پس بے شک میرے والد اور ان کے والد (یعنی میرے دادا) اور میری عزت و آبرو تمہارے مقابلے میں عزت و ناموسِ محمد ﷺ کے دفاع کا ذریعہ ہے۔

3. واقعۂ افک میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ بھی منافقین کے پراپیگنڈے کی وجہ سے غلط فہمی کا شکار ہو گئے لیکن حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ثناء خوانِ مصطفیٰ ﷺ سمجھ کر انہیں معاف کر دیا اور فرمایا: حسان تو وہ ہے کہ جس نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں یہ نعت پڑھی ہے:

فإن أبي ووالده وعرضي
لعرض محمد منكم وقاءُ

(مسلم، بخاری۔ مسند احمد حنبل، نسائی، ابویعلیٰ، حسان بن ثابت)

"پس بے شک میرے والد اور ان کے والد (یعنی میرے دادا) اور میری عزت و آبرو (اے کفار!) تمہارے مقابلے میں عزت و ناموسِ محمد ﷺ کے دفاع کا ذریعہ ہیں۔"

4. حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں، کیا آپ نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

☆ يا حسان! أجب عن رسول الله ﷺ، اللهم أيده بروح القدس.

"اے حسان! اللہ کے رسول کی طرف سے دفاع کرتے ہوئے (کفار کو) جواب دو، اے اللہ! اس کی روح الامین کے ذریعے مدد فرما۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ہاں، میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔ (بخاری، مسلم، نسائی، ابویعلیٰ، بیہقی، طبرانی)

5. حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ بے شک حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

☆ اهجهم أو قال: هاجهم وجبريل معك.

(بخاری شریف)

"اے حسان! جو لوگ میرے گستاخ اور بے ادب ہیں تم (نعت میں) اُن کی ہجو اور گستاخانہ کلمات کا جواب دو۔ (اس کام میں) جبرائیل بھی تمہارے مددگار ہیں۔"

اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کتنی دیر اپنا حمدیہ اور نعتیہ کلام بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہو کر تاجدارِ کائنات ﷺ کو سناتے رہے اور آپ ﷺ کو راحت پہنچاتے رہے۔

حضرت اسود بن سریع رضی اللہ عنہ سے نعت سننا

حضرت اسود بن سریع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا:

☆ يا رسول الله! إني قد مدحت الله بمدحة ومدحتك بأخرى.

"یا رسول اللہ! بے شک میں نے ایک قصیدہ میں اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی ہے اور دوسرے قصیدہ میں آپ کی نعت بیان کی ہے۔"

اس پر حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

☆ هات وابدأ بمدحة الله. (مسند احمد، طبرانی، بیہقی)

"آؤ اور اللہ تعالیٰ کی حمد سے ابتداء کرو۔"

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سے نعت سننا

1. حضرت ہیثم بن ابی سنان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وعظ میں رسول اکرم ﷺ کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرما رہے تھے کہ تمہارا بھائی عبداللہ بن رواحہ بالکل لغویات نہیں کہتا۔ پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے درج ذیل اشعار بیان کیے:

وفينا رسول الله يتلو كتابه
إذا انشق معروف من الفجر ساطع
أرانا الهدى بعد العمى فقلوبنا
به موقنات أن ما قال واقع
يبيت يجافي جنبه عن فراشه
إذا استثقلت بالمشركين المضاجع

(بخاری شریف)

اور ہمارے درمیان اللہ کے رسول ہیں جو کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں، جب کہ فجر طلوع ہوتی ہے۔ انہوں نے ہمیں ہدایت کا راستہ دکھایا اس کے بعد کہ ہم جہالت کی تاریکی میں تھے، چنانچہ ہمارے دل یقین کرتے ہیں کہ جو کچھ آپ نے کہا وہ ہو کر رہے گا۔ آپ ﷺ اس حال میں رات گزارتے ہیں کہ بستر سے آپ ﷺ کا پہلو جدا ہوتا ہے، جب کہ مشرکین کے بستر ان کی وجہ سے

بوجھل ہوتے ہیں یعنی ان کی نیندیں اڑ جاتی ہیں۔"

2. حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب حضور نبی اکرم ﷺ عمرۂ قضاء کے موقع پر مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو عبداللہ بن رواحہ آپ ﷺ کے آگے آگے چلتے ہوئے بلند آواز سے کہہ رہے تھے:

خلّوا بني الكفار عن سبيله
اليوم نضربكم على تنزيله
ضربا يزيل الهام عن مقيله
ويذهل الخليل عن خليله

"اے اولادِ کفار! آپ ﷺ کا راستہ چھوڑ دو، آج ہم تمہیں حکمِ قرآن کی مار ماریں گے۔ ایسی مار جو کھوپڑی کو اپنی جگہ سے دور کر دے گی اور دوست کو دوست سے جدا کر دے گی۔"

اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا:

☆ يا ابن رواحة! بين يدي رسول الله ﷺ وفي حرم الله تقول الشّعر؟

"اے ابن رواحہ! تم حضور ﷺ کے سامنے اور اللہ کے حرم میں شعر کہہ رہے ہو؟"

حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سوال سنا تو اُن سے فرمایا:

☆ خل عنه يا عمر! فلهي أسرع فيهم من نضح النبل. (ترمذی۔نسائی)

"اے عمر! اسے کہنے دو، یہ اشعار ان کفار (کے دلوں) پر تیر برسانے سے بھی زیادہ تیز ہیں۔"

حضرت عمار بن اَکوع رضی اللہ عنہ سے مجمع عام میں نعتیہ اَشعار سننا

حضرت سلمہ بن اَکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک رات ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ خیبر کی طرف جارہے تھے۔ قافلہ میں سے کسی شخص نے میرے بھائی عامر بن اَکوع سے کہا کہ آج آپ ہمیں اپنا کوئی کلام سنائیں۔ وہ اونٹ سے اُترے اور یہ شعر پڑھنے لگے:

اللّهم! لو لا أنت ما اهتدينا
ولا تصدّقنا ولا صلّينا
فاغفر فداء لک ما اتّقينا
وثبّت الأقدام إن لاقينا

(اے ہمارے پروردگار! اگر تو (اپنا محبوب ہمارے درمیان بھیج کر) ہمارے شاملِ حال نہ ہوتا تو ہم ہرگز ہدایت پا سکتے نہ ہم صدقہ وخیرات کرتے اور نہ نماز قائم کر سکتے۔ میں تجھ پر فدا! تو ہماری خطائیں معاف فرما جب تک ہم تقوی اِختیار کیے ہوئے ہیں اور جب دشمن سے ہمارا سامنا ہو تو ہمیں ثابت قدمی عطا فرما۔"

یہ سن کر حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

☆ من هذا السائق؟

"یہ اونٹنی چلانے والا (اور میری نعت کہنے والا) کون ہے؟"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ عامر بن اَکوع ہیں۔ حضور ﷺ نے خوش ہو کر دعا دیتے ہوئے فرمایا:

☆ يرحمه الله. (بخاری ومسلم، بیہقی، طبرانی)

"اللہ تعالی اُس پر رحمت نازل فرمائے۔"

یہ حضور ﷺ کی سنتِ مبارکہ ہے کہ آپ ﷺ نعت سن کر اپنے ثناء خواں کے حق میں دعا کرتے اور انہیں اپنی توجہات اور فیوضات سے مالا مال کرتے۔

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے نعت سننا

حضرت خریم بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کی غزوۂ تبوک سے واپسی پر حاضر ہو کر اسلام قبول کیا تو میں نے عباس بن عبدالمطلب کو یہ کہتے ہوئے سنا: یا رسول اللہ! میں آپ کی مدح کرنا چاہتا ہوں۔ اُن کے اظہارِ خواہش پر حضور ﷺ نے فرمایا:

☆ قل، لا يفضض الله فاک.

"کہیں، اللہ تعالی آپ کے منہ کی مہر نہ توڑے (یعنی آپ کے دانت سلامت رہیں)۔"

❁ پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی شانِ اَقدس میں درج ذیل نعتیہ اَشعار کہے:

من قبلها طبت في الظلال وفي
مستودع حيث يخصف الورق

(جب حضرت آدم علیہ السلام (اور حضرت حوا علیہا السلام) اپنے اپنے جسموں کو (جنت میں) پتوں سے ڈھانپ رہے تھے۔ اُس وقت سے بھی بہت پہلے آپ ﷺ جنت کے سایوں اور اپنی والدہ ماجدہ کے رحم میں بھی پاکیزہ تھے۔)

ثم هبطت البلاد لا بشر
أنت ولا مضغة ولا علق

(اُن کے جنت سے زمین پر اتارے جانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اُن کے ہمراہ زمین پر تشریف لے آئے جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ تو قبل ازیں بشری صورت میں تھے اور نہ ہی گوشت اور علق کی حالت میں۔)

بل نطفة تركب السفين وقد
ألجم نسرا وأهله الغرق

(بلکہ حضرت نوح علیہ السلام کی مبارک پشت میں ایک تولیدی قطرہ کی حالت میں کشتی میں سوار تھے جب (دریا کے) غرق نے نسر (بت) اور اس کی پرستش کرنے والوں کو لگام دی تھی (یعنی طوفان کے باعث منکرینِ نوح غرق ہوگئے تھے)۔

تنقل من صالب إلى رحم
إذا مضى عالم بدا طبق

(آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقدس اَصلاب سے پاکیزہ اَرحام کی جانب منتقل ہوتے رہے۔ جب ایک دور گزرتا تو دوسرا شروع ہو جاتا)۔

حتى احتوى بيتک المهين من
خندف علياء تحتها النطق

(یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک شرف جو آپ کے فضل پر گواہ ہے قبیلہ خندف

(قریش) کے نسب کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوا (جب کہ دوسرے تمام لوگ آپ کے اس مقام سے نیچے ہیں)۔

وأنت لما ولدت أشرقت الأ
رض وضائت بنورک الأفق

(اور جب آپ (سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی گود میں) بزم آرائے جہاں ہوئے تو آپ کی تشریف آوری کے باعث زمین پُر نور ہوگئی اور فضائیں جگمگا اُٹھیں۔)

فنحن فی ذلک الضیاء وفی
النور وسبل الرشاد نخترق

(مجمع الزوائد، المستدرک)

(ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ضیاء پاشی اور نورانیت کے صدقے ہی تو راہِ ہدایت پر گامزن ہیں۔)

حضرت کعب سے نعت سننا اور آپ ﷺ کا اُنہیں چادر عطا فرمانا

محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں: کعب بن زہیر بن ابوسلمٰی بھاگ کر مدینہ منورہ آئے تو قبیلہ جہینہ کے ایک شناسا شخص کے پاس رات ٹھہرے، نمازِ فجر کے وقت وہ انہیں حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں لے گئے تو انہوں نے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی۔ کسی نے انہیں بتایا کہ وہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ پس تو ان کے پاس جا کر اَمان طلب کر۔ وہ آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گئے اور اپنے ہاتھ کو آپ ﷺ کے ہاتھ میں دے دیا۔ پھر عرض کیا: یا رسول اللہ! بے شک کعب بن زہیر تائب اور مسلمان ہو کر آپ سے امان طلب کرنے آیا ہے، اگر میں اسے آپ کے حاضر خدمت کروں تو کیا آپ اس کی معافی قبول فرمائیں گے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں، تو اس نے عرض کیا کہ میں ہی کعب بن زہیر ہوں۔ یہ سنتے ہی ایک انصاری شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے حکم دیجیے کہ میں اس دشمن خدا کی گردن اتار دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو، بے شک وہ اپنی (گزشتہ) حالت سے تائب ہو کر اور چھٹکارا پا کر آیا ہے۔ پھر انہوں نے قصیدہ بانت سعاد پڑھا:

بانت سعاد فقلبی الیوم متبول
متیم أثرها لم یفد مکبول

(معشوقہ کی جدائی میں میرا دل بیمار ہے، ذلیل و غلام بنا ہوا اس کے ساتھ ساتھ ہے جو فدیہ دے کر چھوٹ نہ سکا۔)

اس قصیدہ میں انہوں نے یہ شعر بھی پڑھا:

أنبئت أن رسول اللّٰہ أوعدنی
والعفو عند رسول اللّٰہ مأمول

(مجھے خبر دی گئی کہ بے شک رسول اللہ نے میرے لیے وعید فرمائی ہے، حالانکہ رسول اللہ سے عفو و درگزر کی امید کی جاتی ہے۔)

پھر انہوں نے یہ شعر بھی پڑھا:

إن الرسول لنور یستضاء بہ
وصارم من سیوف اللّٰہ مسلول

(بے شک یہ رسول نور ہیں جن سے روشنی اَخذ کی جاتی ہے اور اللہ کی شمشیروں میں سے برہنہ شمشیر ہیں۔)

ابن قانع بغدادی (م ۳۵۱ھ) روایت کرتے ہیں کہ کعب نے یہ شعر پڑھا تو حضور ﷺ نے انہیں چادر عنایت فرمائی:

☆ فکساہ النبی ﷺ بردۃ لہ، فاشتراھا معاویۃ من ولدہ بمال، فھی البردۃ التی تلبسھا الخلفاء فی الأعیاد. (ابن قانع، معجم الصحابۃ، ابن جوزی، الوفا باحوال المصطفیٰ ﷺ)

''حضور نبی اکرم ﷺ نے انہیں چادر مبارک عطا فرمائی جسے معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کی اولاد سے مال کے بدلہ خرید لیا، یہی وہ چادر تھی جسے خلفاء عیدوں کے موقع پر پہنتے تھے۔''

(حاکم، المستدرک علی الصحیحین، طبرانی، المعجم الکبیر، بیہقی، السنن الکبریٰ، ابن اسحاق، السیرۃ النبویۃ، ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ہیثمی، مجمع الزوائد ومنبع، ابن کثیر، البدایۃ والنھایۃ)

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ نعت سن کر نعت خواں کو نذرانہ کے طور پر کچھ دینا حضور ﷺ کی سنت مبارکہ ہے۔

حضرت نابغہ جعدی رضی اللہ عنہ سے نعت سننا

حضرت نابغہ جعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر دو سو (۲۰۰) اشعار پر مشتمل طویل قصیدہ پڑھا۔ جب انہوں نے درج ذیل اشعار پڑھے:

ولا خیر فی حلم إذا لم یکن لہ
بوادر تحمی صفوہ أن یکدرا
ولا خیر فی جھل إذا لم یکن لہ
حلیم إذا ما أورد الأمر أصدرا

(اس حلم میں کوئی خیر نہیں جب تک کہ اس کے ساتھ غصہ کی گرمی نہ ہو جو اس کے صاف ہونے کو گدلا ہونے سے بچائے اور اس جہالت میں کوئی خیر نہیں جب تک کہ اس کے ساتھ کوئی حلم والا نہ ہو جو کوئی معاملہ پیش آنے پر (اس سے) روکے۔

تو حضور نبی اکرم ﷺ نے اُسے دعا دیتے ہوئے فرمایا:

☆ لایفضض اللہ فاک.

''اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کی مہر نہ توڑے (یعنی تمہارے دانت سلامت رہیں)۔''

راوی بیان کرتے ہیں:

☆ وکان من أحسن الناس ثغراً، وکان إذا سقطت لہ سن نبتت.

''ان کے دانت سب لوگوں سے اچھے تھے اور جب اُن کا کوئی دانت گرتا تو اس کی جگہ دوسرا نکل آتا۔''

(حارث، المسند، ہیثمی، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، ابن حیان، طبقات المحدثین باصبھان، ابن عبد البر، الاستیعاب فی معرفۃ الأصحاب، ابن جوزی، الوفا باحوال المصطفیٰ ﷺ، ابن اثیر، أسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، عسقلانی، الإصابۃ فی تمییز الصحابۃ)

اس حدیث شریف میں حضرت نابغہ جعدی رضی اللہ عنہ نے کنایہ میں حضور نبی اکرم ﷺ کی نعت بیان کی ہے۔ پہلے مصرعہ میں آپ ﷺ کے ''حلم اور جلالت'' کو ملانے کا مطلب ہے کہ حضور ﷺ سراپا حلم ہیں اور وہ ڈھال بن کر پیکرِ حلم و وقار ﷺ کے وفادار رہیں گے، جب کہ دوسرے مصرع میں ''جہالت کو حلم والے کے

ساتھ" ملا کر اپنی تواضع اور انکساری کا اظہار کرتے ہوئے اپنے آپ کو حضور ﷺ کے ساتھ ملایا ہے کہ آپ ﷺ ہی اسے ہر قسم کی آفات اور مصائب و آلام سے بچا سکتے ہیں۔ اس طرح انہوں نے کنایتاً آپ ﷺ کی مدح سرائی کی ہے جس سے خوش ہو کر آپ ﷺ نے اسے دعا دی۔

انصار کی بچیوں کی دف پر نعت خوانی

حضور نبی اکرم ﷺ جب مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو انصار مدینہ کی بچیوں نے آپ ﷺ کی آمد کے موقع پر دف بجا کر ایک قصیدہ گایا جس کے درج ذیل اشعار شہرتِ دوام پا گئے ہیں:

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا
مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا
مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعٍ
اَيُّهَا الْمَبْعُوْثُ فِيْنَا
جِئْتَ بِالْأَمْرِ الْمُطَاعِ

(ابن ابی حاتم رازی، الثقات۔ ابن عبدالبر، التمہید لما فی الموطأ من المعانی والاسانید۔ أبو عبید أندلسی، معجم ما استعجم من أسماء البلاد والمواضع۔ محب طبری، الریاض النضرة فی مناقب العشرة۔ بیہقی، دلائل النبوة ومعرفة أحوال صاحب الشریعة۔ ابن کثیر، البدایة والنهایة۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری۔ قسطلانی، المواهب اللدنیة بالمنح المحمدیة۔ زرقانی، شرح المواهب اللدنیة بالمنح المحمدیة۔ أحمد بن زینی دحلان، السیرة النبویة)

(ہم پر وداع کی چوٹیوں سے چودھویں رات کا چاند طلوع ہوا، جب تک لوگ اللہ کو پکارتے رہیں گے ہم پر اس کا شکر واجب ہے۔ اے ہم میں مبعوث ہونے والے نبی! آپ ایسے امر کے ساتھ تشریف لائے ہیں جس کی اطاعت کی جائے گی)

امام بوصیریؒ کو قصیدہ لکھنے پر بارگاہِ مصطفی ﷺ سے چادر اور شفایابی کا تحفہ عطا ہوا

صاحب "قصیدہ بردہ" امام شرف الدین بوصیری (608-696ھ) کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ وہ اپنے زمانے کے متبحر عالمِ دین، شاعر اور شہرۂ آفاق ادیب تھے۔ اللہ رب العزت نے آپ کو بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا تھا جن کی بناء پر اُمراء و سلاطین وقت آپ کی بہت قدر کرتے تھے۔ ایک روز جا رہے تھے کہ سرِ راہ ایک نیک بندۂ خدا سے آپ کی ملاقات ہوگئی، انہوں نے آپ سے پوچھا: بوصیری! کیا تمہیں کبھی خواب میں حضور نبی اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی ہے؟ آپ نے اس کا جواب نفی میں دیا لیکن اس بات نے ان کی کایا پلٹ دی اور دل میں حضور نبی اکرم ﷺ سے عشق و محبت کا جذبہ اس قدر شدت اختیار کر گیا کہ ہر وقت آپ ﷺ کے خیال میں مستغرق رہنے لگے۔ اسی دوران میں آپ نے چند نعتیہ اشعار بھی کہے۔

پھر اچانک ان پر فالج کا حملہ ہوا جس سے ان کا آدھا جسم بیکار ہوگیا، وہ عرصہ دراز تک اس عارضہ میں مبتلا رہے اور کوئی علاج کارگر نہ ہوا۔ اس مصیبت و پریشانی کے عالم میں امام بوصیریؒ کے دل میں خیال گزرا کہ اس سے پہلے تو دنیاوی حاکموں اور بادشاہوں کی قصیدہ گوئی کرتا رہا ہوں کیوں نہ آقائے دو جہاں ﷺ کی مدح میں ایک قصیدہ لکھ کر اپنی اس مرضِ لادوا کے لیے شفا طلب کروں؟ چنانچہ اس بیماری کی حالت میں قصیدہ لکھا۔ رات کو سوئے تو مقدر بیدار ہوگیا اور خواب میں حضور نبی اکرم ﷺ کی زیارت سے شرف یاب ہوئے۔ عالم خواب میں پورا قصیدہ آقائے کائنات ﷺ کو پڑھ کر سنایا۔ امام بوصیری کے اس کلام سے آپ ﷺ اس درجہ خوش ہوئے کہ اپنی چادر مبارک ان پر ڈالی اور اپنا دستِ شفاء پھیرا جس سے دیرینہ بیماری کے اثرات جاتے رہے اور وہ فوراً تندرست ہوگئے۔ اگلی صبح جب آپ اپنے گھر سے نکلے تو سب سے پہلے جس شخص سے آپ کی ملاقات ہوئی وہ اس زمانے کے مشہور بزرگ حضرت شیخ ابوالرجاء تھے۔ انہوں نے امام بوصیریؒ کو روکا اور درخواست کی کہ وہ قصیدہ جو انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کی مدح میں لکھا ہے انہیں بھی سنائیں۔ امام بوصیریؒ نے پوچھا کہ کون سا قصیدہ؟ انہوں نے کہا: وہی قصیدہ جس کا آغاز اس شعر سے ہوتا ہے:

أمن تذكر جيران بذي سلم
مزجت دمعا جرى من مقلة بدم

(کیا تو نے ذی سلم کے پڑوسیوں کو یاد کرنے کی وجہ سے گوشۂ چشم سے بہنے والے آنسو کو خون سے ملا دیا ہے؟)

آپ کو تعجب ہوا اور پوچھا کہ اس کا تذکرہ تو میں نے ابھی تک کسی سے نہیں کیا، پھر آپ کو کیسے پتہ چلا؟ انہوں نے فرمایا کہ خدا کی قسم جب آپ یہ قصیدہ آقائے دو جہاں ﷺ کو سنا رہے تھے اور آپ ﷺ خوشی کا اظہار فرما رہے تھے تو میں بھی اسی مجلس میں ہمہ تن گوش اسے سن رہا تھا۔ اس کے بعد یہ واقعہ مشہور ہوگیا اور اس قصیدہ کو وہ شہرتِ دوام ملی کہ آج تک اس کا تذکرہ زبان زدِ خاص و عام ہے اور اس سے حصولِ برکات کا سلسلہ جاری ہے۔

قصیدہ بردہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے امام بوصیریؒ سے خوش ہو کر اپنی چادر مبارک ان کے بیمار جسم پر ڈالی اور اپنا دست شفاء پھیرا جس کی برکت سے وہ فوراً شفایاب ہوگئے۔ لہٰذا اس چادرِ مصطفی ﷺ کی نسبت سے اس قصیدہ کا نام "قصیدہ بردہ" مشہور ہوا۔ (خرپوتی، عصیدة الشهدة قصيدة لبردة)

حضور ﷺ کے ثناء خواں صحابہ کرام ؓ کی فہرست

بہت سے جلیل القدر صحابہ کرام ؓ کو حضور نبی اکرم ﷺ کی نعت گوئی اور نعت خوانی کا شرف حاصل ہوا۔ امام التابعین محمد ابن سیرین (م ۱۱۰ھ) عہدِ نبوی کے نعت گو شعراء میں سے چند کا ذکر یوں کرتے ہیں:

☆ كان شعراء النبي ﷺ: حسان بن ثابت، وكعب بن مالك، وعبدالله بن رواحة، فكان كعب بن مالك يخوّفهم الحرب، وكان حسان يقبل على الأنساب، وكان عبدالله بن رواحة يعيّرهم بالكفر. (ابن أثير، أسد الغابة في معرفة الصحابة)

''حضرت حسان بن ثابت، کعب بن مالک اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کا شمار حضور نبی اکرم ﷺ کے شعراء میں ہوتا تھا۔ پس حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ دشمنانِ رسول کو جنگ سے ڈراتے اور حضرات حسان رضی اللہ عنہ اُن کے نسب پر طعن زنی کرتے اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ انہیں کفر کا (طعنہ دے کر) شرم دلاتے تھے۔''

علامہ ابن جوزی (510-597ھ) نے بھی شاعر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے چند کا ذکر کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

☆ وقد أنشده جماعة، منهم العباس و عبدالله بن رواحة، وحسّان، وضمار، وأسد بن زنيم، وعائشة، في خَلْق كثير قد ذكرتهم في كتاب الأشعار. (ابن جوزی، الوفا باحوال المصطفیٰ ﷺ)

''بہت سے لوگوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو (نعتیہ) اشعار سنائے، جن میں حضرت عباس، حضرت عبداللہ بن رواحہ، حضرت حسان، حضرت ضمار، حضرت اَسد بن زنیم، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور بہت سے دیگر صحابہ شامل ہیں جو شاعری کے دیوان میں مذکور ہیں۔''

احادیث اور کتبِ تاریخ میں جن ثناء خوانِ مصطفیٰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اَسمائے گرامی ملتے ہیں۔ وہ ذیل میں درج کیے جا رہے ہیں۔

1. حضور ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ (م32ھ)
2. حضور ﷺ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ۔ (م3ھ)
3. حضور ﷺ کے چچا حضرت ابوطالب (م10 نبوی)
4. حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ (م13ھ)
5. حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔ (م23ھ)
6. حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ۔ (م35ھ)
7. حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم۔ (م40ھ)
8. اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا (م85ھ)
9. سیدۂ کائنات فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا۔ (م11ھ)
10. سیدہ صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا۔ (م20ھ)
11. شیما بنت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا۔
12. حضرت ابوسفیان بن الحارث (ابن عم النبی ﷺ)
13. حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ (م8ھ)
14. حضرت کعب بن مالک الانصاری رضی اللہ عنہ (م51ھ)
15. حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ (م40ھ)
16. حضرت زہیر بن صُرد الجشمی رضی اللہ عنہ۔
17. حضرت عباس بن مرداس السلمی رضی اللہ عنہ۔
18. حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ (صاحب قصیدہ بانت سعاد)
19. حضرت عبداللہ بن الزِّبَعْرٰی رضی اللہ عنہ
20. حضرت ابوعزہ الجمحی رضی اللہ عنہ
21. حضرت قتیلہ بنت الحارث القرشیہ رضی اللہ عنہا
22. حضرت مالک بن نمط الہمدانی رضی اللہ عنہ
23. حضرت انس بن زنیم رضی اللہ عنہ (اناس بن زنیم)
24. حضرت اُسید بن سلمہ السلمی رضی اللہ عنہ
39. حضرت سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ
40. حضرت اَسود بن سریع رضی اللہ عنہ
41. حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ
42. حضرت اُم معبد عاتکہ بن خالد الخزاعی رضی اللہ عنہا۔
43. دخترانِ مدینہ
44. حبشی وفد
45. حضرت عمرو جنّی (جن صحابی)

یہ تمام ہستیاں حضور نبی اکرم ﷺ کی مدح سرائی نہ صرف شعر گوئی کی صورت میں کرتی تھیں بلکہ مجلس کی صورت میں نعت خوانی کرتی تھیں۔ آج دنیا میں جہاں بھی محافلِ نعت منعقد ہوتی ہیں وہاں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اور دیگر نعت خوان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کلام بھی بہ طور تبرک پڑھا جاتا ہے۔

خلاصہ بحث یہ ہے کہ ممدوحِ خالقِ کائنات رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی مدح خوانی کرنا، آپ ﷺ کی نعت پڑھنا، سننا اور محافلِ نعت منعقد کرنا قرآن وسنت کے عین مطابق جائز اور مطلوب اَمر ہے۔ شعراء صحابہ کی کثیر تعداد سے واضح ہے کہ نعت گوئی اور نعت خوانی ان کے معمولات میں شامل تھی۔ اسی طرح ہم جب محفلِ میلاد منعقد کرتے ہیں تو انہی جلیل القدر صحابہ و اکابرینِ اُمت کی سنت پر عمل کرتے ہیں۔ یہ عمل قرونِ اُولیٰ سے لے کر آج تک جاری ہے جو ایک سچے اور کامل مومن کی نشانی ہے۔ (کتاب میلادالنبی)

کلامِ اقبالؒ

۱ بہر دہلیز تو از ہندوستان آوردہ ام
سجدہ شوقے کہ خوں گردید در سیمائے من

۲ تیغ ''لا'' در پنجۂ ایں کافرِ دیرینہ دہ
باز بنگر در جہاں ہنگامۂ اِلّائے من

۳ گردشے باید کہ گردوں از ضمیرِ روزگار
دوشِ من باز آرد اندر کسوتِ فردائے من

۴ از سپہر بارگاہت یک جہاں وافر نصیب
جلوۂ داری دریغ از وادیٔ سینائے من

۱۔ آقا پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہندوستان سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک در پر ادا کرنے کے لیے ایسا سجدہ شوق لایا ہوں جو میرے دِل میں خون بن کر رہ گیا تھا۔ ۲۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اس دیرینہ کافر (اقبالؒ) کے ہاتھ میں ''لا'' کی تلوار دے دیجیے پھر دنیا میں میرے ''اِلّا'' کے ہنگامے کو ملاحظہ فرمائیں یعنی میرے دِل پر ''لا'' کی تلوار چلا کر تمام خواہشات نفس اور غیر حقیقی معبودوں کا خاتمہ کر دیں اس کے بعد دنیا میں میرا اللہ تعالیٰ کے نظام کو قائم کرنا دیکھ لیجیے گا۔ ۳۔ میں ایک ایسی گزارش لے کر حاضر ہوا ہوں کہ جس سے تقدیر میرے گزرے ہوئے زمانہ کو پھر سے میرے آنے والے زمانہ کے لباس میں لے آئے۔ ۴۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا تو غائب اور مخفی ہے میں اس سے در پردہ عرض کر رہا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو میرے سامنے ہیں اس لیے دل کھول کر حال بیان کر رہا ہوں۔

(پیامِ مشرق)



خادم سلطان الفقر سلطان محمد نجیب الرحمٰن سروری قادری

فقر کے لغوی معنی تو احتیاج اور تنگدستی کے ہیں لیکن عارفین کے نزدیک فقر سے مراد وہ منزلِ حیات ہے جس کے متعلق سرکارِ دوعالم ﷺ نے فرمایا:

❁ اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ ○

"ترجمہ: فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے"۔

❁ اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَ بِہٖ اَفْتَخِرُ عَلٰی سَائِرِ الْاَ نْبِیَآءِ ○

"ترجمہ: فقر میرا فخر ہے اور فقر ہی کی بدولت مجھے تمام انبیاء کرامؑ پر فضیلت حاصل ہے۔

❁ اَلْفَقْرُ کَنْزٌ مِن کُنُوْزِ اللّٰہِ تَعَالٰی ○

"ترجمہ: فقر اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے"۔

فقر وہ مرتبہ ہے جہاں پر انسان ہر قسم کی حاجات سے بے نیاز ہو جاتا ہے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اس کے مدِ نظر رہتی ہے اس لئے ہر حال میں تقدیرِ الٰہی سے موافقت اختیار کئے رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قرب کے سوا نہ وہ اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگتا ہے اور نہ اللہ تعالیٰ کے غیر سے کچھ مطلب رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی منشاء و رضا میں مداخلت کو گناہ سمجھتا ہے اس لئے قرب و حضور کے علاوہ کسی بھی قسم کی دُعا اللہ تعالیٰ سے نہیں مانگتا۔

● "سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُوؒ فقر کے بارے میں فرماتے ہیں:"

☆ "فقر" عین ذات پاک" ہے۔

☆ فقر عطائے الٰہی ہے اللہ جسے چاہے بخش دے"۔ (عین الفقر)

☆ فقر دراصل دیدارِ الٰہی کا علم ہے۔

☆ جو شخص اللہ اور اس کا دیدار چاہتا ہے وہ فقر اختیار کرے۔ (عین الفقر)

☆ فقر سرِّ الٰہی ہے۔

☆ میں علم دیدارِ الٰہی کا عالم ہوں مجھے نور ہی نور دکھائی دیتا ہے مجھے علم دیدار کے سوا اور کوئی علم، ذکر، فکر اور مراقبہ معلوم نہیں اور نہ ہی پڑھتا ہوں کیونکہ تمام علوم علم دیدار کی خاطر ہیں جو مجھے حاصل ہے۔ (امیر الکونین)

☆ میں دیدار کا علم جانتا ہوں اور پڑھتا ہوں مجھے یہ مراتب جناب سرورِ کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور پنجتن پاک رضی اللہ عنہم کی رفاقت سے نصیب ہوئے ہیں۔ (امیر الکونین)

☆ تمام پیغمبروں نے فقر کے مرتبے کی التجا کی۔ لیکن نہیں ملا صرف سرورِ کائنات ﷺ کو حاصل ہوا جو آنحضرتؐ نے اپنی امت کے سپرد کیا یہ فقر محمدیؐ محض فیض ہے۔ (امیر الکونین)

● "علامہ اقبالؒ فقر کے بارے میں فرماتے ہیں:"

کسے خبر کہ ہزاروں مقام رکھتا ہے
وہ فقر جس میں ہے بے پردہ "روحِ قرآنی"
خودی کو جب نظر آتی ہے قاہری اپنی
یہی مقام ہے کہتے ہیں جس کو "سلطانی"
یہی مقام ہے مومن کی قوتوں کا عیار
اسی مقام سے آدم ہے "ظلِ سبحانی"

"فقر دراصل ان لوگوں کا ازلی نصیبہ ہے جو "روزِ الست" دنیا و عقبیٰ کی تمام نعمتوں کو ٹھکرا کر اپنے مولیٰ کی طرف متوجہ رہے اور کائنات کی تمام لذتیں ان کے پائے استقامت میں لغزش پیدا نہ کرسکیں۔ اس واقعہ کو "سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُوؒ نے (شمس العارفین اور کلید التوحید) یوں بیان فرمایا ہے"۔

❁ جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ "کن فیکون" کا راز بیان کرے تو فرمایا:-

❁ كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِاُعْرَفَ ۔o

✲ ترجمہ: میں ایک مخفی و پوشیدہ خزانہ تھا مجھے شوق ہوا کہ میری پہچان ہو پس میں نے اپنی پہچان کے لئے مخلوق کو پیدا کیا۔

(اللہ تعالیٰ نے) اس مقصد کے پہلے بائیں طرف قہر جلالیت کی نظر سے دیکھا جس سے نار شیطانی پیدا ہوگئی پھر دائیں طرف لطف وکرم جمعیت و رحمت اور شفقت و التفات کی نظر سے دیکھا تو آفتاب سے روشن تر نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوگیا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ''کن'' فرمایا اور تمام مخلوقات کی ارواح پیدا ہوگئیں اور اپنے مراتب کے لحاظ سے جماعتیں اور صفیں بنا کر اپنی اپنی جگہ پر ادب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے روبرو اس کے حکم کے انتظار میں کھڑی ہوگئیں۔

☆ اس موقع پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:۔

☆ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ (سورۃ اعراف)

اس سوال پر تمام ارواح نے جواباً کہا!

☆ قَالُوْا بَلٰى ہاں بے شک تو ہی ہمارا رب ہے۔ (سورۃ اعراف)

اس اقرار بے ساختہ پر بعض ارواح تو بے حد پریشان ہوئیں (کہ ہم نے ہاں کیوں کہہ دیا) یہ کافروں مشرکوں، منافقوں اور کاذبوں کی ارواح تھیں۔ اور بعض ارواح آوازِ الست پر بلیٰ کا اقرار کر کے بے حد خوش و فرحاں تھیں پھر اللہ تعالیٰ نے (اس روزِ میثاق) تمام ارواح سے کہا !اے روحو آج مانگ لو مجھ سے جو تمہارے جی میں آئے تم جو مانگو گے میں عطا کروں گا۔ اس پر تمام ارواح نے کہا!

✲ اے ہمارے رب ہم تجھی سے تجھ کو ہی مانگتے (طلب کرتے) ہیں۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے اُن کے سامنے بائیں ہاتھ پر دنیا کی ساری زینت اور خزانے روحوں کے سامنے پیش کیے تو سب سے پہلے شیطان مردود نفس امارہ کے ساتھ دنیا میں داخل ہو گیا۔ شیطان نے اس زیب و زینت بھری دنیا اور اس کی پر کشش رعنائیوں میں کھو کر چوبیس بانگیں دیں (یا آپ کہہ سکتے ہیں کہ ارواح کو لذتِ دنیا کی طرف متوجہ کرنے کے لئے دنیا میں لذت کے چوبیس شعبہ جات تخلیق کیے) ان چوبیس بانگوں کو سن کر 9 حصہ ارواح شیطان کی پیروی میں دنیا میں داخل ہوگئیں اور اُس کی راہ پر لگ گئیں (یعنی دنیا میں اپنی پسند کا شعبہ پسند کر لیا) شیطان کی وہ چوبیس بانگیں یہ ہیں:۔

1 خوش آوازی اور شیطانی سرود کی بانگ۔
2 حسن پرستی اور حسن طلبی کی بانگ۔
3 ہوائے انا کی مستی اور حرص و ہوا کی بانگ۔
4 شراب نوشی، خمر و مدہوشی والی اشیا کی بانگ۔
5 بدعتوں اور اختراعات ابلیسی کی بانگ۔
6 ترک نماز کی بانگ۔
7 سرود، راگ رنگ، موسیقی اور مدھر سروں آلات رقص و سرور کے فروغ کی بانگ۔
8 ترک جماعت کی بانگ۔
9 غفلت، بے پرواہی اور خود غرضی کی بانگ۔
10 عجب، خود پسندی، خودنمائی اور خویش سرائی کی بانگ۔
11 حرص، لالچ، خواہش، طمع، ہوس، رغبت کی بانگ۔
12 حسد یعنی جلن یا دوسرے کی نعمت پر زوال کی طلب کی بانگ۔
13 ریاکاری یعنی دو رنگی یا ظاہری داری، زمانہ سازی منافقت کی بانگ۔
14 کینہ (یعنی دل میں دشمنی رکھنے اور موقع ملنے پر بدلہ لینے) کی بانگ۔
15 کبر و ہنکار، غرور تکبر، رعونت اور بڑائی کی بانگ۔
16 نفاق، عداوت، پھوٹ بھگاڑ اور نااتفاقی کی بانگ۔
17 غیبت، پوشیدگی میں برائی اور غیر حاضری میں بدخواہی کی بانگ۔
18 شرک، یعنی کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنانے یا حکم عدولی کی بانگ۔
19 کفر یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات کا انکار اور سرکشی کی بانگ
20 جہالت، گمراہی، لاعلمی، ناواقفی اور اس پر اصرار کی بانگ۔
21 جھوٹ، کذب و افترا، بہتان کی بانگ۔
22 بدظنی، بدگمانی، شک وشبہ اور بے یقینی کی بانگ۔
23 نظر بد، یا بدنظری، بدنیتی کی بانگ۔
24 طمع، حرص، طلب بے جا، خود غرضی اور لالچ کی بانگ۔

شیطان مردود کی ان بانگوں کو سنا گیا جو ان صفات سے موصوف ہوا وہ انہی لوگوں میں ہے۔ جیسے وہ اُس وقت تھے ویسے ہی آج ہیں (یعنی عالمِ ارواح میں جس شعبہ کو انہوں نے شیطان کی پیروی میں پسند کیا ویسے آج اس دنیا میں ہیں)۔

❁ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

O اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ o (البقرہ 268)

O ترجمہ: شیطان تمہیں مفلسی کا خوف دلا کر برائی پر اکساتا ہے۔

جس نے شیطان سے رشتہ جوڑا اور اس کی پیروی اختیار کی اور پسندیدہ دنیا ہوا اور دنیا میں غرق ہو گیا۔

یہی نو حصہ ارواح شیطان کی بانگوں کے سحر میں آیا اس 9 حصہ ارواح کے سوا ایک حصہ ارواح اللہ تعالیٰ کے روبرو مؤدب کھڑی رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں لطف وکرم سے فرمایا:۔ اے (ثابت قدم) ارواح جو چاہو مجھ سے مانگ لو میں تم کو عطا کروں گا۔

ان ارواح نے پھر جواب دیا ''اے ہمارے رب ہم تجھی سے تجھ ہی کو مانگتے (طلب کرتے) ہیں۔''

اس پر اللہ تعالیٰ نے دائیں طرف تمام بہشت، لذتِ بہشت و زیب و زیبائش بہشت (جنت، حور و قصور، میوہ جات اور جنت کی تمام نعمتیں) کو پیش کیا تو اس ایک حصہ ارواح میں سے نو حصہ ارواح بہشت میں داخل ہوگئیں یہ متقی و پرہیزگار لوگوں یعنی اہل عقبیٰ کی ارواح تھیں وہاں انہوں نے بلند اور سریلی آواز سے زہد وتقویٰ کا نعرہ لگایا اور شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر

استحکام حاصل کیا چنانچہ یہ عالم، فاضل، متقی، پرہیزگار اور زہد و ریاضت اور تقویٰ والے لوگوں کی ارواح تھیں۔ باقی ایک حصہ ارواح اللہ تعالیٰ کے روبرو استادہ رہیں ان ارواح صادقہ وکاملہ نے نہ دنیا کو دیکھا اور نہ جنت کی نعمتوں کی طرف نظر اٹھائی۔ نہ اُن کے کانوں نے شیطان کی بانگوں کو سنا اور نہ اُن کے کانوں نے آوازِ بہشت سنی۔ کہ یہ فنافی نوراللہ بقاباللہ ہوکر حضوری حق میں غرق تھیں۔ یہ مجلس محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی حضوری والے اہل حضور عارف فقراء کی ارواح تھیں ان ہی کے حق میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:۔

اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ ٥ اَلدُّنْیَا حَرَامٌ عَلٰی اَھْلِ الْعُقْبٰی وَالْعُقْبٰی حَرَامٌ عَلٰی اَھْلِ الدُّنْیَا وَالدُّنْیَا وَالْعُقْبٰی حَرَامٌ عَلٰی طَالِبِ الْمَوْلٰی ٥ مَنْ لَّہُ الْمَوْلٰی فَلَہُ الْکُلُّ ٥ (شمس العارفین)

❁ ترجمہ: فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔ دنیا اہل عقبیٰ پر حرام ہے اور عقبیٰ اہل دنیا پر حرام ہے اور دنیا و عقبیٰ طالب مولیٰ پر حرام ہے جسے مولیٰ مل گیا وہ مالک کُل ہوگیا۔

عالم ارواح میں بھی ان لوگوں کی روحوں نے مولیٰ سے نظر نہیں ہٹائی تھی اور دنیا میں بھی یہ مولیٰ ہی کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔

''فقر'' ایک تو ازلی نصیبہ ہے اور کچھ لوگوں کو اللہ پاک جذبہ محبت وعشق کی بدولت اپنے فضل وکرم سے عطا کرتا ہے۔'' جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

❁ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ٥ (الحدید آیت 21 پ 27)

● ترجمہ: یہ فضل ہے اللہ تعالیٰ کا، عطا کرتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ عظیم فضل کا مالک ہے۔

● ''قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے'':

❁ فَفِرُّوْٓا اِلَی اللّٰہِ (الذاریات 50 پ 27) ترجمہ: پس دوڑو اللہ کی طرف۔

❁ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُوؒ فرماتے ہیں:

''جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑتا ہے اللہ تعالیٰ کا فضل عنایت اسے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور اس کے سامنے دونوں جہان (دنیا اور عقبیٰ) پیش کرکے اس کا امتحان لیتا ہے اگر طالب اللہ دونوں جہانوں سے منہ موڑ لیتا ہے تو فقیر ہو جاتا ہے اور فقر کے اس مرتبے پر پہنچ جاتا ہے جہاں اس کی نظر اللہ کے سوا کسی اور چیز کی طرف نہیں اُٹھتی''۔ (نورالہدیٰ)

❁ ''صوفیائے کرامؒ ہمیشہ فقر کا راستہ اختیار کرنے کی تلقین کرتے رہے۔ (الرسالۃ الغوثیہ) میں درج ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ''حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

❁ اے غوث الاعظمؓ اپنے اصحاب واحباب سے کہہ دو کہ تم میں سے جو کوئی میری صحبت چاہئے تو فقر اختیار کرے۔

❁ فقر کی منزل پر دنیاوی مال و دولت، منصب وتکریم، شان وشوکت، آرام وآسائش، خواہشات اور عزت وجان اللہ کے عشق میں ختم ہو جاتے ہیں اور بندہ اللہ کی ''صحبت'' میں دونوں جہانوں سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔

کیا فقر وراثت ہے؟

فقر ایک فیض تربیت ہے یہ ایک پاکیزہ جذبہ ہے اور نہ ہی یہ کسی فرد یا جماعت کی میراث ہے۔ راہِ فقر کے مسافر وہ لوگ ہوتے ہیں جنہیں نہ تو دنیا کی طلب ہوتی ہے اور نہ آخرت کی بلکہ یہ طالبِ مولیٰ ہوتے ہیں اور ان کی نظر اور دل ایک لمحہ کے لیے بھی اپنے ''اللہ'' سے غافل نہیں ہوتے اور ہر وقت ذکر اور تصور میں رہتے ہیں یہ لوگ اپنی جان، مال، اولاد اور نفسانی خواہشات سے منہ موڑ کر صرف اللہ کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔ یہ خواص کا گروہ ہے اور ان کی حیثیت پارس کی سی ہے جو لوہے کو سونا بنانے کی صلاحیت رکھتے ہیں یعنی فاسق اور فاجر شخص ان کے پاس آئے تو اسے بھی نورِ ایمان سے منور کر دیتے ہیں۔ انہی کی وجہ سے دنیا قائم ہے اور دنیا کی ساری نعمتیں اور برکتیں ان کے ہی طفیل دنیا والوں کو مل رہی ہیں اور ان ہی کے صدقہ میں اہلِ دنیا کو رزق دیا جاتا ہے۔ قربِ قیامت میں ان لوگوں کو دنیا سے اٹھا لیا جائے گا اور دنیا فتنہ وفساد کا شکار ہو جائے گی۔''

● ''حضرت سخی سلطان باھُوؒ فرماتے ہیں:۔

''فقر سیّد یا درویش ہونے پر موقوف نہیں یہ عرفان سے حاصل ہوتا ہے''۔ (نورالہدیٰ)

● فقر بہ کس ورثہ ہفت کرسی نیست
در گفتگو حقیقت پری نیست

ترجمہ: فقر سات پشتی میراث نہیں کہ کسی کو وراثت میں مل جائے اور نہ ہی زبانی گفتگو سے حقیقتِ فقر تک پہنچا جا سکتا ہے۔ (عین الفقر)

● فقر بھی موجِ دریا کی طرح ایک عطا ہے جس کے انتظار میں فقیر مدتوں بیٹھے رہتے ہیں اور یہ اسی کو نصیب ہوتی ہے جسے اللہ تعالیٰ بخشتا ہے۔ (عین الفقر)

اقبالؒ اور فقر

❁ علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ فقر کے بارے میں فرماتے ہیں:۔

جب تک مومن فقر کے مقام تک نہ پہنچے وہ حضرت خالد بن ولیدؓ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی صفات کا حامل نہیں ہو سکتا۔

سوچا بھی ہے اے مردِ مسلمان کبھی تو نے
کیا چیز ہے فولاد کی شمشیر جگر دار
اس بیت کا مصرع اوّل ہے کہ جس میں
پوشیدہ چلے آتے ہیں توحید کے اسرار
ہے فکر مجھے مصرع ثانی کی زیادہ
اللہ کرے عطا تجھ کو ''فقر'' کی تلوار

قبضے میں یہ تلوار بھی آجائے تو مومن
یا خالدؓ جانباز ہے یا حیدرِ کرارؓ

جب مسلمانوں نے فقر کی دولت گنوادی تو اُن کا زوال شروع ہوگیا۔

کیا گیا ہے غلامی میں مبتلا تجھ کو
کہ تجھ سے ہو نہ سکی فقر کی نگہبانی
یہ فقر مردِ مسلمان نے کھو دیا جب سے
رہی نہ دولت سلمانی و سلیمانی

پھر آپؒ فرماتے ہیں کہ اگر جہانبانی حاصل کرنی ہے تو پہلے فقر کی دولت حاصل کرنا پڑے گی:

ہمت ہو اگر تو ڈھونڈ وہ فقر
جس فقر کی اصل ہے حجازی
اس فقر سے آدمی میں پیدا
اللہ کی شان بے نیازی
مومن کی اسی میں ہے امیری
اللہ سے مانگ یہ فقیری

آپؒ مستقبل سے مایوس نہیں ہیں' بلکہ آپ مستقبل کے بارے میں نوید دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اب تیرا دور بھی آنے کو ہے اے فقرِ غیور
کھا گئی روحِ فرنگی کو ہوائے زر و سیم

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر یورپ کو اسلام کے نام سے دشمنی ہے تو اس کا دوسرا نام فقر ہے اور یہی اصل اسلام ہے۔

لفظِ ''اسلام'' سے اگر یورپ کو کد ہے تو خیر
دوسرا نام اسی دین کا ہے فقرِ غیور

فقر میدانِ جنگ میں بے سروسامان آتا ہے' کیونکہ اُن کے پاس قلبِ سلیم کی دولت ہوتی ہے اور قلبِ سلیم دیدارِ الٰہی کے بعد میسر آتا ہے۔

فقر جنگاہ میں بے ساز و یراق آتا ہے
ضرب کاری ہے' اگر سینے میں ہے قلبِ سلیم
اس کی بڑھتی ہوئی بے باکی و بے تابی سے
تازہ ہر عہد میں ہے قصہ فرعون و کلیم

فقر کی انتہا پر مومن اس وقت پہنچتا ہے' جب وہ ''خودی کا محرم'' ہوجاتا ہے اور خودی کیا ہے؟ خدائی!

محرمِ خودی سے جس دم ہوا فقر
تو بھی شہنشاہ' میں بھی شہنشاہ

یہ فقرِ غیور جس نے پایا
بے تیغ و سناں ہے مردِ غازی

فقر کے بارے میں علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں:

☆ چڑھتی ہے جب فقر کی سان پر تیغِ خودی
اک سپاہی کی ضرب کرتی ہے کارِ سپاہ

☆ اک فقر ہے شبیریؓ اس فقر میں ہے میری
میراثِ سلطانی' سرمایہ شبیریؓ

☆ اک فقر سکھاتا ہے صیاد کو نخچیری
اک فقر سے کھلتے ہیں اسرارِ جہانگیری

☆ نہیں فقر و سلطنت میں کوئی امتیاز ایسا
یہ سپاہ کی تیغ بازی وہ نگہ کی تیغ بازی

یعنی حکمران اسلحہ کی بدولت علاقہ فتح کرتا ہے اور صاحبِ فقر نگاہ سے دلوں کو فتح کرتا ہے۔

فقرِ مومن چیست؟ تسخیرِ جہات
بندہ از تاثیرِ اُو مولا صفات

ترجمہ: مومن کا فقر کیا ہے' جہاں کی تسخیر اور اس فقر سے بندہ صفاتِ حق تعالیٰ سے متصف ہوجاتا ہے۔

☆ فقر کے ہیں معجزات تاج و سریر و سپاہ
فقر ہے میروں کا میر' فقر ہے شاہوں کا شاہ

☆ مقامِ فقر ہے کتنا بلند شاہی سے
روش کسی کی گدایانہ ہو تو کیا کہیے

☆ کچھ اور چیز ہے شاید تیری سلطانی
تیری نگاہ میں ہے اک فقر و رہبانی
سکوں پرستی راہب سے فقر ہے بیزار
فقیر کا ہے سفینہ ہمیشہ طوفانی

❁ آپؒ اپنے فارسی کلام میں فرماتے ہیں:۔

1 فقر ذوق و شوق و تسلیم و رضاست
ما امینیم ایں متاع مصطفیؐ است

2 بر مقامِ دیگر اندازد ترا
از زجاج الماس می سازد ترا

1 ''فقر ذوق وشوق اور تسلیم و رضا کی کیفیت کا نام ہے۔ یہ حضور محمد مصطفی ﷺ کی میراث ہے اور ہم اس کے امانت دار ہیں۔

2 وہ (فقر) تجھے ایک اور ہی مقام پر لے جائے گا۔ اگر تو شیشہ ہے تو وہ تجھے الماس بنا دے گا۔ فقر انسان کو الٰہی صفات کا مظہر بنا کر اسے نیابتِ الٰہی کے مقام پر پہنچا دیتا ہے۔

❁ علم وفقر میں فرق کو واضح کرتے ہوئے علامہ محمد اقبالؒ فرماتے ہیں۔

علم کا مقصود ہے پاکی عقل و خرد
فقر کا مقصود ہے عفت قلب و نگاہ
علم فقیہہ و حکیم، فقر مسیح و کلیم
علم ہے جو یائے راہ، فقر ہے دانائے راہ
علم مقام خبر، فقر مقام نظر
علم کا موجود اور فقر کا موجود اور
اشھد ان لا الہ اشھد ان لا الہ

آخری شعر میں اہل علم اور اہل فقر میں فرق کو آپؒ نے بیان فرمایا ہے کہ اہل علم کا ایمان اقرار باللسان تک محدود ہوتا ہے اور اہل فقر تصدیق قلب کے مرتبہ پر ہوتے ہیں۔

فقر اور سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علیؒ

❁ سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

☆ فقر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی حقیقی وراثت ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حقیقت میں وہی حقیقی وارث ہے جو اس وراثت کا وارث ہے۔

☆ فقر راہِ عشق ہے۔

☆ فقر دراصل اللہ تعالیٰ کے دیدار اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری کا علم ہے۔

☆ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا ارشاد مبارک ہے اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّی (فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے) اور ہر امتی پر یہ فرضِ عین ہے کہ وہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا فخر، فقر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل کرے کیونکہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی بارگاہ سے حاصل ہوتا ہے۔

☆ فقر اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے سب سے اعلیٰ خزانہ ہے اور یہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام تقسیم فرماتے ہیں:

☆ اصل صراطِ مستقیم حضور علیہ الصلوۃ والسلام ہیں اور جو فقر کی منازل کو طے کرتا ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں پہنچ گیا اس نے صراطِ مستقیم کو پالیا۔

☆ فقر اللہ تعالیٰ کا سِر (راز) ہے جس نے اس کو فاش کرلیا تو وہ رازِ پنہاں سے باخبر گیا اور اس راز کا محرم ہوگیا۔

☆ فقر کی حقیقت اور اس رازِ کنہہ سے وہی واقف ہوتا ہے جس نے فقر اختیار کیا ہو اور اس کی منازل سے گزرا ہو اور لذت آشنائی حاصل کر چکا ہو اور جس نے باطن میں سلطان الفقر کا دیدار کیا ہو اور اس کی پہچان حاصل ہوئی ہو۔

☆ فقر کی منزل پر دنیاوی مال و دولت، منصب و تکریم، شان و شوکت، آرام و آسائش، خواہشات دنیا وعقبیٰ اور عزت و جان اللہ تعالیٰ کے عشق میں ختم ہو جاتے ہیں اور بندہ اللہ کی محبت میں دونوں جہانوں سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔

☆ راہِ فقر میں تمام منازل و مقامات مرشد کامل اکمل کی نگاہ، باطنی توجہ، ذکر، تصور اور مشق مرقوم وجودیہ اسم اللہ ذات سے طے ہوتے ہیں اس کے علاوہ فقر کی انتہا تک پہنچنے کا کوئی اور راستہ نہیں ہے۔

☆ جب کوئی بندہ عبادات کرتا ہوا اس مقام تک پہنچ جاتا ہے کہ وہ دنیا وعقبیٰ (جنت) کو ٹھکرا کر اللہ سے اللہ تعالیٰ کو ہی طلب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا فضل اسے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور اسے باطنی طور پر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے سپرد کر دیا جاتا ہے باطن میں اس کے سامنے دنیا اور اس کی آسائشات اور عقبیٰ یعنی جنت اور اس کی نعمتیں پیش کر کے اس کا امتحان لیا جاتا ہے اگر بندہ (طالب) ان دونوں سے منہ موڑ لیتا ہے تو اسے فقر کی منازل سے گزارنے کیلئے باطنی طور پر کسی مرشد کامل اکمل کی طرف راہنمائی کر دی جاتی ہے اور مرشد کامل اکمل کی تربیت کے بعد بندہ (طالب) اس مقام تک پہنچ جاتا ہے کہ اس کی نظر و قلب اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔

☆ فقر کی راہ پر چلنے والے لوگ دنیا میں بہت کم ہوتے ہیں اور انہی کی برکت کی وجہ سے دنیا پر عتاب نازل نہیں ہوتا، آسمان بارش برساتا اور زمین اجناس اگاتی ہے۔ جیسے جیسے قیامت نزدیک آتی جائے گی ان کی تعداد کم ہوتی چلی جائے گی اور جب قیامت برپا ہوگی تو ان میں سے کوئی بھی زمین پر موجود نہ ہوگا اور جس خطہ پر اللہ تعالیٰ کا عذاب یا عتاب نازل ہونا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس خطہ سے ہوتی چلی جائے گی اور جب قیامت برپا ہوگی تو ان میں سے کوئی بھی زمین پر موجود نہ ہوگا اور جس خطہ پر اللہ تعالیٰ کا عذاب یا عتاب نازل ہونا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس خطہ سے ان کو اٹھا لیتا ہے اور وہ خطہ ان کے وجود سے خالی ہو جاتا ہے ان کا وجود دنیا کے لئے رحمت ہے۔ اے لوگو! ان کو تلاش کرلو اور پہچان لو اس وقت سے پہلے جب توبہ کے دروازے وہ بے نیاز ذات بند کر دے۔ یہ لوگ دنیا سے اپنے آپ کو بچائے اور چھپائے رکھتے ہیں اس لئے کہ تم ان کی حقیقت سے آشنا نہیں ہو اور ان سے بے ادبی اور گستاخی تمہیں کہیں مصیبت میں نہ ڈال دے اور اب جو زمانہ گزر رہا ہے اس میں تو یہ اور پوشیدہ ہو گئے ہیں کیونکہ تمہارے دل میں ان کی طلب ہی نہیں ہے۔ اللہ ہمارے حال پر رحم فرمائے۔

فقر حضرت سخی سلطان باھُوؒ کی تعلیمات کی روشنی میں

''فقر دراصل جذبۂ عشق ہی ہے اس جذبہ کی تسکین صرف دیدارِ الٰہی سے ہوتی ہے۔

- ''آپؒ فرماتے ہیں''۔
- ''فقر کی تین اقسام ہیں۔'' اوّل فقر فنائے ''لَآ اِلٰــــہ'' ہے''۔ دوم ''فقر

بقائے "اِلَّا اللّٰہُ" ہے۔ اور سوم "فقر انتہائے "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" ہے۔ جو راہنما ہے۔ فقر اللہ سے یگانہ اور غیر اللہ سے بیگانہ ہے یگانگی اور بیگانگی کا کوئی جوڑ نہیں جب تک فنا حاصل نہ ہو جائے بقا تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ (عین الفقر)

"فقر کا پہلا مرتبہ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا (مرنے سے پہلے مر جاؤ) ہے اور یہ مرتبہ اسمِ اللہ ذات کے ذکر اور تصور سے حاصل ہوتا ہے اور فقر کا انتہائی مرتبہ یہ ہے کہ اسمِ اللہ ذات کے تصور سے فنافی اللہ ہو کر طالب کا وجود نور ہو جاتا ہے۔ اور سرِّ محمدی ﷺ کی صورت میں مقام مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُّقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُّرْسَلٌ (ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے ساتھ میرا ایسا وقت بھی ہے جس میں مجھے نہ کوئی مقرب فرشتہ اور نہ نبی مرسل پہنچ سکتا ہے) صاحبِ حضوری ہوتا ہے یہ مراتب فنافی اللہ فقیر کے ہیں جو توحید و انوارِ الٰہی میں غرق ہوتا ہے اسے مشاہدہ با قُرب حاصل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کا منظورِ نظر اور محرم راز ہوتا ہے۔ (اسرارِ قادری)

۞ نظر فقرش گنج قدمش گنج بر
فقر لا یحتاج شُد صاحبِ نظر

۞ فقر بگذرد از ہر مقامِ خاص و عام
شرطِ شرح فقر را کردم تمام

۞ عین باعین است عین از عین یافت
عین را باعین عارف عین ساخت

۞ ترجمہ: (1) فقیر کی نظر بھی خزانہ ہوتی ہے اور اس کے قدموں میں بھی خزانہ ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود وہ لا یحتاج رہتا ہے۔ (2) فقر کی کامل تعریف یہ ہے کہ فقر جملہ مراتب خاص سے بہت آگے کا مرتبہ ہے۔ (3) فقر عین بعین ہونے اور عین سے عین پانے کا نام ہے عارف جب عین بعین ہو جاتا ہے تو خود کو عین بنا لیتا ہے۔ (نور الہدیٰ)

● فقیر دو طرح کے ہوتے ہیں ایک تو وہ جنہوں نے شہوت و ہوا کو مار رکھا ہے اور وہ مقربِ رحمٰن ہو چکے ہیں یہ لوگ اتنے عظیم الشان مرتبے کے مالک ہیں کہ جس کی شرح بیان نہیں کی جا سکتی۔ اس قسم کے فقیر کو فقرِ محمدی ﷺ حاصل ہوتا ہے جو حضور ﷺ کا فخر ہے یہ لوگ حضور ﷺ کے ہم مجلس ہم دم اور ہم قدم ہوتے ہیں یہ نہ تو کسی سے آرام کا سوال کرتے ہیں اور نہ کسی سے روپے پیسے کی اُمید رکھتے ہیں۔ کیونکہ اُن کے پاس فقر کی نورانیت کا سرمایہ ہوتا ہے ایسے فقیر راہِ خدا کے مشکل کشا اور راہنما ہوتے ہیں۔ دوسری قسم کے فقیر مطلق مردود ہیں سر اور داڑھی منڈواتے ہیں وہ بے حیاء ہیں اور معرفتِ خدا سے محروم ہیں۔ اسے فقرِ مُکب (منہ کے بل گرانے والا فقر) کہتے ہیں کیونکہ ایسے فقیر شرعِ محمدیؐ اور قدمِ محمدی ﷺ کو اختیار نہیں کرتے حضور ﷺ کا فرمان ہے:

۞ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ فَقْرِ الْمُکِبِّ ۝

فرمانِ باھُوؒ

یاد رہے کہ طبقاتِ زمین و آسمان بغیر کسی ستون کے محض اسمِ اللہ ذات کے ادب سے قائم ہیں اور قیامت تک اسمِ اللہ ذات کی طرف متوجہ رہیں گے۔ اور زمین و آسمان کی ہر چیز اسمِ اللہ ذات کی تسبیح میں مشغول ہے۔

☆ سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (الحشر۔۱)

☆ ترجمہ: زمین و آسمان کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے اور وہ غالب حکمت والا ہے۔

☆ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَھَا وَاَشْفَقْنَ مِنْھَا وَحَمَلَھَا الْاِنْسَانُ اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَھُوْلًا (الاحزاب۔72)

ترجمہ: ہم نے اپنی امانت آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں کے سامنے پیش کی تو انھوں نے اس بارِ امانت کو اٹھانے سے عاجزی ظاہر کر دی۔ لیکن انسان نے اس بارِ امانت کو اٹھا لیا، بے شک وہ اپنے نفس کے لیے ظالم و جاہل ثابت ہوا۔

اسم اللہ بس گراں است بس عظیم ● ایں حقیقت یافتہ نبی کرم ﷺ

ترجمہ: اسمِ اللہ ذات نہایت ہی بھاری و عظیم چیز ہے اس کی حقیقت کو صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی جانتے ہیں (کلید التوحید کلاں)

● ترجمہ: میں فقرِ مُکب سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

"فقرِ مُکب اسے کہتے ہیں جو دو حکمت سے خالی نہیں ہوتا یا تو وہ ہر وقت دولتِ دنیا کی باتیں کرتا رہتا ہے کیونکہ وہ بخیل ہوتا ہے اور اپنے مسلمان بھائیوں کا دشمن ہوتا ہے یا پھر خدا سے مُفلسی اور تنگدستی کی شکایت کرتا رہتا ہے۔ جو شخص فقرِ مُکب کو چھوڑ دیتا ہے وہ فقرِ مُحب کو پا لیتا ہے۔ فقرِ مُحب کسے کہتے ہیں؟ فقرِ محب احکامِ الٰہی کی تعظیم، خلقِ خدا پر شفقت اور اپنے اندر اخلاقِ الٰہیہ پیدا کرنے کا نام ہے" (نور الہدیٰ کلاں)

"اکثر لوگ فقر کے صرف نام تک ہی پہنچتے ہیں۔ بعض فقر کے الہام اور بعض فقر کی اِقتدا تک پہنچے اور بعض نے فقر کا لبادہ اُوڑھ کر دُنیاوی عزّ و جاہ میں ترقی کی اور لوگوں کو طالب مرید بنایا اور اپنے روضے اور خانقاہیں بنوائیں ہزاروں ہزار میں سے کوئی ایک آدھ سالک ہی امدادِ رسول اللہ ﷺ سے فقر کے کمال تک پہنچا۔ میرا یہ قول میرے حال کے عین مطابق ہے کہ فقیر کہتے ہی اُس باکمال صاحبِ تحصیل عالم کو ہیں جس کے علم کی قید میں اٹھارہ ہزار عالم کی ہر چیز ہو اور وہ صفاتِ کریمانہ کا مالک ہو۔ ایسے ہی فقیر کے متعلق فرمانِ حق تعالیٰ ہے۔ "کہ بے شک تم میں سے اللہ کے نزدیک وہی صاحب

عزت ہے جو صاحبِ تقویٰ ہے۔" (الحجرات 12) (کلید التوحید کلاں)

● جان لے کہ فقر کے تین حرف ہیں۔ یعنی "ف، ق، ر"۔ "حرف "ف" سے فکرِ کونین سے فارغ یعنی فنائے نفس۔ حرف "ق" سے قہر بر نفس اور قربِ الٰہی اور حرف "ر" سے راہِ راستی، دائم استغراقِ الٰہ۔ جو شخص فقر کے اس مرتبے پر پہنچنے کے بعد دُنیا کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے، اور فقرِ محمدی ﷺ کو چھوڑ کر دُنیا کے مرتبہ، فرعونیّت کو اپنا لیتا ہے تو وہ حرف "ف" سے فضیحتِ فرعونی اور حرف "ق" سے قہرِ خُداوندی کا شکار ہو جاتا ہے اور حرف "ر" سے ابلیسِ مَردُود کی طرح راندۂ حق ہو جاتا ہے (کلید التوحید کلاں)

"جان لے کہ ظاہری اعمال سے مراتبِ ظاہر حاصل ہوتے ہیں جن سے نفس موٹا ہوتا ہے خواہ ساری عمر عبادت و ریاضت میں گزار دی جائے اور باطنی اعمال سے نفس مرجاتا ہے خواہ بظاہر وہ موٹا تازہ ہی کیوں نہ دکھائی دے" (کلید التوحید کلاں)۔

● جان لے کہ فقرِ محمدی ﷺ اور معرفتِ توحیدِ الٰہی سراسر اطاعت و بندگی ہے جبکہ مراتبِ عزّ و جاہِ دُنیا سراسر مُردار گندگی ہے اور فقیری و درویشی سنّتِ انبیاءؑ علیہم السلام ہے۔" (کلید التوحید کلاں)

● ابتدائے فقر اشتیاق مشتاق ہے اور انتہائے فقر مراتبِ فنافی اللہ کا استغراق ہے۔ ابتدائے فقر علم ہے۔ اور انتہائے فقر مراتبِ "عَالِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ" (ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہر غیب و حاضر کو جانتا ہے وہ رحمٰن و رحیم ہے)۔ ابتدائے فقر "فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰہِ" (ترجمہ: پس دوڑو اللہ کی طرف)" ہے۔ اور انتہائے فقر "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" "(ترجمہ: اے نبیؐ! آپ فرما دیں کہ "اَللّٰہُ" واحد ذات ہے)" ہے۔

● ابتدائے فقر ازل ہے اور انتہائے فقر ابد ہے۔ ابتدائے فقر خاموشی ہے اور انتہائے فقر خونِ جگر نوشی ہے۔ ابتدائے فقر جامۂ کثیف ہے اور انتہائے فقر جامۂ لطیف ہے۔ ابتدائے فقر ولایت ہے اور انتہائے فقر لانہایت ہے۔ ابتدائے فقر ترک ہے، متوسط فقر فرق ہے اور انتہائے فقر بتوحید غرق ہے ابتدائے فقر طلب و طالب ہے۔ متوسطِ فقر مطلب و مطالب ہے اور انتہائے فقر قلب بہ منزلہ قالب بر نفس غالب ہے۔ ابتدائے فقر مجوب ہے۔ متوسطِ فقر مجذوب ہے اور انتہائے فقر محبوب ہے۔ حقیقتِ اسرارِ فقر یکتائی نسخۂ دل ہے جس کی دریافت بغیر مرشدِ کامل مشکل ہے کہ مرتبہ فقر نہ تو کسی کتاب کی سطور و حروف و اوراق کے مطالعہ سے ہاتھ آتا ہے اور نہ ہی ذکر فکر اور مستی حال میں غرق ہونے سے نصیب ہوتا ہے۔ ابتدائے فقر فنا ہے، متوسطِ فقر راہ ہے جو ہر دو جہان سے جدا ہے اور انتہائے فقر یکتا بخدا ہے۔"

● "تمام عالم تین قسم کے افراد پر مشتمل ہے۔"

(1) اہلِ دنیا جو دنیا کی خبر دیتے ہیں۔

(2) علماء، اہلِ عقبیٰ جو لذتِ حُور و قصور و میوہ جاتِ بہشت کی خبر دیتے ہیں

(3) اہلِ فقر فقراء، جو اللہ کی خبر دیتے ہیں۔

● حرصِ دنیا آخرت کا عذاب ہے۔ منتہی طالبِ فقر کے لئے عقبیٰ سراسر حجاب ہے۔ ان دونوں (حرصِ دنیا اور فکرِ عقبیٰ) کو چھوڑ دے، یہی تیرے لئے بہتر ہے کیوں کہ سب سے پہلے علائق دنیا سے قطع تعلق ہے اور اس کے بعد وصال حق تعالیٰ ہے۔ فقراء کے لئے غرق فی التوحید ہونا بہتر ہے ہزار مراتب موسیٰ کلیم اللہ محرم کلام الٰہی سے کہ غرق فی التوحید ہونا مرتبہ، محمد رسول ﷺ ہے جو فقر کی معراج ہے صاحب فقر پر دنیا و عقبیٰ دونوں حرام ہیں۔ ابتدائے فقر عبودیت ہے اور انتہائے فقر ربوبیت ہے۔ (عین الفقر)

● ابتدائے فقر اشک ہے اور انتہائے فقر عشق ہے، ابتدائے فقر تصور ہے اور انتہائے فقر تصرّف ہے۔ (عین الفقر)

● فقر وہ ہے کہ جس کے وجود میں شریعت پوشیدہ ہو چاہے باطن میں وہ مستِ الست اور ساکنِ لامکان ہو۔ ابتدائے فقر علم الیقین و عین الیقین ہے اور انتہائے فقر حق الیقین ہے۔ ابتدائے فقر انا ہے اور انتہائے فقر فنا ہے "مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا"۔ (ترجمہ: مرنے سے پہلے مرجاؤ) پس جو مرجاتا ہے اس سے ہر چیز ساقط ہو جاتی ہے۔ فقیر وہ ہے جو فرائض میں کوتاہی نہ کرے خواہ وہ فرائضِ دائمی ہوں، وقتی ہوں، ماہی ہوں، فصلی ہوں یا سالی ہوں۔ تمام فرائض میں سے افضل ترین فرض خدائے تعالیٰ کو حاضر ناظر جاننا ہے اور افضل ترین سنت راہِ خدا میں گھر بار کو صدقہ کرنا ہے۔ ابتدائے فقر صدق و یقین ہے اور انتہائے فقر خدائے تعالیٰ کی ہم نشینی ہے۔ (عین الفقر)

● سُن! فقراء کا وجود قدرتِ الٰہی کا نمونہ ہوتا ہے، وہ جو کچھ کہتے ہیں وہ ہو جاتا ہے۔ سِرِ فقراء سدرۃ المنتہیٰ سے بھی آگے ہے۔ فقیر باھُوؒ کہتا ہے کہ مقامِ فقر استغراقِ فنافی اللہ کا منفرد مقام ہے جو تمام نقباءؒ، عقباءؒ، ابدال، اوتاد، اخیار، عمداءؒ، غوث، قطب، شیخ مشائخ، عابد، زاہد اور اہلِ تقویٰ سے اعلیٰ و بالاتر ہے کہ فقیر ولایتِ وحدت کا والی ہوتا ہے۔ فقیر منفرد مذکر مرد ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی سے صاحبِ قاب قوسین اَوْ ادنیٰ اعلیٰ ﷺ کے حکم کے تابع ہوتا ہے۔ منفرد فقیر کا نام ہی نور الھدیٰ ہے (عین الفقر)

● فقرِ حضور کی نشانی کیا ہے؟ وہاں پر خرد ہے نہ وِرد، ذکر ہے نہ فکر، صرف ذاتِ حق کی جلوہ آرائی ہے اور جہاں سِرِّ "ھُوْ" (ذاتِ حق) ہے وہاں صرف آواز مذکور ہے۔ جس طرح کہ بادشاہِ مجازی کی جائے قیام پر شور غوغا نہیں ہوتا کہ وہ آوازِ بلند اور شور و غوغا پسند نہیں کرتا۔ اسی طرح جہاں ذاتِ لَمْ یَزَلْ ہے وہاں غوغا ہے نہ خلل ہے۔ وہ آدمی ہرگز فقیر نہیں ہو سکتا جو اپنے نام و ناموس کے شور و غوغا سے خلل پذیر ہے۔ مجلسِ فقراء میں ذکرِ خدا یا ذکرِ انبیاءؑ، یا ذکرِ اولیاءؒ ہوتا ہے۔ فرمایا گیا ہے کہ: "ذکرِ اولیاءؒ عبادت ہے"۔ فقیر اگر کوئی کلام کرے بھی تو فقط اللہ و رسولؐ یا اولیاءؒ اللہ کے متعلق کرے ورنہ بہتر ہے کہ خاموش رہے۔ (عین الفقر)

● "حضرت سخی سلطان باھُوؒ فرماتے ہیں:

باھُوؒ فقر دانی چیست دائم در لاہوت
فقر را بہتر بود ہر دم سکوت

- ترجمہ: اے باھُوؒ! فقر کو تُو کیا سمجھتا ہے؟ فقر ہر دم لاہوت میں رہنے کا نام ہے اور اس کے لئے دائمی سکوت چاہیے۔
- ''فقر کے تین حرف ہیں ''ف، ق، ر'' حرف ''ف'' سے فنائے نفس حرف ''ق'' سے قربتِ قبر اور ''ر'' سے روحانیت ''مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا'' (مرنے سے پہلے مرجاؤ)۔'' (عین الفقر)
- فقر میں وہ کون سا انتہائی مرتبہ ہے جہاں کسی عالم فقیر کو معرفت الٰہی میں کمال حاصل ہوتا ہے۔؟ کیا کونین کے اٹھارہ ہزار عالم ہر خاص و عام چیز کو اپنے حکم و تصرف میں لے آنا ہی مرتبہ کمال ہے۔؟ نہیں میں غلط نہیں کہتا کہ یہ مرتبہ تو ناقص و خام مرتبہ ہے۔ انتہائے فقر تو ہوا و نفسانیت سے پاک ہو کر غرق فنافی اللہ و بقاباللہ ہونا ہے۔ عین بعین مشاہدہ نور سے باطن کو آباد کرنا ہے اور یہ اسی فقیرِ کامل کا مرتبہ ہے جو قرب حضور میں حق الیقین کے مرتبے پر فائز ہو۔ اس مرتبے کو اہل نفس و بے دین طالب دنیا کیا جانے۔ (کلید التوحید کلاں)
- دولت فقر سے معمور دِل ہمیشہ اللہ پاک کی نظر میں منظور رہتا ہے۔ (کلید التوحید کلاں)
- فقر میں ہر دن حشر کا ہوتا ہے اور حساب گاہِ حشر ہر وقت نظر کے سامنے رہتی ہے۔ فقر ایک بارِگراں ہے جسے صرف فقیر کی جان ہی برداشت کرپاتی ہے جو شخص فقر کے اس بارِگراں کو اٹھالیتا ہے وہ محبوبِ حق بن جاتا ہے فقر کی قدر و قیمت کو یہ احمق حیوان کیا جانیں۔ (کلید التوحید کلاں)
- یاد رہے کہ ہر مرتبے کا ایک نام ہے۔ مثلاً مرتبہ علماء، مرتبہ اولیاء، مرتبہ ذاکر، مرتبہ صاحبِ مراقبہ و مکاشفہ و محاسبہ و محاذبہ، مرتبہ عارف، مرتبہ واصل، مرتبہ قرب، مرتبہ مشاہدہ، مرتبہ نور، مرتبہ حضور، مرتبہ دعوت، مرتبہ ابدال، مرتبہ اوتاد، مرتبہ اخیار، مرتبہ غوث، مرتبہ قطب و مرتبہ درویش وغیرہ۔ ان سب مراتب کا تعلق طیر سیر طبقات اور ہوائے نفس سے ہے یہ تمام مراتب رتبہ فقر کی ابتداء کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔ (کلید التوحید کلاں)
- جان لے کہ فقر میں ثابت قدم وہ شخص رہتا ہے جس کی نظر میں اللہ تعالیٰ کے غیبی خزائن کی قدر و قیمت بادشاہ دنیا کے خزانوں سے کہیں بڑھ کر ہو۔ (کلید التوحید کلاں)
- اے عزیز! راہ فقر میں اللہ کے سوا تجھے جو کچھ دکھائی دیتا ہے وہ تیرے لئے راہزن ہے۔ (کلید التوحید کلاں)
- فقر سے روگردانی وہ شخص کرتا ہے جس کے دل کو زر کی زردی نے خجل و خوار کر رکھا ہو۔ (کلید التوحید کلاں)
- اکثر لوگ صرف فقر کے نام ہی کو پہنچے ہیں۔ بعض فقر کے الہام اور بعض فقر کی ابتداء تک پہنچے اور بعض نے فقر کا لبادہ اوڑھ کر دنیوی عزوجاہ میں ترقی کی اور لوگوں کو طالب مرید بنایا اور اپنے روضے اور خانقاہیں بنوائیں۔ ہزاروں ہزار میں سے کوئی ایک آدھ سالک ہی امداد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے فقر کے کمال تک پہنچا۔ میرا یہ قول میرے حال کے عین مطابق ہے۔ (کلید التوحید کلاں)
- جان لے فقر محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور معرفت توحید الٰہی سراسر طاعت و بندگی ہے جبکہ مراتب عزوجاہ دنیا سراسر مردار گندگی ہے اور فقیری و درویشی سنت انبیاء علیہم السلام ہے۔ (کلید التوحید کلاں)
- یہ فقر کی دولت ہی ہے جس سے انسان اللہ کی ذات میں فنا ہو کر ہر چیز سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔
- جو شخص فقرِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خالی جانتا ہے وہ جہان سے خالی جاتا ہے۔ (امیر الکونین)
- ''آپؒ اپنے پنجابی ابیات میں فرماتے ہیں''۔

خام کی جانن سار فقر دی جیہڑے محرم ناہیں دل دے ھُو
آب مٹی تھیں پیدا ہوئے خامی بھانڈے گل دے ھُو
لعل جواہراں دا قدر کی جانن جو سوداگر بل دے ھُو
ایمان سلامت سوئی لے ویسن باھُوؒ جیہڑے بھج فقیراں مِلدے ھُو

''طالبانِ ناقص جو دل کے محرم نہیں بنے یعنی ابھی تک اُن کو رازِ آشنا نہیں بنایا گیا۔ اس لئے راہِ فقر کی انہیں خبر تک نہیں ہے ان کی مثال تو مٹی کے کچے برتنوں کی سی ہے جو صرف پانی اور مٹی سے بنائے گئے ہیں اور آتشِ (عشق) کی بھٹی میں انہیں پختگی حاصل نہیں ہوئی یہ تو بلور اور کانچ کے سوداگر ہیں اس لئے توحید و معرفت کے لعل و جواہرات کی قدر و منزلت نہیں جانتے (جوہر شناسی تو جوہری کا کام ہے) اس دنیا سے صرف وہی ایمان سلامت لے کر جائیں گے جو دنیا میں فقراء کی ہم نشینی اختیار کرتے ہیں۔''

راہ فقر دا پرے پریرے اوڑک کوئی نہ دِسے ھُو
نہ اُتھے پڑھن پڑھاون کوئی نہ اُتھے مَسلے قصے ھُو
ایہہ دُنیا ہے بُت پرستی مت کوئی اِس تے وِسے ھُو
موت فقیری جیں سر آوے باھُوؒ معلم تھیوسے تِسّے ھُو

''راہِ فقر بہت دور ہے اور اس کی کوئی انتہا نظر نہیں آتی۔ جہاں پر فقر کی تکمیل ہوتی ہے نہ تو وہاں علم اور تعلیم ہے اور نہ ہی مسائل' قصے کہانیاں ہیں۔ یہ تو بت پرستی کی دنیا ہے۔ (فقیری نہ تو عالمانہ گفتگو میں ہے اور نہ مسئلہ مسائل اور قصہ خوانی میں ہے بلکہ یہ تو اللہ کے ساتھ عشق اور غرق فی التوحید ہونے میں ہے) اور فقر کی حقیقت سے وہی واقف ہوتا ہے جس نے فقر اختیار کیا ہو' اس کی لذت چکھی ہو یا سلطان الفقرؒ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہو''۔

عِلموں باجھوں فقر کماوے کافر مرے دیوانہ ھُو
سَے وَرہیاں دی کرے عبادت رہے اللہ کنوں بیگانہ ھُو
غفلت کنوں نہ کھلیوس پردے دِل جاہل بت خانہ ھُو
میں قربان تنہاں توں باھُوؒ جنہاں ملیا یار یگانہ ھُو

''حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے اس بیت کے پہلے مصرعہ میں تلقین و ارشاد کی مسند کے فرائض کو بیان کیا ہے۔ آجکل یہ رواج اور دستور بن گیا ہے کہ ہر کوئی تلقین و

ارشاد کی مسند پر بیٹھ کر ذکر اور تصور اسم اللہ ذات عطا کرنا شروع کر دیتا ہے یا پیر بن کر لوگوں کی روحانی تربیت کا کام شروع کر دیتا ہے۔ راہ فقر میں یہ دستور ہے کہ جب مرشد کامل اکمل نُور الہدیٰ کا اس عالم ناسوت سے رخصت کا وقت قریب آتا ہے تو وہ اپنے تمام طالبانِ مولیٰ میں سب سے سچے اور اعلیٰ طالب کو باطن میں حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کرتا ہے آپ ﷺ چونکہ خزانہ فقر کے مختار کل ہیں آپ طالب (دل کا محرم) کو علم لدنی عطا فرماتے ہیں اور مرشدِ کامل اکمل نور الہدیٰ کو اجازت عطا فرماتے ہیں کہ وہ طالب کی تربیت اب تلقین وارشاد کی مسند پر بیٹھنے کے لئے کرے اب مرشد باطن میں اس طالب کی تربیت کا آغاز کرتا ہے جب طالب کی تربیت مکمل ہو جاتی ہے تو مرشد اس عالمِ ناسوت سے چلا جاتا ہے اور اپنی مسندِ ارشاد و تلقین طالب کے حوالے کر دیتا ہے اب لوگوں کو تعلیم و تلقین کرنا اور ذکر اور تصور اسم اللہ ذات عطا کرنا اس طالب پر فرض ہو جاتا ہے جو اس طریقہ کار کے علاوہ خود بخود یہ کام شروع کر دیتا ہے وہ آخر کا دیوانہ، مرتد اور کافر ہو کر مرتا ہے اور اس کا انجام بڑا بھیانک ہوتا ہے ہمارے ارد گرد ایسی بہت سی مثالیں بکھری پڑی ہیں اور پھر آپؒ فرماتے ہیں کہ ایسا شخص خواہ سینکڑوں سال عبادت کرتا رہے لیکن یہ عبادت و ریاضت اس کے دل کے حجابات دور نہیں کر سکتی کیونکہ اس نے اپنی خواہشات کو اپنا اللہ بنا رکھا ہے (راہ فقر تو ماسوی اللہ کے ہر خواہش ترک کر دینے کا نام ہے) اور اس نے تو لوگوں سے دولت و مال اکٹھا کرنے کے لئے راہِ فقر اختیار کر رکھا ہے اور مسندِ تلقین وارشاد سجا رکھی ہے۔ آخری بیت میں آپؒ فرماتے ہیں میں ایسے طالبان کے قربان جاؤں جن کو وصالِ الٰہی نصیب ہو گیا ہے اور وہ اپنی منزل تک پہنچ گئے ہیں''۔

فقر کا نظامِ تربیت

''فقر کے نظامِ تربیت میں ابتداء باطن سے ہوتی ہے یوں تو ظاہر کا اثر باطن پر پڑتا ہے اور باطن ظاہر کو متاثر کرتا ہے لیکن فقر میں ظاہر کو باطن کے ماتحت کر دیا جاتا ہے۔ جُوں جُوں طالب ذکر و تصور اسم اللہ ذات کرتا جاتا ہے۔ تو مرشد کی باطنی توجہ سے اس کے باطن میں تبدیلیاں وقوع پذیر ہونے لگتی ہیں۔ پہلے خیالات اور نظریات تبدیل ہوتے ہیں اور باطن میں طالب کی شخصیت نئے سرے سے تعمیر ہونی شروع ہو جاتی ہے اور آخر کار باطن میں وہ مرنے سے قبل مرجاؤ کے مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے۔ اس طرح سب کچھ باطن میں وقوع پذیر ہوتا ہے اور ظاہر خود بخود اس کی موافقت اختیار کر لیتا ہے ہمارا باطنی وجود جب تبدیل ہو جاتا ہے تو ظاہر کو اس کی تعمیل کے سوا چارہ نہیں رہتا چنانچہ صوفیاء کرامؒ نے ہمیشہ باطنی تربیت کو اولیت دی ہے باطن ٹھیک ہو جائے تو ظاہر کو بدلتے دیر نہیں لگتی''۔

''فقر میں مرشد کی زیر نگرانی طالب کی تربیت یوں ہوتی ہے کہ اس کا ظاہر اور باطن یکساں ہو جائے تا کہ اس کے قول و فعل اور خیال و عمل میں تضاد باقی نہ رہے کیونکہ منافقت صرف فساد پیدا کرتی ہے بلکہ معاشرہ کے لیے بھی مضر ہے ہمارے علماء آج کل صرف ظاہری علم اور تربیت پر زور دیتے ہیں جس سے فرقہ پرستی کی لعنت عام ہو کر فساد چاروں طرف پھیل چکا ہے۔ فقر کو ''اخلاص فی العمل'' کہا گیا ہے اور یہ ظاہر و باطن کی یکسانیت سے حاصل ہوتا ہے۔''

- ''حضرت سخی سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔''
- ''جب تک ظاہر و باطن متفق نہ ہوں تب تک عاشقی، معشوقی، محبوبی، مرغوبی اور محبوب القلوبی حاصل نہیں ہوتی''۔ (عقل بیدار)
- ''حضرت سلطان العارفینؒ فرماتے ہیں؛ ''باطن اصل ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی معرفت اور وصل ہے اور ظاہر دنیا موسم تابستان ؛ زمستان ربیع خریف فصل ہے'' (نور الہدیٰ)۔

''ظاہر کے تقویٰ سے مخلوق اور لوگوں میں غلغلہ، نام بلند، خود پسندی اور نفس تازہ، زندہ اور فربہ ہوتا ہے۔ ریا و کفر ہاتھ آتا ہے۔ اور شرک دامن گیر ہوتا ہے۔ شیطان مصاحب بنتا ہے اور دنیا مہربان ہوتی ہے اس سے رُوح پژمُردہ اور نفس لوامہ، ملہمہ اور مطمئنہ پریشان اور جو باطنی ریاضت کرتا ہے اس کے وجود میں معرفت الٰہی کا آفتاب طلوع کرتا ہے اس کا نفسِ امارہ خراب ہوتا ہے اور مرجاتا ہے۔ رُوح زندہ ہوتی ہے۔ نفس ملہمہ صدق قبول کرتا ہے، لوامہ جمعیت بخشتا ہے اور مطمئنہ قبول کرتا ہے۔ یہ مراتب تقویٰ کے ہیں۔ متقی صاحبِ معرفت عارف باللہ روشن ضمیر ہوتا ہے'' (محک الفقر کلاں)۔

فقر اور شریعت

''حضرت سخی سلطان باھُوؒ باطنی تربیت کے دوران شریعت پر کار بند رہنے کے سختی سے پابند ہیں آپؒ فرماتے ہیں ؛''فقر کیا ہے؟ حضرت محمد ﷺ کا ورثہ ہے اسکی ابتداء بھی شریعت ہے اور اسکی انتہا بھی شریعت ہے پختہ مرد کامل وہ ہے جو ہر حال میں شریعت سے باہر قدم نہ رکھے چاہے وہ وقت الست سے ہی صاحب سر اسرار ہو یا سکر و مستی و قبض وبسط میں ہو۔ یا عشق و محبت میں غرق ہو۔ اگر وہ شریعت سے باہر قدم رکھے گا تو اسکے سب مراتبِ خاص اس سے دور اور سلب ہو جائیں گے'' (عین الفقر)۔

راہ فقر میں مرشد کامل اکمل صاحب تصور اور تصرف اسم اللہ ذات کے ہاتھ پر بیعت اور اس کی صحبت اور قربت میں ذکر، تصور اور مشق مرقوم وجودیہ اسم اللہ ذات ضروری ہے کیونکہ راہ فقر میں تمام منازل و مقامات مرشدِ کامل کی نگاہ، باطنی توجہ اور ذکر، تصور، مشق وجودیہ اسم اللہ ذات سے طے ہوتے ہیں:



لفظ میلاد ''ولادت'' سے ہے اور عید سے مراد خوشی ہے اور عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مراد حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کی خوشی منانا ہے۔ کچھ لوگ اسے بدعت قرار دیتے ہیں اس بنا پر کہ یہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے دور میں منائی نہیں گئی۔ اس طرح بہت سی ایسی چیزیں ہیں جو کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہؓ کے دور میں موجود نہیں تھیں بعد میں اجماع سے عمل میں آئیں لیکن ہم اس مضمون میں یہ ثابت کر دیں گے کہ ولادتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی نہ صرف اللہ تعالیٰ نے منائی بلکہ دورِ نبوت، صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین کے دور میں بھی منائی گئی پھر ہم اس ذاتِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت پر عید کیوں نہ منائیں جس کی بدولت ہمیں دو عیدیں (عید الفطر اور عید الاضحیٰ) اور راہِ ہدایت نصیب ہوئی۔

خلافتِ عثمانیہ تک نہ صرف مکہ اور مدینہ بلکہ سارے عالمِ اسلام میں عید میلاد النبیؐ بڑے جوش وخروش سے منائی جاتی رہی ہے۔ یہ کوئی خود ساختہ اور گھڑا ہوا افسانہ نہیں ہے بلکہ حقائق کے ساتھ تاریخ کے صفحات پر موجود ہے اس مضمون کا مقصد کسی کی دل آزاری نہیں بلکہ حق کو پیش کرنا ہے۔ قرآن وحدیث، اکابرینِ حق کے اقوال اور تاریخی طور پر یہ ثابت ہے کہ خلافتِ عثمانیہ تک عالمِ عرب میں عید میلاد النبیؐ بڑی دھوم دھام سے منائی جاتی رہی ہے۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد سے ہی دنیا کو دولتِ ایمان ورحمت نصیب ہوئی دنیا وآخرت کی تمام نعمتیں ورحمتیں آپ ہی کی وجہ سے ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی کو تمام جہانوں کے لئے رحمت اور مومنین کے لئے انعام واحسان فرمایا ہے۔

یہ بات بھی اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا جشن عید میلاد سے مراد فقط یہ شریعت مطہرہ سے آگاہ کرنا اور آپ کی شان میں نعت خوانی کرنا اور لوگوں کو کھانا کھلانا ہے۔

میلاد کا سب سے پہلا اجتماع عالمِ ارواح میں اللہ تعالیٰ نے خود منعقد فرمایا اس اجتماع میں حاضرین وسامعین تمام انبیاء علیہ السلام تھے اس محفل کے انعقاد کا مقصد حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت فضائل اور شمائل کا بیان ہی تھا۔ اس محفل میں تمام انبیاء کرامؑ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں عہد لیا گیا اور اس عہد پر انبیاء کرامؑ کے ساتھ خود اللہ تعالیٰ کی ذات پاک بھی گواہ بنی۔

ترجمہ:۔ اور (اے محبوبؐ) وہ وقت یاد کریں جب اللہ نے انبیاء سے پختہ عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت عطا کر دوں پھر تمہارے پاس وہ (سب پر عظمت والا) رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے جو ان کتابوں کی تصدیق فرمانے والا ہو جو تمہارے ساتھ ہوں گی تو ضرور بالضرور ان پر ایمان لاؤ گے اور ضرور بالضرور ان

ہم اپنی اولاد اور اپنی شادی کی سالگرہ منائیں، مذہبی اور سیاسی جماعتیں اپنے سالانہ اجتماع منعقد کر کے اپنے لیڈروں کی تعریفیں کریں۔ اپنی طاقت عوام کو دکھائیں جھنڈے لہرائیں، یوم تاسیس منائیں، صد سالہ، پچاس سالہ قیام کا جشن منائیں، جلوس نکالیں، ہم اپنے ملک کی آزادی کا جشن منائیں، حکمران اپنی حکومتوں کی سالگرہ منائیں لیکن اعتراض ہو تو صرف میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منانے پر۔ تف ہے اس نظریہ کی پیروی کرنے والوں پر

کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ آج کل یعنی موجودہ دور میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجاز (مکہ مدینہ) اور تمام عرب میں نہیں منائی جاتی ان کے علم کے لئے عرض ہے کہ اسلام چودہ سو سال قبل آیا اور موجودہ دور جس کا تذکرہ یہ لوگ کرتے ہیں۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد اور خلافتِ عثمانیہ کے زوال کے بعد 70 یا 80 سال قبل شروع ہوا۔

ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر پاک کے لئے اجتماع منعقد کرنا اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرتِ مطہرہ کے روشن پہلوؤں کا ذکر کرنا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات اور درجات کا بیان، آپ ﷺ کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت کا تذکرہ، خوشی میں جلوس نکالنا شریعت مطہرہ کے اندر رہتے ہوئے، لوگوں کو

کی مدد کرو گے۔ فرمایا! کیا تم نے اقرار کیا اور اس (شرط) پر میرا بھاری عہد مضبوطی سے تھام لیا؟ سب (انبیاء) نے عرض کیا ہم نے اقرار کر لیا۔ فرمایا کہ تم گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔ (آل عمران 81)

گویا ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے محفل کا انعقاد سنتِ الٰہیہ ہے اور سب سے پہلی محفل خود اللہ پاک

نے منعقد فرمائی۔ قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

☆ ترجمہ: اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو نہیں کر سکتے''، مگر کسی نعمت پر احسان نہیں جتلایا سوائے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے۔

ترجمہ: یقیناً اللہ پاک نے انہی میں سے اپنا رسول بھیج کر مومنوں پر احسان کیا ہے۔ (آلِ عمران 164)

کیا اللہ تعالیٰ کے اس عظیم احسان کا شکر ہم مسلمانوں پر لازم نہیں ہے؟ یقیناً لازم ہے بلکہ اس عظیم نعمت کے ذکر وشکر کا حکم ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ (الضحیٰ 11)

☆ ترجمہ: اپنے ربّ کی دی ہوئی نعمت کا تذکرہ کرو۔

اس کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ مسلمان اجتماعی طور پر اللہ تعالیٰ کی اس عظیم نعمت پر اس کی حمد وثناء کریں اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے درجات وکمالات سے آگاہ ہوں اور جیسے جیسے لوگ آپ کے درجات وکمالات سے آگاہ ہوں گے آپؐ کے عشق کی آگ دل میں روشن ہوگی۔

اللہ تعالیٰ نے خود انبیاء کرام کے یومِ ولادت پر سلام بھیج کر میلادُ النبیؐ کی ترغیب دی ہے۔

فرمانِ حق تعالیٰ ہے:

"وَ سَلٰمٌ عَلَیْہِ یَوْمَ وُلِدَ (سورہ مریم 15)

☆ ترجمہ: (اللہ کی طرف سے) ان پر سلام ہو جس دن وہ پیدا ہوئے۔ (سورہ مریم)

یہی الفاظ اور سلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہیں۔

وَ السَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ (سورہ مریم 33)

☆ ترجمہ: اور اللہ کی طرف سے مجھ پر سلام ہو جس دن میں پیدا ہوا۔ (سورہ مریم)

باری تعالیٰ نے خود ولادتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے موقع پر بزمِ کائنات میں جشن کا سماں پیدا فرمایا تا کہ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خوشی اور جشن سنتِ الٰہیہ قرار پا جائے۔ مختصراً بیان کیا جاتا ہے۔

1- ولادتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وقت ستاروں کو نیچے اتار کر دنیا میں چراغاں کیا گیا۔

2- مشرق ومغرب تک پوری زمین بقعہ نور بنا دی گئی حتیٰ کہ حضرت آمنہؓ نے شام کے محلات تک دیکھ لیئے۔

3- آسمان اور جنت کے سب دروازے کھول کر عالمِ بالا کو خوشبوؤں سے مہکا دیا گیا۔

4- مشرق ومغرب اور کعبہ کی چھت پر پرچم لہرا دیئے گئے۔

5- ستر ہزار حورانِ بہشت کو استقبال کے لئے فضا میں نیچے اتارا گیا اور ان میں سے کئی حضرت آمنہؓ کے گھر پر مامور کی گئیں۔

6- ہزار ہا فرشتوں کو بھی استقبال پر مامور کر دیا گیا۔

7- جنتی پرندے بھی استقبال کیلئے نیچے اتار دیئے گئے۔

8- وقتِ ولادت حضرت آمنہؓ کو مبارکبادی کا جنتی مشروب پلایا گیا۔

9- شبِ ولادت قریشِ مکہ کے سب جانوروں کو بھی میلادِ مصطفیٰ ﷺ کی خوشی کے اظہار کے لئے زبان دے دی گئی۔

10- شبِ ولادت تمام ملائکہ امرِ الٰہی سے نیچے اتر کر ایک دوسرے کو مبارک دینے لگے۔

11- یومِ میلاد سورج کو بھی غیر معمولی نور سے نوازا گیا۔

12- وقتِ ولادت پہاڑوں' دریاؤں اور سمندروں نے بھی اپنے اپنے حال میں خوشیاں منائیں پہاڑوں کی چوٹیاں معمول سے زیادہ بلند ہوگئیں دریاؤں اور سمندروں کی سطح تموج کے ساتھ خاصی اونچی ہوگئی اور سمندری مخلوق نے بھی ایک دوسرے کو مبارکباد دی۔

13- ولادتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خوشی میں باری تعالیٰ نے سال بھر عرب کی عورتوں کو بیٹے عطا فرمائے تا کہ اس سال جاہلیت عرب کے ظالمانہ دستور کے مطابق کوئی بیٹی ناحق قتل نہ ہو۔

14- میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خوشی میں عرب کے درخت پھلوں سے لاد دیئے گئے سوکھے ہوئے کھیت ہرے بھرے ہوگئے اور قحط کو ہریالی وشادابی سے بدل دیا گیا۔

15- شبِ میلاد آسمانوں پر زبرجد اور یاقوت کے مینار بنا کر روشن کیے گئے جو شبِ معراج حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دکھائے گئے اور بتایا گیا کہ یہ آپ کی ولادت کی رات سے روشن ہیں۔

16- شبِ میلاد جنت میں نہرِ کوثر کے کناروں پر ستر ہزار عطر بیز درخت اگائے گئے اور انہیں پھلوں سے لاد دیا گیا۔

احادیث میں بھی تذکرہ میلاد موجود ہے۔

حضرت ابنِ عباسؓ سے مروی ہے کہ کچھ صحابہؓ بیٹھ کر مختلف انبیاء کرام علیہم السلام کے درجات وکمالات کا تذکرہ کر رہے تھے ایک نے کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کے خلیل تھے دوسرے نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ کیا اور کہا وہ اللہ تعالیٰ کے کلیم تھے تیسرے نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہا کہ وہ روح اللہ تھے ایک نے حضرت آدم علیہ السلام کو صفی اللہ کہا اتنے میں حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے اور فرمایا جو کچھ تم نے کہا میں نے سن لیا وہ سب درست ہے اور میرے بارے میں سن لو!

☆ ترجمہ: میں اللہ کا حبیب ہوں اور اس پر فخر نہیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

غور کیا آپ نے یہ محفل میلاد نہیں تو اور کیا ہے اگر ایسی محافل جائز نہ ہوتیں تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم منع فرما دیتے۔ محافلِ میلاد کی دوسری اصل، حدیثِ رسول میں موجود ہے آپ کی آمد پر خوشی کا اظہار کرنا ایمان کی علامت ہے۔ جب آپ مدینہ تشریف لائے تو مرد اور عورتیں گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے اور بچے اور خدام راستوں پر پھیل گئے سب لوگ نعرے لگا رہے تھے یا محمد یا رسول اللہ' یا محمد رسول اللہ (مسلم 419/2) قبیلہ بنو نجار کی بچیاں دف بجا کر پڑھ رہی تھیں طلع البدر علینا ہم پر چودھویں رات کا چاند طلوع ہوا ثنیات کی پہاڑیوں کی طرف سے۔ ہم پر اس نعمت کا شکر منانا واجب ہے۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس پر خوشی کا اظہار فرمایا۔

ایک اور روایت صحیح بخاری شریف میں منقول ہے کہ ابولہب کی لونڈی ثوبیہ نے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت کی خوشخبری ابولہب کو سنائی تو اس نے انگلی کا اشارہ کرتے ہوئے لونڈی سے کہا جاؤ آج سے تم آزاد

ہو۔ پھر جب وہ حالتِ کفر میں مر گیا تو ایک مرتبہ حضرت عباسؓ کے خواب میں آیا اور کہنے لگا کہ تم سے جدا ہو کر میں سخت عذاب سے دوچار ہوں بس سوموار کے دن اس انگلی سے سیراب کیا جاتا ہوں (جس کے اشارے سے لونڈی کو آزاد کیا تھا) تمام شارحین حدیث کا اتفاق ہے کہ اگر ابو لہب جیسا کافر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھتیجا سمجھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد کی خوشی منائے تو اسے بھی سیراب کیا جائے تو اس اُمتی کی کیا شان ہوگی جو آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کا حبیبؐ سمجھ کر میلاد مناتا ہے۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیر کے دن روزہ رکھا کرتے تھے استفسار پر فرمایا اس دن میں پیدا ہوا ہوں اور اس دن مجھ پر قرآن نازل ہوا ہے۔ (مسلم، مشکوۃ)

معلوم ہوا میلادِ مصطفیٰؐ اور نزولِ قرآن کی مسرت خود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی ہے پھر کتنی ہی محافل میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں نعت خوانی ہوئی۔ حضرت حسان بن ثابتؓ حضرت کعب بن زہیرؓ، حضرت عباسؓ نے آپ کے مناقب و فضائل آپ کی صدارت میں بیان فرمائے۔ آپ کے دشمنوں کی تردید کی اور آپ نے ان تمام کو انعامات سے سرفراز فرمایا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں بے شک میرے پاس حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ آپ کے میلاد کا ذکر کرتے رہے۔ (مجمع الزوائد۔ طبرانی، کبیر)

امام ہیثمی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے تعصب سے بالاتر ہو کر دیکھا جائے تو یہ روایت میلاد کی حقانیت پر کتنی صریح ہے۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس وقت سے خاتم النبیین ہوں جب کہ آدم علیہ السلام ابھی مٹی اور پانی کے درمیان تھے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں میں اپنی والدہ کا چشم دید واقعہ ہوں کہ دیگر انبیاء کی طرح میری والدہ نے میری ولادت پر ایک نور دیکھا جس کی روشنی سے ملک شام کے محلات دکھائی دیئے۔ (مسند احمد، مستدرک، دلائل النبوۃ)

فرمایا میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں اور اپنی والدہ کا چشم دید واقع ہوں جو انہیں میری پیدائش کے وقت دکھائی دیا ان کے جسمِ اطہر سے نور نکلا جس کی نورانیت سے بصریٰ کے درو دیوار روشن ہو گئے۔ (المستدرک، سیرت ابن ہشام، طبقات ابن سعد)

ان دو احادیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی ولادتِ مبارکہ پر اللہ تعالیٰ نے نور سے سارے جہان کو روشن کر دیا اگر کوئی اُمتی میلادِ مصطفیٰؐ کے دن چراغاں کرتا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی اس سنت پر عمل کرتا ہے۔

طبرانی، کبیر اور مسند احمد میں حدیث موجود ہے کہ ایک دن صحابہ کرامؓ کا جمِ غفیر موجود تھا آپ نے اپنے غلاموں کو اس طرح اکٹھے دیکھا تو فرمایا ما اجلسکم یہ جلسہ کس لئے ہے۔ صحابہ کرامؓ نے کہا **جلسنا تذکر اللہ و نحمدہ علی ھذا نا لدینہ و من علینابک** ہم اللہ تعالیٰ کے ذکر اور حمد کے لئے بیٹھے ہیں کیونکہ اس نے ہمیں اپنے دین کی ہدایت دی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے ہم پر احسان فرمایا آپ نے فرمایا:

☆ ان اللہ عزوجل یباھی بکم الملائکۃ۔

☆ اللہ تعالیٰ تمہارے اس عمل پر ملائکہ میں خوشی کا اظہار فرما رہا ہے۔ (طبرانی، مسند احمد)

کیا یہ حدیث میلادِ مصطفیٰؐ کا پروگرام مرتب کرنے کے لئے اصل نہیں کہ اس نے ہمیں اپنا محبوب عطا فرمایا۔

امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک محفل میلاد کی اصل احادیث میں آپ کا یہ عمل ہے کہ مدینہ منورہ میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اپنی ولادت کی خوشی میں جانور ذبح کئے بعض لوگوں نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس عمل کو عقیقہ قرار دیا تھا لیکن امام موصوف اس کا رد کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ عقیقہ تو آپ کے دادا حضرت عبدالمطلبؓ کر چکے تھے اور عقیقہ زندگی میں دوبارہ نہیں کیا جاتا آپ کے اس عمل کو اس پر محمول کیا جائے گا حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات پر اللہ تعالیٰ کے ذکر کا اظہار کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رحمت العالمین بنا کر بھیجا۔ یہ واقعہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ نے اپنی ولادت کی خوشی منائی۔

حضرت عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع ملی کہ کسی گستاخ نے آپ کے نسب شریف میں طعن کیا ہے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور فرمایا میں کون ہوں؟ صحابہؓ نے فرمایا آپ اللہ کے رسول۔ فرمایا میں عبدالمطلب کے بیٹے عبداللہ کا بیٹا ہوں۔ اللہ نے مخلوق پیدا کی ان میں سب سے بہتر مجھے بنایا پھر مخلوق کے دو گروہ کئے ان میں مجھے بہتر بنایا پھر ان کے گھرانے بنائے مجھے ان میں بہتر بنایا تو میں ان سب میں اپنی ذات کے اعتبار اور گھرانے کے اعتبار سے بہتر ہوں۔ (مشکوۃ شریف)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود محفل میلاد منعقد فرمائی جس میں اپنا حسب ونسب بیان فرمایا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ محفل میلاد کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ اس محفل میں ان لوگوں کا رد کیا جائے جو آپ کی بدگوئی کریں:

حالتِ قیام میں درود اور سلام پڑھنا

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر سن کر کھڑے ہونا تعظیم ہے جو بندۂ مومن کا شعار ہے۔ دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعت خواں حضرت حسان بن ثابتؓ فرماتے ہیں:

قیامی للعزیز علی فرض
و ترک الفرض انی یستقیم
عجبت لمن لہ عقل و لب
یری ھذا الجمال ولا یقوم۔

☆ ترجمہ: دوست کی تعظیم میں کھڑے ہونا مجھ پر فرض ہے تعظیم کو چھوڑ دینا کیسے درست ہوسکتا ہے صاحب عقل و شعور کے لئے یہ امر تعجب انگیز ہے کہ وہ اس جمال جہان کو دیکھے مگر کھڑا نہ ہو۔

حضرت حسان بن ثابتؓ کے یہ اشعار جو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں کہے گئے اور آپ نے اس

سے منع نہیں فرمایا ہمارے لئے کافی ہیں اور ہمیں کسی دوسرے فتوے کی ضرورت نہیں ہے اور پھر یہ ادب کا تقاضا ہے کہ کائنات کی سب سے اعلیٰ ہستی کا ذکر ہو اور کوئی ادب سے کھڑا ہو جائے تو اسے ناجائز کہا جائے ہمارے نزدیک تو ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں لیکن پھر بھی چند اکابرینِ حق کی رائے شائع کر رہے ہیں۔

سیدی احمد زینی شافعی مفتی مکہؒ

جرت العادة ان الناس اذا سمعوا ذکر وضعه صلی الله علیه وسلم یقولون تعظیما که صلی الله علیه وسلم و هذا القیام مستحسن لما فیه من تعظیم النبی صلی الله علیه وسلم و قدفعل ذلک کثیر من علماء الامة الذین یقتدیٰ بهم۔
(سیرت نبوی ﷺ)

ترجمہ: ''لوگوں کی عادت جاری ہے کہ جب ولادت پاک کا ذکر سنتے ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کیلئے قیام کرتے ہیں، یہ قیام مستحسن ہے کیونکہ اس میں نبی کریم کی تعظیم ہے اور یہ قیام بہت سے علمائے اُمت نے کیا ہے جو مقتدائے اور پیشوا مانے گئے ہیں۔''

علامہ علی بن برہان الدین حلبی شافعیؒ

قد وجد القیام عند ذکر اسمه صلی الله علیه وسلم من عالم الامة ومقتدی الائمة دینا و ورعا الامام تقی الدین السبکی و تابعه علی ذلک مشائخ الاسلام فی عصره۔ (سیرت حلبیه)

☆ ترجمہ: ''بیشک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نامِ مبارک کے ذکر کے وقت ایسے عالمِ اُمت اور پیشوائے آئمہ سے قیام ثابت ہے جو دین اور پرہیزگاری میں مشہور ہیں جن کا نام امام تقی الدین سبکی ہے اس قیام میں بڑے بڑے مشائخ اسلام نے انکے زمانہ میں اتباع کی ہے۔''

حضرت امام سبکیؒ کا قیام

حکی بعضهم ان الامام السبکی اجتمع عنده جمع کثیر من علماء عصره فانشد منشدا قول الصرصری فی ماحه صلی الله علیه وسلم قلیل لمدح المصطفی الخط بالذهب علی ورق من خط احسن من کتب ان تنهض الاشراف عند سماعه قیاما صفوفا او جثیا علی الرکب فعند ذلک قام الامام السبکی رحمه الله و جمیع من فی المجلس فحصل انس کبیر بذلک المجلس و یکفی مثل ذلک فی الاقتداء۔ (سیرت حلبیہ وسیرت نبویؐ)

ترجمہ: ''بعض حضرات نے بیان کیا کہ حضرت امام سبکیؒ کے پاس ان کے زمانہ میں ایک بڑی جماعت علماء کی حاضر تھی کہ ایک نعت خواں نے ابوذکریا یحیٰی صرصریؒ کے وہ اشعار جو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح شریف میں تھے پڑھے۔ کہ مصطفی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح کیلئے اچھے کاتب کے خط سے سنہری خط چاندی پر لکھوایا جائے تو بھی کم ہے اگر شریف انسان ان کا ذکر سنتے ہی کھڑے ہو جائیں۔ حالتِ قیام میں صف بستہ یا گھٹنوں کے بل۔ یہ سنتے ہی امام سبکیؒ کھڑے ہو گئے اور سب مجلس والوں نے بھی قیام کیا اور مجلس میں ایک وجد طاری ہو گیا' ایسے امام اور علماء کا قیام کرنا ہمارے لئے کافی ہے۔

علامہ حضرت شیخ عبدالرحمٰن صفوری شافعیؒ

القیام عند ولدته صلی الله علیه وسلم لا انکار فیه فانه من البدع المستحسنة وقد افتی جماعته باستحبابه عند ذکر ولادته و ذلک من الاکرام و التعظیم له صلی الله علیه وسلم و اکرامه و تعظیمه واجب علی کل مومن ولا شک ان القیام له عند الوولارة من التعظیم والاکرام قال مؤلفهر حمته اللعلمین لو استطعت القیام علی راسی لفعلت ابتغی بذلک الزلفی عندالله عزوجل۔ (نزہۃ المجالس)

ترجمہ: ''سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکرِ ولادت کے وقت قیام کرنے میں کوئی انکار نہیں کیونکہ یہ بدعت حسنہ سے ہے اور بے شک ایک جماعت علماء نے آپ کی ولادت پاک کے ذکر کے وقت استحباب قیام کا فتویٰ دیا ہے کیونکہ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اکرام و تعظیم ہے اور آپ کا اکرام اور تعظیم ہر مومن پر واجب ہے' اس میں کوئی شک نہیں کہ وقتِ ذکرِ ولادت قیام میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و اکرام ہے۔ خود مؤلف عبدالرحمٰن صفوریؒ کہتے ہیں قسم ہے اس ذات کی! جس نے اپنے حبیبؐ کو دونوں جہانوں کی رحمت بنا کر بھیجا ہے اگر میں سر کے بل کھڑا ہو سکتا تو بھی قیام کرتا محض بارگاہِ الٰہی میں قرب حاصل کرنے کیلئے۔''

میلاد النبیؐ کے بارے میں اکابرین حق کی رائے

تاریخِ میلاد:

میلادِ پاک کو مروجہ اہتمام کے ساتھ منعقد کرنے کی ابتداء اربل کے حکمران سلطان مظفر (سلطان صلاح الدین ایوبی کے بہنوئی) جس کا پورا نام ابوسعید کوکبری بن زین علی بن بکتگین ہے' سے ہوئی۔

اس کا شمار عظیم المرتبت بادشاہوں اور فیاض امراء میں ہوتا ہے۔ اس نے کئی اور نیک کارنامے بھی سرانجام دیئے اور یادگاریں قائم کیں' کوہ قاسیون کے دامن میں جامع مظفری تعمیر کرائی۔ ابن کثیر اس بارے میں لکھتے ہیں :

''سلطان مظفر ربیع الاول کے مہینے میں میلاد شریف کا نہایت شان و شوکت اور تزک و احتشام سے اہتمام کرتا تھا اور اس سلسلہ میں ایک عظیم الشان جشن منعقد کرتا۔ وہ ایک ذکی القلب' دلیر' زیرک' عالم اور عادل حکمران تھا۔ اللہ اس پر رحمت کرے اور معزز مقام و مرتبہ سے نوازے۔ شیخ ابو خطاب بن وحیہ نے اس کیلئے میلاد شریف کے موضوع پر ایک کتاب بھی لکھی جس کا نام انہوں نے "التنویر فی المولد البشیر النذیر" رکھا۔ جس پر سلطان نے انہیں ایک ہزار دینار انعام دیا۔ وہ تادم مرگ حکمران رہا' اس کی وفات ۶۳۰ ہجری میں شہر عکا میں ہوئی۔ اس وقت اس نے

فرنگیوں کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ مختصر یہ کہ انتہائی نیک سیرت اور پاک طینت شخص تھا۔

سبط ابن الجوزی نے مراۃ الزمان میں لکھا ہے: سلطان مظفر کے ہاں میلادِ پاک میں شریک ہونے والے ایک شخص نے بیان کیا کہ اس نے خود شمار کیا کہ شاہی دسترخوان میں پانچ سوختہ بکریاں، دس ہزار مرغیاں، ایک لاکھ آبخورے، اور تیس ہزار ٹوکرے شیریں پھلوں سے لدے ہوئے پڑے تھے۔

مزید لکھتے ہیں کہ میلادِ پاک کی تقریب پر، سلطان کے ہاں بڑے بڑے جید علماء کرام اور جلیل القدر صوفیاء آتے، جنہیں وہ خلعت واکرامِ شاہی سے نوازتا تھا، صوفیاء کیلئے ظہر سے لے کر فجر تک محفلِ سماع ہوتی، جس میں وہ بنفسِ نفیس شریک ہوتا اور صوفیاء کے ساتھ مل کر وجد کرتا تھا۔ ہر سال میلادِ پاک پر تین لاکھ دینار خرچ کرتا۔ باہر سے آنے والوں کیلئے اس نے ایک مہمان خانہ مخصوص کر رکھا تھا، جس میں ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگ بلالحاظ مرتبہ، مختلف اطراف واکناف سے آکر ٹھہرا کرتے، اس مہمان خانہ پر ہر سال ایک لاکھ دینار خرچ ہوتا تھا۔ اسی طرح ہر سال دو لاکھ دینار فدیہ دے کر فرنگیوں سے اپنے مسلمان قیدی رہا کراتا اور حرمین شرفین کی نگہداشت اور حجاز مقدس کے راستے میں (حجاج کرام کیلئے) پانی مہیا کرنے کیلئے تین ہزار دینار سالانہ خرچ کیا کرتا تھا۔

یہ ان صدقات وخیرات کے علاوہ جو پوشیدہ طور پر کئے جاتے، اس کی بیوی ربیعہ خاتون جو سلطان صلاح الدین ایوبی کی ہمشیرہ تھی۔ بیان کرتی ہیں کہ اس کی قمیض موٹے کرباس (کھدر کی قسم کے کپڑے) کی ہوتی تھی۔ جو پانچ درہم سے زیادہ لاگت کی نہیں ہوتی تھی کہتی ہیں کہ ایک بار میں نے اس سلسلے میں انہیں روکا تو انہوں نے کہا کہ میرے لئے پانچ درہم کا کپڑا پہن کر باقی صدقہ خیرات کر دینا، اس سے کہیں بہتر ہے کہ میں قیمتی کپڑے پہنا کروں اور کسی فقیر اور مسکین کو خیر باد کہہ دوں۔

حجۃ الدین امام محمد بن ظفر المکیؒ

حجۃ الدین امام محمد بن ظفر المکیؒ (114-1170ء) کہتے کہ الدرالمنتظم میں ہے:-

ترجمہ: اہل محبت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے میلاد کی خوشی میں دعوتِ طعام منعقد کرتے چلے آرہے ہیں۔ قاہرہ کے جن لوگوں نے محبت وعشق سے بڑی بڑی دعوتوں کا اہتمام کیا ان میں شیخ ابوالحسنؒ بھی ہیں جو کہ ابنِ قفل قدس اللہ تعالیٰ سرہ کے نام سے مشہور ہیں اور ہمارے شیخ ابوعبد اللہ محمد بن نعمان کے شیخ ہیں یہ عمل مبارک جمال الدین عجمی ہمدانیؒ نے بھی کیا اور مصر میں سے یوسف حجاز نے اسے بہ قدر وسعت منعقد کیا پھر انہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو (خواب میں) دیکھا کہ آپ یوسف حجاز کو عملِ مذکور کی ترغیب دے رہے تھے۔ (صالحی، سبل الھدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد 1-363)

امام عماد الدین بن کثیرؒ

امام حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن کثیر (1301-1373ء) ایک نامور محدث مورخ اور فقیہہ تھے آپ کی تفسیر ''تفسیر القرآن العظیم'' اور احادیث کی کتب جامع کتاب ''جامع المسانید والسنن'' اور تاریخ کے میدان میں ''البدایۃ والنھایۃ'' مستند کتب ہیں آپ نے میلادِ پاک کے بارے میں ایک مختصر کتاب ''ذکر مولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم و رضاعۃ'' کے نام سے بھی تحریر کی ہے آپ اسی کتاب میں لکھتے ہیں:-

☆ سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چچا ابولہب کی کنیز ثوبیہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دودھ پلایا تھا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس چچا کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت کی خوشخبری دی تو اس نے اس خوشی میں اُسے اسی وقت آزاد کر دیا جب اس کے مرنے کے بعد اس کے بھائی عباس بن عبد المطلبؓ نے اُسے خواب میں بُری حالت میں دیکھا تو پوچھا! تیرا کیا حال ہے؟ پس اس نے جواب دیا۔ تم سے بچھڑنے کے بعد مجھے کوئی سکون نہیں ملا اور اپنی شہادت کی انگلی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا سوائے اس کے کہ ثوبیہ کو آزاد کرنے کی وجہ سے مجھے اس سے پانی پلایا جاتا ہے۔

حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ

شارحِ صحیح البخاری حافظ شہاب الدین نے ابوالفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی (1372-1449ء) نے میلاد النبیؐ کی واضح طور پر تحقیق کی ہے امام جلال الدین سیوطیؒ لکھتے ہیں کہ ایک بار آپ سے میلاد شریف کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے یہ جواب دیا'' مجھے میلاد شریف کے بارے میں اصل تخریج کا پتہ چلا ہے ''صحیحین'' سے ثابت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو آپ نے یہود کو روزہ رکھتے ہوئے پایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان سے پوچھا! ایسا کیوں کرتے ہو؟ اس پر انہوں نے جواب دیا کہ اس دِن اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی تو ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکر بجالانے کے لیے روزہ رکھتے ہیں۔''

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی احسان وانعام کے عطا ہونے یا کسی مصیبت کے ٹل جانے پر کسی خاص معین دِن میں اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانا اور ہر سال اس دِن کی یاد تازہ کرنا احسن ہے۔

اللہ تعالیٰ کا شکر نماز وسجدہ، صدقہ اور تلاوتِ قرآنِ پاک اور دیگر عبادات کے ذریعے بجالایا جاسکتا ہے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت سے بڑھ کر نعمتوں میں سے کون سی نعمت ہے اس لیے اس دن ضرور شکرانہ بجالانا چاہیے۔

اس وجہ سے ضروری ہے کہ اسی معین دن کو منایا جائے تا کہ یوم عاشورہ کے حوالے سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقع سے متابقت ہو۔

اور اگر کوئی اس چیز کو ملحوظ رکھے تو میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عمل کو ماہ کے کسی بھی دن میں منانے میں حرج نہیں بلکہ بعض نے تو اسے یہاں تک وسیع کیا ہے کہ سال میں کوئی دن بھی منالیا جائے پس یہی ہے جو کہ عملِ مولد (ولادت) کی اصل ہے۔

جب کہ وہ چیزیں جن پر عمل کیا جاتا ہے ضروری ہے کہ ان پر اکتفا کیا جائے جس سے شکر خداوندی سمجھ آئے جیسا کہ

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ ان میں ذکر، تلاوت، ضیافت، نعتیں، منقبت، صوفیانہ کلام جو کہ دلوں کو اچھے کاموں کی طرف راغب کرے اور آخرت کی یاد لائے دل میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا کرے ایسے امور شامل ہیں۔ (حسن المقصد فی عمل المولد، الحاوی للفتاوی)

امام شہاب الدین ابوالعباس قسطلانیؒ

''صاحبِ ارشادالساری لشرح صحیح البخاری'' امام شہاب الدین ابوالعباس بن ابی بکر قسطلانی (1448-1517ء) میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں لکھتے ہیں:-

☆ ہمیشہ سے مسلمان حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے مہینے میں میلاد کی محافل منعقد کرتے آئے ہیں وہ دعوتوں کا اہتمام کرتے ہیں اس ماہ کی راتوں میں صدقات وخیرات کی تمام ممکنہ صورتیں بروئے کار لاتے ہیں اظہارِ مسرت اور نیکیوں میں کثرت کرتے ہیں اور میلاد شریف کے چرچے کیے جاتے ہیں ہر مسلمان میلاد شریف کی محافل سے فیض یاب ہوتا ہے۔

☆ میلاد شریف کی محافل کے انعقاد کی برکات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جس سال میلاد منایا جائے اس سال امن قائم رہتا ہے نیز نیک مقاصد اور دلی خواہشات کی تکمیل ہوتی ہے پس اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جس نے ماہ میلاد النبی کی راتوں کو بھی بہ طور عید منا کر ان لوگوں کے شدتِ مرض میں اضافہ کیا جن کے دلوں میں (بغضِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سبب خطرناک) بیماری ہے۔ (المواھب اللدنیہ بالمنح المحمدیۃ امام زرقانی شرح المذاھب اللدنیہ)

امام محمد الزرقانیؒ

امام ابوعبداللہ محمود محمد بن عبدالباقی بن یوسف المالکی الزرقانی (1645-1710ء) سیرتِ طیبہ کی معروف کتاب المواھب اللدنیۃ نالمنح المحمدیۃ کی شرح میں فرماتے ہیں:-

استمر أهل الاسلام بعد القرون الثلاثة التی شهد المصطفى ﷺ بخيريتها، فهو بدعة. وفی أنها حسنة، قال السیوطی: وهو مقتضى كلام ابن الحاج فی مدخله فانه انما ذم ما احتوى عليه من المحرمات مع تصريحه قبل بانه ينبغی تخصيص هذا الشهر بريادة فعل البرّ وكثرة الصدقات والخيرات وغيره ذلک من وجوه القربات. وهذا هو عمل المولد مستحسن والحافظ ابی الخطاب بن دحية الف فی ذالک "التنوير فی مولد البشير النذير" فا جازه الملک المنظفر صاحب اربل بالف دينار، واختاره ابو الطيب السبتی نزيل قوص وهولاء من اجلّة المالكية او مذمومة وعليه التاج الفاكهانی وتكفل السيوطی، لردّ ماستد اليه حرفاً حرفاً والاول اظهر، لما اشتمل عليه من الخير الكثير.

يحتفلون: يهتمون بشهر مولده عليه الصلوٰة والسلام ويعملون الولائم ويتصدقون فی لياليه بانواع الصدقات ويظهرون السرور به، ويزيدون فی المبرات ويعتون بقرائة قصة مولده الكريم ويظهر عليهم من بركاته كل فضل عميم. (المواھب اللدنیہ امام زرقانی)

''اہلِ اسلام ان ابتدائی تین اَدوار (جنہیں حضور نبی اکرم ﷺ نے خیر القرون فرمایا ہے) کے بعد سے ہمیشہ ماہ میلاد النبی ﷺ میں محافل میلاد منعقد کرتے چلے آرہے ہیں۔ یہ عمل (اگرچہ) بدعت ہے مگر ''بدعتِ حسنہ'' ہے (جیسا کہ) امام سیوطیؒ نے فرمایا ہے:-اور ''المدخل'' میں ابن الحاج کے کلام سے بھی یہی مراد ہے اگرچہ انہوں نے ان محافل میں دَر آنے والی ممنوعات (محرمات) کی مذمت کی ہے لیکن اس سے پہلے تصریح فرمادی ہے کہ اس ماہ مبارک کو اعمال صالحہ اور صدقہ وخیرات کی کثرت اور دیگر اچھے کاموں کے لیے خاص کر دینا چاہیے۔ میلاد منانے کا یہی طریقہ پسندیدہ ہے۔ حافظ ابوخطاب بن دحیہ کا بھی یہی موقف ہے جنہوں نے اس موضوع پر ایک مستقل کتاب ''التنویر فی المولد البشیر و النزیر'' تالیف فرمائی جس پر مظفر شاہ اربل نے انہیں ایک ہزار دینار (بطور انعام) پیش کیے۔ اور یہی رائے ابوطیب سبتی کی ہے جو قوص کے رہنے والے تھے۔ یہ تمام علماء جلیل القدر مالکی ائمہ میں سے ہیں۔ یا پھر یہ (عمل مذکور) بدعت مذمومہ ہے جیسا کہ تاج فاکہانی کی رائے ہے۔ لیکن امام سیوطیؒ نے ان کی طرف منسوب عبارات کا حرف بہ حرف رَدّ فرمایا ہے۔ (بہرحال) پہلا قول ہی زیادہ راجح اور واضح تر ہے۔ بایں وجہ یہ اپنے دامن میں خیر کثیر رکھتا ہے۔

''لوگ (آج بھی) ماہ میلاد النبی ﷺ میں اجتماعات کا خصوصی اہتمام کرتے ہیں اور اس کی راتوں میں طرح طرح کے صدقات وخیرات دیتے ہیں اور خوشی ومسرت کا اظہار کرتے ہیں۔ کثرت کے ساتھ نیکیاں کرتے ہیں اور مولود شریف کے واقعات پڑھنے کا اہتمام کرتے ہیں جس کے نتیجے میں اس کی خصوصی برکات اور بے پناہ فضل وکرم اُن پر ظاہر ہوتا ہے۔''

امام جلال الدین سیوطیؒ

میرے نزدیک میلاد پاک دراصل ایک ایسی تقریب مسرت ہوتی ہے جس میں لوگ جمع ہو کر بقدرِ سہولت قرآنِ کریم کی تلاوت کرتے ہیں اور حضور نبی کریمؐ کے ظہور کے سلسلہ میں جو خوشخبریاں احادیث وآثار میں آئی ہیں اور جو خوارقِ عادات اور نشانیاں ظاہر ہوئی ہیں' انہیں بیان کرتے ہیں پھر شرکائے محفل کے آگے دستر خوان بچھایا جاتا ہے وہ حسبِ ضرورت اور بقدر کفایت ماحضر تناول کرتے ہیں اور دعائے خیر کر کے اپنے اپنے گھروں کو واپس جاتے ہیں۔ میلاد النبیؐ کے سلسلہ میں منعقد کی جانے والی یہ تقریب سعید' بدعت حسنہ ہے' جس کا اہتمام کرنے والے کو ثواب ملے گا' اس لئے کہ اس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم' شان اور آپ کی ولادت باسعادت پر فرحت وانبساط کا اظہار پایا جاتا ہے۔ (حسن المقصد فی عمل المولد)

☆ بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت ہمارے لیے نعمتِ عظیم ہے اور آپ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کا وصال ہمارے لیے سب سے بڑی مصیبت ہے تاہم شریعت نے نعمت پر اظہار شکر کا حکم دیا ہے اور مصیبت پر صبر وسکون کرنے اور اُسے چھپانے کا حکم دیا ہے اس لیے شریعت نے ولادت کے موقع پر عقیقہ کا حکم دیا ہے کہ یہ بچے کے پیدا ہونے پر اللہ تعالیٰ کے شکر اور ولادت پر خوشی کے اظہار کی ایک صورت ہے لیکن موت کے وقت جانور ذبح کرنے جیسی کسی چیز کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ نوحہ اور جزع وغیرہ سے بھی منع کر دیا گیا لہٰذا شریعت کے قواعد کا تقاضا ہے کہ ماہ ربیع الاوّل میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کی خوشی منائی جائے نہ کہ وصال کی وجہ سے غم۔ (حسن المقصد فی عمل المولد، الحاوی للفتاوی)

امام ابوشامہ امام نووی کے استاد کا قول

و من احسن ما ابتدع فی زماننا ما یفعل کل عام فی الیوم الموافق لیوم مولدہ ﷺ من الصدقات و المعروف و اظهار الزرینة فان ذلک مع ما فیه من الاحسان للفقرآء مشعر بمحبة النبی ﷺ و تعظیمه فی قلب فاعل ذلک و شکر الله علی مامن به من ایجاد رسول الله ﷺ ارسلنه رحمة للعالمین (امام صالحی، سبل الهدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد)

ترجمہ: ''ہمارے زمانے کی اچھی ایجادوں میں وہ افعال ہیں جو مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دن کئے جاتے ہیں۔یعنی صدقات' بھلائی کے کام' زینت وسرور کا اظہار کیونکہ.....اس میں فقراء کے ساتھ احسان کرنے کے علاوہ اس بات کا شعار ہے کہ میلاد کرنے والے کے دل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور تعظیم ہے اور اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہے جو اس نے رحمتہ العلمین کو پیدا فرما کر ہم پر احسان فرمایا ہے۔''

حافظ شمس الدین الجزریؒ (660ھ)

فاذا کان هذا ابولهب الکافر الذی نزل القرآن بذمه جوزی بفرحه لیلة مولد النبی ﷺ فما حال المسلم الموحد من امته ﷺ بمولده و یبذل ما تصل الیه قدرته فی محبته ﷺ لعمری انما یکون جزآؤه من الله الکریم ان یدخله بفضله العمیم جنات النعیم۔ (الحاوی للفتاوی، امام جلال الدین سیوطیؒ)

ترجمہ: ''جب ابولہب کافر جس کی مذمت میں قرآن پاک نازل ہوا کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں جزا نیک مل گئی (عذاب میں تخفیف) تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امامت کے مسلمان' موحد کا کیا حال ہوگا' جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی مناتا ہو اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں حسبِ طاقت خرچ کرتا ہو' مجھے اپنی جان کی قسم! اللہ کریم ہے اس کی جزا یہ ہے کہ اس کو اپنے فضل عمیم سے جنت نعیم میں داخل فرما دے گا۔''

حضرت امام سخاویؒ

لم یفعله احد من السف فی القرون الثلاثة و انما حدث بعد ثم لازوال اهل الاسلام من سائر الاقطار و المدن الکبار یعملون المولد یتصدقون فی لیالیه بانواع الصدقات و یعتنون بقراءة مولده الکریم و یظهر علیهم من برکاته کل فضل عمیم۔ (فتاوی امام سخاوی)

ترجمہ: ''تینوں زمانوں میں سلف میں کسی نے میلاد (مروجہ) نہیں کیا' اس کے بعد شروع ہوا پھر ہمیشہ مسلمان ہر طرف اور بڑے شہروں میں میلاد کرتے ہیں اور ان راتوں میں ہر قسم کا صدقہ کرتے ہیں اور میلاد شریف بیان کرنے کا اہتمام کرتے ہیں' میلاد شریف کی برکت سے ان پر ہر قسم کا فضل ورحمت نازل ہوتی ہے۔

حضرت علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانیؒ

لازال اهل الاسلام یحتفلون بشهر مولده علیه الصلوة و السلام و یعملون الولائم و یتصدقون فی لیالیه بانواع الصدقات و یظهرون السرور و یزیدون فی المبرات و یعتنون بقرآءة مولده الکریم (انوار محمدیہ)

ترجمہ: ''ہمیشہ مسلمان ولادت پاک کے مہینہ میں محفل میلاد منعقد کرتے آئے ہیں اور دعوتیں کرتے ہیں اور اس ماہ کی راتوں میں ہر قسم کا صدقہ کرتے ہیں اور خوشی مناتے ہیں' نیکی زیادہ کرتے ہیں اور میلاد شریف پڑھنے کا بہت اہتمام کرتے ہیں۔''

حضرت امام ابن جوزیؒ

علامہ جمال الدین ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی بن جوزیؒ (1116-1201ء) کثیر کتب کے مصنف ہیں۔ آپؒ فرماتے ہیں:۔

من خواصه انه امان فی ذلک العام و بشری عاجلة نبیل البغیة والمرام و اول من احدثه من الملوک الملک الظفر ابوسعید صاحب اربل واتف له الحافظ ابن وحبة تالیفا سماه التنویر فی مولد البشیر النذیر فاجرزه الملک المظف بالف دینار وصنع الملک المظفر المولد وکان یعمله فی ربیع الاول و یحتفل به احتلافا ضائلا و کان شهما شجاعا بطلا عاقلا عالما عادلا و طالف مدته فی الملک اتی ان مان و هو فحاصرا الفرنج بمدینة عکاسنة ثلاثین و ستمائة محمود السیرة و السیرة۔ (سیرت نبوی)

ترجمہ: ''میلاد شریف کی ایک تاثیر یہ ہے کہ سال بھر امن رہے گا اور مرادیں پوری ہونے کی خوشخبری ہے۔ بادشاہوں میں سے جس نے پہلے میلاد شریف شروع کیا وہ مظفر ابوسعید شاہ اربل تھا' اس کیلئے حافظ ابن وحیہ نے ایک کتاب لکھی جس کا نام "التنویر فی مولد البشیر النذیر" رکھا۔ بادشاہ نے اس کو ہزار دینار نذر کئے' بادشاہ مظفر نے میلاد کیا اور وہ ربیع الاول شریف میں میلاد کیا کرتا تھا اور اس میں عظیم الشان محفل منعقد کرتا تھا اور وہ ذکی' بہادر'

دلیر، عقلمند، عالم اور عادل تھا۔ وہ سیرت اور عادت کا اچھا تھا۔ اس کا زمانہ حکومت طویل رہا یہاں تک کہ انگریزوں کا محاصرہ کرتے ہوئے 630-ہجری میں عکا شہر میں انتقال کرگیا۔"

اس مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ شاہِ اربل ملک مظفر ابوسعید عالم عادل ہونے کے علاوہ مجاہد بھی تھا اور جہاد فی سبیل اللہ میں اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کردی' لہٰذا جن لوگوں نے انہیں بُرے کلمات سے یاد کیا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔

آپ اپنی کتاب "بیان المیلا دالنبوی" ﷺ میں تحریر فرماتے ہیں:

لا زال اهل الحرمين الشريفين والمصر واليمن والشام وسائر بلاد العرب من المشرق والمغرب يحتفلون بمجلس مولد النبي ﷺ ويفرحون بقدوم هلال شهر ربيع الاول ويهتمون اهتمامًا بليغًا على السماع والقراة لمولدالنبي ﷺ وينالون بذالك أجزاً جزيلاً وَفوزاً اعظيمًا o

ترجمہ: مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ، مصر، شام، یمن، الغرض مشرق تا غرب تمام بلادِ عرب کے باشندے ہمیشہ سے عید میلادالنبی ﷺ کی محفلیں منعقد کرتے آئے ہیں وہ ربیع الاول کا چاند دیکھتے تو ان کی خوشی کی انتہا نہ رہتی چنانچہ ذکرِ میلاد پڑھنے اور سننے کا اہتمام کرتے اور اس کے باعث بے پناہ اجر و کامیابی حاصل کرتے رہے ہیں۔

حضرت ابن جوزی کے پوتے کا قول

قال سبط ابن الجوزی فی مرآة الزمان حکی لی بعض من حضر سماط المظفر فی بعض المولد فذكرانه عدفيه خمسة الاف راس غنم وعشرة الاف رجاجة و مائدة الف زبدیةو ثلاثین الف صحن حلوه و كان يحضر عنده فی المولد اعيان العلماء و الصوفية فيخلع عليهم ولطق لهم البحورو گان يصرف علی المولد ثلثمائة الف دينار. (سیرت نبوی)

ترجمہ: "حضرت ابن جوزیؒ کے پوتے فرماتے ہیں کہ مجھے لوگوں نے بتایا جو ملک مظفر کے دسترخوان پر میلاد شریف کے موقع پر حاضر ہوئے کہ اس کے دسترخوان پر پانچ ہزار بکریوں کے بھنے ہوئے سر' دس ہزار مرغ ایک لاکھ پیالی مکھن اور تیس ہزار طباق حلوے کے تھے اور میلاد میں اس کے ہاں مشاہیر علماء اور صوفی حضرات حاضر تھے' ان سب کو خلعتیں عطا کرتا تھا اور خوشبودار چیزیں سلگاتا تھا اور میلادِ مبارک پر تین لاکھ دینار خرچ کرتا تھا۔

عبارت بالا سے معلوم ہوا کہ میلادِ مبارک میں فقط عوام ہی حاضر نہیں ہوتے بلکہ مشاہیر' علماء اور اولیاء بھی شرکت کرتے تھے۔

حضرت سیدّ احمد زینی شافعیؒ

عمل المولدو اجتماع الناس له كذلک مستحسن۔ (سیرت نبوی)

ترجمہ: "میلاد شریف کرنا اور لوگوں کا اس میں جمع ہونا بہت اچھا ہے۔"

الموالد والاذکار التی تفعل عندنا اکثرها مشتمل علی خیر کصدقة و ذکر و صلاة و سلام علی رسول الله ﷺ و مدحه

ترجمہ: "محافل میلاد اور اذکار جو ہمارے ہاں کئے جاتے ہیں ان میں سے اکثر بھلائی پر مشتمل ہیں جیسے صدقہ ذکر' صلوٰۃ وسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ کی مدح پر۔"

مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ

"میلاد شریف کرنے والوں کیلئے اس میں سند ہے جو شب میلاد خوشیاں مناتے ہیں اور مال خرچ کرتے ہیں یعنی ابولہب کافر تھا اور قرآن پاک اس کی مذمت میں نازل ہوا جب اسے میلاد کی خوشی منانے اور اپنی لونڈی کو آزاد کرنے کی وجہ سے جزا دی گئی تو اس مسلمان کا کیا حال ہوگا جو محبت اور خوشی میں بھرپور ہے اور میلاد پاک میں مال خرچ کرتا ہے۔" (مالبت من السنة فی ایام السنة)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے فیوض الحرمین میں لکھا ہے کہ میں حاضر ہوا اس مجلس میں جو مکہ معظمہ میں مکان مولد شریف میں تھی۔ بارہویں ربیع الاول کو اور ذکرِ ولادت شریف اور خوارق عادت وقتِ ولادت کا پڑھا جاتا تھا۔ میں نے دیکھا کہ یکبارگی کچھ انوار اس مجلس سے ظاہر ہوئے' میں نے ان انوار میں تامل کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ انوار تھے' ملائکہ جو ایسی محافل متبرکہ میں حاضر ہوا کرتے ہیں اور بھی انوار تھے' رحمتِ الٰہی کے۔ (فیوض الحرمین)

حضرت مولانا مولوی محمد عنایت احمد کاکوریؒ

حرمینِ شریفین اور اکثر بلادِ اسلام میں عادت ہے کہ ماہ ربیع الاول میں محفلِ میلاد شریف کرتے ہیں اور مسلمانوں کو مجتمع کر کے ذکرِ مولود شریف کرتے ہیں اور اکثر درود پڑھتے ہیں اور بطور دعوت کے کھانا یا شیرینی تقسیم کرتے ہیں۔ سو یہ امر موجب برکاتِ عظیمہ ہے اور سبب ہے زیادت محبت کا ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے۔ بارہویں ربیع الاول کو مدینہ منورہ میں یہ محفل متبرک مسجد شریف میں ہوتی ہے اور مکہ المکرمہ میں مکان ولادت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں۔ (تواریخ حبیب اللہ)

حافظ ابوالحسنات محمد عبدالحیٔ لکھنویؒ

ترجمہ "میلاد شریف بدعت ضلالت نہیں دو وجہ سے وجہ اول یہ ہے کہ میلاد کا مطلب یہ ہے کہ مقرر کوئی قرآن کی آیت یا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث پڑھے اور اس کی تشریح میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل معجزات ولادت' نسب کے احوال اور ولادت خوارق عادت جو آپ سے ظاہر ہوئے بیان کرے' جیسا کہ اس کی تحقیق ابن حجر مالکی نے "النعمته الکبری

"علی العالم بمولد سید ولد آدم" میں کی ہے ان کے علاوہ علمائے ماہرین نے کی ہے۔

یہ حقیقت یعنی میلاد شریف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ پاک کے زمانہ میں موجود تھی اگرچہ یہ نام نہ تھا فن حدیث کے ماہرین پر یہ پوشیدہ نہیں کہ صحابہؓ مجالس وعظ اور تعلیم علم میں فضائل اور حالاتِ ولادت احمد یہ کا ذکر کرتے تھے۔صحاح میں مروی ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسان بن ثابتؓ کو اپنی مسجد شریف میں منبر شریف پر بٹھاتے تھے اور وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات کو نظم اور اشعار میں پڑھتے تھے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے حق میں دعائے خیر کرتے اور فرماتے: اے اللہ! روحِ اقدس سے ان کی تائید فرما' دیوان حسان کے ناظر پر یہ بات پوشیدہ نہیں کہ ان کے قصائد میں معجزات اور ولادتِ پاک کے حالات اور نسب شریف کا ذکر موجود تھا' پس اس قسم کے اشعار کا پڑھنا کسی محفل و مجلس میں میلاد شریف ہے۔(مجموعہ فتاویٰ عبدالحیٰ)

محمد امداد اللہ مہاجر مکیؒ

علمائے ہند کے عظیم شیخ بالخصوص علماء دیو بند کے مرشد جن کے مریدین میں مدرسہ دیو بند کے بانی مولانا محمد قاسم نانوتوی دارالعلوم دیو بند کے سرپرست مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا اشرف علی تھانوی اور مولانا محمود الحسن دیو بندی شامل ہیں آپ ہندوستان سے ہجرت کر کے مکہ مکرمہ میں مقیم ہوئے اور جنت المعلیٰ میں مدفون ہوئے۔عید میلاد کے بارے میں فرماتے ہیں:۔

مولد شریف تمام اہل حرمین کرتے ہیں اس قدر ہمارے واسطے حجت کافی ہے اور ہمارے علماء اس زمانے میں جو کچھ قلم میں آتا ہے بے محابا فتوی دے دیتے ہیں' علمائے ظاہر کیلئے علم باطن بہت ضروری ہے۔بغیر اس کے کچھ کام درست نہیں ہوتا۔فرمایا: ہمارے علماء مولد شریف میں بہت تنازع کرتے ہیں' تاہم علماء جواز کی طرف بھی گئے ہیں' جب صورت جواز کی موجود ہے پھر کیوں ایسا تشدد کرتے ہیں اور ہمارے واسطے اتباع حرمین کافی ہے۔(شمائم امدادیہ)

مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہوں' بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر منعقد کرتا ہوں۔(فیصلہ ہفت)

امام صدر الدین موہوب بن عمر الجزری

قاضی مصر صدر الدین موہوب بن عمر بن موہوب الجزری الشافعی فرماتے ہیں:

هذه بدعة لا بأس بها، ولا تُكره البدع إلا إذا راغمت السُنة، وأما إذا لم تراغمها فلا تُكره، ويُثاب الإنسان بحسب قصده في إظهار السرور و الفرح بمولد النبي ﷺ.

وقال في موضع آخر: هذا بدعة، ولكنها بدعة لا بأس بها، ولكن لا يجوز له أن يسأل الناس بل إن كان يَعلمُ أو يغلب على ظنه أن نفس المسؤول تَطيب بما يعطيه فالسؤال لذلك مباح أرجو أن لاينتهي إلى الكراهة.

(صالحی' سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد ﷺ)

''یہ بدعت ہے لیکن اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور بدعتِ مکروہ وہ ہے جس میں سنت کی بے حرمتی ہو۔اگر یہ پہلو نہ پایا جائے تو (بدعت) مکروہ نہیں اور انسان حضور نبی اکرم ﷺ کے میلاد کی حسبِ توفیق اور حسبِ ارادہ مسرت وخوشی کے اظہار کے مطابق اجر وثواب پاتا ہے۔''

''اور ایک دوسرے مقام پر کہتے ہیں: یہ بدعت ہے لیکن اس بدعت میں کوئی مضائقہ نہیں۔لیکن اس کے لیے لوگوں سے سوال کرنا جائز نہیں اور اگر وہ یہ جانتا ہے یا اُسے غالب گمان ہے کہ اس کا سوال مسئول کی طبیعت پر گراں نہیں گزرے گا اور وہ خوشی سے سوال کو پورا کرے گا تو ایسی صورت میں یہ سوال مباح ہوگا اور میں امید کرتا ہوں کہ یہ عمل مبنی بر کراہت نہیں ہوگا۔''

امام ظہیر الدین جعفر التزمنتی

امام ظہیر الدین جعفر بن یحییٰ بن جعفر التزمنتی الشافعی (م1283ء) کہتے ہیں:

هذا الفعل لم يقع في الصدر الأول من السلف الصالح مع تعظيمهم وحبهم له إعظاماً ومحبة لا يبلغ جمعنا الواحد منهم ولا ذرّة منه، وهي بدعة حسنة إذا قصد فاعلها جمع الصالحين والصلاة على النبي ﷺ وإطعام الطعام للفقراء والمساكين وهذا القدر يثاب عليه بهذا الشرط في كل وقت. (صالحی' سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد ﷺ)

''محافلِ میلاد کے انعقاد کا سلسلہ پہلی صدی ہجری میں شروع نہیں ہوا اگرچہ ہمارے اسلاف صالحین عشقِ رسول ﷺ سے اس قدر سرشار تھے کہ ہم سب کا عشق و محبت ان بزرگانِ دین میں سے کسی ایک شخص کے عشقِ نبی ﷺ کو نہیں پہنچ سکتا۔میلاد کا انعقاد بدعتِ حسنہ ہے' اگر اس کا اہتمام کرنے والا صالحین کو جمع کرنے' محفلِ درود و سلام اور فقراء و مساکین کے طعام کا بندوبست کرنے کا قصد کرتا ہے۔اس شرط کے ساتھ جب بھی یہ عمل کیا جائے گا موجبِ ثواب ہوگا۔''

علامہ ابنِ تیمیہ

علامہ تقی الدین احمد بن عبدالحلیم بن عبدالسلام بن تیمیہ (1263-1328ء) اپنی کتاب اقتضاء الصراط المستقيم لمخالفة أصحاب الجحيم میں لکھتے ہیں:

☆ وكذلك مايحدثه بعض الناس، إما مضاهاة للنصارى في ميلاد عيسى عليه السلام، وإما محبة للنبي ﷺ وتعظيماً. والله قد يثيبهم على هذه المحبة والاجتهاد، لا على البدع من اتخاذ مولد النبي ﷺ عيداً. (اقتضاء الصراط المستقیم لمخالفۃ أصحاب الجحیم)

''اور اسی طرح اُن اُمور پر (ثواب دیا جاتا ہے) جو بعض لوگ ایجاد کر لیتے ہیں' میلادِ عیسیٰ علیہ السلام میں نصاریٰ سے مشابہت کے لیے یا حضور نبی اکرم ﷺ کی محبت اور تعظیم کے لیے اور اللہ تعالیٰ اُنہیں اس محبت اور

اجتہاد پر ثواب عطا فرماتا ہے نہ کہ بدعت پر' اُن لوگوں کو جنہوں نے یوم میلاد النبی ﷺ کو بہ طور عید اپنایا۔''

اسی کتاب میں دوسری جگہ لکھتے ہیں:

فتعظیم المولد و اتخاذہ موسماً' قد یفعله بعض الناس' ویکون له فیه أجر عظیم: لحسن قصدہ' وتعظیمه لرسول اللّٰه ﷺ' کما قدمته لک أنه یحسن من بعض الناس ما یستقبح من المؤمن المسدد. (اقتضاء الصراط المستقیم لمخالفۃ اصحاب الجحیم)

''میلاد شریف کی تعظیم اور اسے شعار بنا لینا بعض لوگوں کا عمل ہے اور اس میں اُن کے لیے اَجر عظیم بھی ہے کیونکہ اُس کی نیت نیک ہے اور رسول اکرم ﷺ کی تعظیم بھی ہے' جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا ہے کہ بعض لوگوں کے نزدیک ایک اَمر اچھا ہوتا ہے اور بعض مومن اسے قبیح کہتے ہیں۔''

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

امام ربانی شیخ احمد سرہندی حضرت مجدد الف ثانی (1564-1624ء) اپنے ''مکتوبات'' میں فرماتے ہیں:

☆ نفس قرآن خواندن بصوتِ حسن و در قصائد نعت و منقبت خواندن چه مضائقه است؟ ممنوع تحریف و تغییر حروفِ قرآن است' والتزام رعایۃ مقامات نغمه و تردید صوت بآں' به طریق الحان باتصفیق مناسب آن که در شعر نیز غیر مباح است. اگر به نهجے خوانند که تحریف کلمات قرآنی نشود...... چه مانع است؟ (مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی دفتر سوم)

''اچھی آواز میں قرآن حکیم کی تلاوت کرنے' قصیدے اور منقبتیں پڑھنے میں کیا حرج ہے؟ ممنوع تو صرف یہ ہے کہ قرآن مجید کے حروف کو تبدیل و تحریف کیا جائے اور الحان کے طریق سے آواز پھیرنا اور اس کے مناسب تالیاں بجانا جو کہ شعر میں بھی ناجائز ہے۔ اگر ایسے طریقے سے مولود پڑھیں کہ قرآنی کلمات میں تحریف واقع نہ ہو اور قصائد پڑھنے میں مذکورہ (ممنوعہ) اُمور نہ پائے جائیں تو پھر کون سا اَمر مانع ہے؟

امام علی بن ابراہیم الحلبی رحمہ اللہ

امام نور الدین علی بن ابراہیم بن احمد بن علی بن عمر بن برہان الدین حلبی قاہری شافعی نہایت بلند رتبہ عالم اور مقبول و مشہور مشائخ میں سے ہیں۔ اُن کے مدلل علم کی وجہ سے اُنہیں امام کبیر اور علامۂ زماں کہا گیا ہے۔ اُن کے معاصرین میں سے کوئی ان کے پائے کا نہ تھا۔ آپ بہت سی بلند پایہ و مقبول کتب کے مصنف و شارح ہیں۔ آپ کی عظیم ترین کتاب سیرتِ طیبہ پر ''إنسان العیون فی سیرۃ الأمین المامون'' ہے جو کہ ''السیرۃ الحلبیۃ'' کے نام سے معروف ہے۔ اُنہوں نے اس کتاب میں حضور نبی اکرم ﷺ کا میلاد شریف منانے پر دلائل دیتے ہوئے اس کا جائز اور مستحب ہونا ثابت کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

☆ والحاصل أن البدعة الحسنة متفق علی ندبها' وعمل المولد واجتماع الناس له کذلک أی بدعة حسنة. (حلبی' إنسان العیون فی سیرۃ الأمین المامون)

''حاصل کلام یہ ہے کہ بدعتِ حسنہ کا جواز و استحباب متفقہ ہے (اس میں کوئی اختلاف نہیں) اور اسی طرح میلاد شریف منانے اور اس کے لیے لوگوں کے جمع ہونے کا عمل ہے' یعنی یہ بھی بدعتِ حسنہ (جائز اور مستحب) اَمر ہے۔''

ملا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ

نامور حنفی محدّث اور فقیہ ''شرح الشفا'' اور ''مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح'' کے مصنف ملا علی بن سلطان ہروی قاری (م 1606ء) نے بھی میلاد النبی ﷺ پر ایک گراں قدر کتاب ''المورد الروی فی مولد النبی ﷺ ونسبه الطاهر'' مرتب کی ہے۔ اس میں میلاد النبی ﷺ کے جواز اور عالم عرب و عجم میں انعقادِ محافلِ میلاد کو اسلامی و تاریخی تناظر میں انتہائی مدلل انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں ایک مقام پر ملا علی قاری لکھتے ہیں:

☆ وفی قوله تعالی: لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ (التوبة) إشعار بذلک وإیماء إلی تعظیم وقت مجیئه إلی هنالک. قال: وعلی هذا فینبغی أن یقتصر فیه علی ما یفهم الشکر للّٰه تعالی من نحو ما ذکر' وأما ما یتبعه من السماع واللهو وغیر هما فینبغی أن یقال ما کان من ذلک مباحًا بحیث یعین علی السرور بذلک الیوم فلا بأس بالحاقه' وما کان حرامًا أو مکروهًا فیمنع. وکذا ما کان فیه خلاف' بل نحسن فی أیام الشهر کلها ولیالیه یعنی کما جاء عن ابن جماعة تمنیه فقد اتصل بنا أن الزاهد القدوة المعمر أبا إسحاق إبراهیم بن عبدالرحیم بن إبراهیم بن جماعة لما کان بالمدینة النبویة علی ساکنها أفضل الصلاۃ وأکمل التحیّة کان یعمل طعامًا فی المولد النبوی و یطعم الناس ویقول: لو تمکنت عملت بطول الشهر کل یوم مولدًا.

قلت: وأنا لما عجزت عن الضیافة الصوریة کتبت هذه الأوراق لتصیر ضیافة معنویة نوریة مستمرة علی صفحات الدهر غیر مختصة بالسنة والشهر وسمیته: بالمورد الروی فی مولد النبی ﷺ.

''فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ''بے شک تمہارے پاس (ایک باعظمت) رسول (ﷺ) تشریف لائے۔'' میں یہی خبر و اشارہ ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی تشریف آوری کے وقت کی تعظیم بجا لائی جائے اور اس لیے ضروری ہے کہ اظہار تشکر میں مذکورہ صورتوں پر اکتفا کیا جائے۔ جہاں تک سماع اور کھیل کود کا تعلق ہے تو کہنا چاہیے کہ اس میں سے جو مباح اور جائز ہے اور اس دن کی خوشی میں مدد و معاون ہے تو اُسے میلاد کا حصہ بنانے میں کوئی حرج نہیں اور جو حرام اور مکروہ ہے اس سے منع کیا جائے۔ یونہی جس میں اختلاف ہے بلکہ ہم تو اس مہینے میں تمام شب و روز میں

یہ عمل جاری رکھتے ہیں جیسا کہ ابن جماعہ نے فرمایا۔ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ زاہد' قدوہ' معمر ابو اسحاق ابراہیم بن عبدالرحیم بن ابراہیم بن جماعہ جب مدینۃ النبی۔ اُس کے ساکن پر افضل ترین درود اور کامل ترین سلام ہو۔ میں تھے تو میلادِ نبوی کے موقع پر کھانا تیار کر کے لوگوں کو کھلاتے اور فرماتے: اگر میرے بس میں ہوتا تو پورا مہینہ ہر روز محفلِ میلاد کا اہتمام کرتا۔

''میں کہتا ہوں: جب میں ظاہری دعوت وضیافت سے عاجز ہوں تو یہ اَوراق میں نے لکھ دیے تا کہ میری طرف سے یہ معنوی و نوری ضیافت ہو جائے جو زمانہ کے صفحات پر ہمیشہ باقی رہے' محض کسی سال یا مہینے کے ساتھ ہی خاص نہ ہو اور میں نے اس کتاب کا نام ''المورد الروی فی مولد النبی ﷺ'' رکھا ہے۔''

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

☆ وقد رؤی أبو لهب بعد موته فی النوم' فقیل له: ما حالک؟ فقال: فی النار' إلا أنه خُفّف عنّی کل لیلة اثنین' فأمصّ من بین أصبعی هاتین ماء- وأشار إلی رأس أصابعه- وإن ذلک بإعتاقی لثویبة عند ما بشرتنی بولادة النبی ﷺ وبإرضاعها له.

قال ابن الجوزی: فإذا کان هذا أبو لهب الکافر الذی نزل القرآن بذمّه جُوزیَ فی النار بفرحه لیلة مولد النبی ﷺ' فما حال المسلم الموحد من أمته یُسر بمولده' ویبذل ما تصل إلیه قدرته فی محبته ﷺ؟ لعمری! إنما یکون جزاؤه من الله الکریم أن یدخله بفضله العمیم جنات النعیم. (ملا علی قاری' المورد الروی فی مولد النبی ﷺ ونسبہ الطاہر)

''اور ابولہب کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا گیا تو اس سے پوچھا گیا: اب تیرا کیا حال ہے؟ پس اُس نے کہا: آگ میں جل رہا ہوں' تاہم ہر پیر کے دن (میرے عذاب میں) تخفیف کر دی جاتی ہے اور اُنگلیوں سے اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا کہ میری ان دو انگلیوں کے درمیان سے پانی (کا چشمہ) نکلتا ہے (جسے میں پی لیتا ہوں) اور یہ (تخفیفِ عذاب میرے لیے اس وجہ سے ہے کہ میں نے ثویبہ کو آزاد کیا تھا جب اس نے مجھے محمد (ﷺ) کی ولادت کی خوشخبری دی اور اس نے آپ ﷺ کو دودھ بھی پلایا تھا۔

شاہ عبدالرحیم دہلویؒ

قطب الدین احمد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (1114-1174ھ) کے والد گرامی شاہ عبدالرحیم دہلویؒ فرماتے ہیں:

☆ کنت أصنع فی أیام المولد طعاماً صلة بالنبی ﷺ' فلم یفتح لی سنة من السنین شیء أصنع به طعاماً' فلم أجد إلا حمصًا مقلیًا فقسمته بین الناس' فرأیته ﷺ وبین یدیه هذا الحمص متبهجاً بشاشاً. (شاہ ولی اللہ' الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین ﷺ)

''میں ہر سال حضور ﷺ کے میلاد کے موقع پر کھانے کا اہتمام کرتا تھا' لیکن ایک سال بوجہ عسرت کھانے کا اہتمام نہ کر سکا' تو میں نے کچھ بھنے ہوئے چنے لے کر میلاد کی خوشی میں لوگوں میں تقسیم کر دیئے۔ رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور ﷺ کے سامنے وہی چنے رکھے ہوئے ہیں اور آپ ﷺ خوش وخرم تشریف فرما ہیں۔''

برصغیر میں ہر مسلک اور طبقہ فکر میں یکساں مقبول و مستند ہستی شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا اپنے والد گرامی کا یہ عمل اور خواب بیان کرنا اس کی صحت اور حسبِ استطاعت میلاد شریف منانے کا جواز ثابت کرتا ہے۔

شیخ اسماعیل حقیؒ

شیخ اسماعیل حقی بروسوی (1652-1724ء) ''تفسیر روح البیان'' میں لکھتے ہیں۔

☆ ومن تعظیمه عمل المولد إذا لم یکن فیه منکر. قال الإمام السیوطی قُدّس سره: یستحب لنا إظهار الشکر لمولده علیه السلام. (اسماعیل حقی' تفسیر روح البیان)

''اور میلاد شریف منانا آپ ﷺ کی تعظیم میں سے ہے جب کہ وہ منکرات سے پاک ہو۔ امام سیوطی نے فرمایا ہے: ہمارے لیے آپ ﷺ کی ولادت باسعادت پر اظہارِ شکر کرنا مستحب ہے۔''

شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ

خاندان ولی اللہ کے آفتابِ روشن شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ (1745-1822ء) اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں:

☆ وبرکة ربیع الأول بمولد النبی ﷺ فیه ابتداء وبنشر برکاته ﷺ علی الأمة حسب ما یبلغ علیه من هدایا الصلوٰة والإطعامات معاً. (عبدالعزیز محدث دہلوی' فتاویٰ)

''اور ماہِ ربیع الاول کی برکت حضور نبی اکرم ﷺ کی میلاد شریف کی وجہ سے ہے۔ جتنا اُمت کی طرف سے آپ ﷺ کی بارگاہ میں ہدیۂ درود وسلام اور طعاموں کا نذرانہ پیش کیا جائے اُتنا ہی آپ ﷺ کی برکتوں کا اُن پر نزول ہوتا ہے۔''

شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب

اہلِ حدیث مکتبہ فکر کے بانی شیخ محمد بن عبدالوہاب (1115-1206ھ/1703-1791ء) کی کتاب ''مختصر سیرة الرسول ﷺ'' کی شرح کرتے ہوئے اُن کا بیٹا عبداللہ بن محمد اپنی کتاب ''مختصر سیرة الرسول ﷺ'' میں میلاد شریف کی بابت لکھتا ہے:

☆ وأرضعته ﷺ ثویبة عتیقة أبی لهب' أعتقها حین بشّرته بولادته ﷺ. وقد رؤی أبو لهب بعد موته فی النوم' فقیل له: ما حالک؟ فقال: فی النار' إلا أنه خُفّف عنّی کل اثنین' وأمصّ من بین أصبعی هاتین ماء- وأشار برأس

أصبعه- وإن ذلك بإعتاقي لثويبة عندما بشرتني بولادة النبي ﷺ وبإرضاعها له.

قال ابن الجوزي: فإذا كان هذا أبو لهب الكافر الذي نزل القرآن بذمه جوزي بفرحه ليلة مولد النبي ﷺ به' فما حال المسلم الموحد من أمته يُسر بمولده. (عبداللہ مختصر سیرۃ الرسول ﷺ)

''اور ابولہب کی باندی ثویبہ نے آپ ﷺ کو دودھ پلایا اور جب اُس نے آپ ﷺ کی پیدائش کی خبر سنائی تو ابولہب نے اُسے آزاد کر دیا اور ابولہب کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا گیا تو اس سے پوچھا گیا: اب تیرا کیا حال ہے؟ پس اُس نے کہا: آگ میں جل رہا ہوں' تاہم ہر سوموار کو (میرے عذاب میں) تخفیف کر دی جاتی ہے اور اُنگلی کے اشارہ سے کہنے لگا کہ میری ان دو انگلیوں کے درمیان سے پانی (کا چشمہ) نکلتا ہے (جسے میں پی لیتا ہوں) اور یہ (تخفیفِ عذاب میرے لیے) اس وجہ سے ہے کہ میں نے ثویبہ کو آزاد کیا تھا جب اس نے مجھے محمد (ﷺ) کی ولادت کی خوش خبری دی اور اس نے آپ ﷺ کو دودھ بھی پلایا تھا۔

''ابن جوزی کہتے ہیں: پس جب حضور نبی اکرم ﷺ کی ولادتِ باسعادت کے موقع پر خوشی منانے کے اَجر میں ہر شبِ میلاد اُس ابولہب کو بھی جزا دی جاتی ہے جس کی مذمت (میں) قرآن حکیم میں (ایک مکمل) سورت نازل ہوئی ہے۔ تو آپ ﷺ کی اُمت کے اُس توحید پرست مسلمان کو ملنے والے اَجر و ثواب کا کیا عالم ہوگا جو آپ ﷺ کے میلاد کی خوشی مناتا ہے۔''

شاہ احمد سعید مجددی دہلویؒ

شاہ احمد سعید مجددی دہلوی (م 1860ء) ہندوستان کی معروف علمی و روحانی شخصیت تھے۔ اُنہوں نے مدینہ منورہ میں وفات پائی اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پہلو میں مدفون ہیں۔ آپ اپنے رسالہ 'إثبات المولد والقیام'' میں لکھتے ہیں:

☆ ايها العلماء السائلون عن دلائل مولد الشريف لنبينا وسيدنا ﷺ! فاعلموا أن محفل المولد الشريف يشتمل على ذكر الآيات والأحاديث الصحاح الدالة على جلالة قدره وأحوال ولادته ومعراجه ومعجزاته ووفاته ﷺ. كلما ذكره الذاكرون وكلما غفل عن ذكره الغافلون. فإنكار كم مبني على عدم استماعه.

''ہمارے نبی و آقا ﷺ کے میلاد شریف کے دلائل کے بارے میں پوچھنے والو اے علماء! جان لو کہ محفل میلاد شریف ایسی آیات وصحیح احادیث کے بیان پر مشتمل ہوتی ہے جن میں آپ ﷺ کی کمال شان پر دلالت ہوتی ہے اور آپ ﷺ کی ولادت باسعادت' معراج' معجزات اور وصال کے واقعات کا بیان ہوتا ہے۔ آپ ﷺ کا ذکر کرنا ہمیشہ سے بزرگانِ دین کی سنت رہی ہے اور صرف غافلین نے آپ ﷺ کے ذکر سے غفلت برتی ہے۔ پس تمہارا انکار ہٹ دھرمی پر مبنی ہے۔''

مولانا احمد علی سہارن پوری

مولانا احمد علی محدث سہارن پوری (1297ھ) دیوبند کے مشہور عالم ہیں اور میلاد شریف کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

☆ إن ذكر الولادة الشريفة لسيدنا رسول الله ﷺ بروايات صحيحة في أوقات خالية عن وظائف العبادات الواجبات و بكيفيات لم تكن مخالفة عن طريقة الصحابة وأهل القرون الثلاثة المشهود لها بالخير' وبالا عتقادات التي موهمة بالشرك والبدعة وبالآداب التي لم تكن مخالفة عن سيرة الصحابة التي هي مصداق قوله عليه السلام. ما أنا عليه وأصحابي وفي مجالس خالية عن المنكرات الشرعية موجب للخير والبركة بشرط أن يكون مقرونًا بصدق النية والإخلاص واعتقاد كونه داخلاً في جملة الأذكار الحسنة المندوبة غير مقيد بوقت من الأوقات. فإذا كان كذلك لانعلم أحدًا من المسلمين أن يحكم عليه بكونه غير مشروع أو بدعة. (سہارن پوری المہند علی المفند)

''سیدنا رسول اللہ ﷺ کی ولادت شریف کا ذکر صحیح روایت سے ان اوقات میں جو عبادات واجبہ سے خالی ہوں' ان کیفیات سے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان اہل قرونِ ثلاثہ کے طریقے کے خلاف نہ ہوں جن کے خیر ہونے کی شہادت حضرت (ﷺ) نے دی ہے' ان عقیدوں سے جو شرک و بدعت کے موہم نہ ہوں' ان آداب کے ساتھ جو صحابہ کی اس سیرت کے مخالف نہ ہوں جو حضرت (ﷺ) کے ارشاد - ما أنا عليه وأصحابي - کی مصداق ہے ان مجالس میں جو منکرات شرعیہ سے خالی ہوں سبب خیر و برکت ہے۔ بشرطیکہ صدقِ نیت اور اخلاص اور اس عقیدہ سے کیا جاوے کہ یہ بھی منجملہ دیگر اذکارِ حسنہ کے ذکر حسن ہے' کسی وقت کے ساتھ مخصوص نہیں۔ پس جو ایسا ہوگا تو ہمارے علم میں کوئی مسلمان بھی اس کے ناجائز یا بدعت ہونے کا حکم نہ دے گا۔''

سید احمد بن زینی دحلان

سید احمد بن زینی دحلان حسنی ہاشمی قرشی (1233-1304ھ) مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ آپ مکہ مکرمہ کے مفتی تھے اور اپنے معاصر علمائے حجاز میں بلند رتبہ پر فائز تھے۔ آپ نے قریباً ہر موضوع پر قلم اُٹھایا اور 35 سے زائد کتب و رسائل لکھے۔ آپ نے ''السیرۃ النبویۃ (1:53-54)'' میں ائمہ وعلماء کے اقوال نقل کرتے ہوئے ثابت کیا ہے کہ میلاد النبی ﷺ کی خوشی منانے پر تو ایک کافر بھی جزا سے محروم نہیں رہتا' توحید پرست مسلمان کو ملنے والے اَجر و ثواب کا کیا عالم ہوگا۔ میلاد شریف منانے والے کے نیک مقاصد اور دلی خواہشات جلد پایہ تکمیل تک پہنچتی ہیں۔

نواب صدیق حسن خان بھوپالی

اہل حدیث مکتبہ فکر کے نام ور عالم دین نواب

صدیق حسن خان بھوپالی (م1307ھ) میلاد شریف منانے کی بابت لکھتے ہیں:

''اس میں کیا برائی ہے کہ اگر ہر روز ذکر حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نہیں کر سکتے تو ہر اُسبوع (ہفتہ) یا ہر ماہ میں التزام اس کا کریں کہ کسی نہ کسی دن بیٹھ کر ذکر یا وعظ سیرت وسمت ودل وہدی وولادت ووفات آنحضرت کا کریں۔ پھر ایام ماہ ربیع الاول کو بھی خالی نہ چھوڑیں اور اُن روایات واخبار وآثار کو پڑھیں پڑھائیں جو صحیح طور پر ثابت ہیں۔''

(بھوپالی الشمامۃ العنبریۃ من مولد خیر البریۃ: 5)

آگے لکھتے ہیں:

''جس کو حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے میلاد کا حال سن کر فرحت حاصل نہ ہو اور شکر خدا کا حصول پر اس نعمت کے نہ کرے وہ مسلمان نہیں۔'' (بھوپالی الشمامۃ العنبریۃ من مولد خیر البریۃ: 16)

حکیم الامت علامہ محمد اقبالؒ

شاعرِ مشرق حکیم الامت علامہ محمد اقبالؒ فرماتے ہیں: ''منجملہ ان مقدس اَیام کے جو مسلمانوں کے لیے مقدس کیے گئے ہیں ایک میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دن بھی ہے۔ میرے نزدیک انسانوں کی دماغی و قلبی تربیت کے لیے نہایت ضروری ہے کہ ان کے عقیدے کی رُو سے زندگی کا جو نمونہ بہترین ہو وہ ہر وقت ان کے سامنے رہے۔ چنانچہ مسلمانوں کے لیے اسی وجہ سے ضروری ہے کہ وہ اُسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مدنظر رکھیں تا کہ جذبۂ تقلید اور جذبۂ عمل قائم رہے۔ ان جذبات کو قائم رکھنے کے تین طریقے ہیں:

❖ پہلا طریق تو درود وصلوٰۃ ہے جو مسلمانوں کی زندگی کا جزولاینفک ہو چکا ہے۔ وہ ہر وقت درود پڑھنے کے مواقع نکالتے ہیں۔ عرب کے متعلق میں نے سنا کہ اگر کہیں بازار میں دو آدمی لڑ پڑتے ہیں اور تیسرا بآوازِ بلند اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَبَارِکْ وَسَلِّمْ پڑھ دیتا ہے تو لڑائی فوراً رک جاتی ہے اور فریقین ایک دوسرے پر ہاتھ اٹھانے سے فوراً باز آ جاتے ہیں۔ یہ درود کا اثر ہے اور لازم ہے کہ جس پر درود پڑھا جائے اس کی یاد قلوب کے اندر اپنا اثر پیدا کرے۔

❖ پہلا طریق انفرادی دوسرا اجتماعی ہے۔ یعنی مسلمان کثیر تعداد میں جمع ہوں اور ایک شخص جو حضور آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے سوانحِ حیات سے پوری طرح باخبر ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح زندگی بیان کرے تا کہ ان کی تقلید کا ذوق شوق مسلمانوں کے قلوب میں پیدا ہو۔ اس طریق پر عمل پیرا ہونے کے لیے آج ہم سب یہاں جمع ہوئے ہیں۔

❖ تیسرا طریق اگرچہ مشکل ہے لیکن بہر حال اس کا بیان کرنا نہایت ضروری ہے۔ وہ طریقہ یہ ہے کہ یادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کثرت سے اور ایسے انداز میں کی جائے کہ انسان کا قلب نبوت کے مختلف پہلوؤں کا خود مظہر ہو جائے یعنی آج سے تیرہ سو سال پہلے جو کیفیت حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجودِ مقدس سے ہویدا تھی، وہ آج بھی تمہارے قلوب کے اندر پیدا ہو جائے۔ (آثارِ اقبال۔ غلام دستگیر رشید)

مولانا اشرف علی تھانوی

مولانا اشرف علی تھانوی (1863-1943ء) نامور عالم دیو بند تھے۔ آپ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے ہاتھ پر بیعت تھے۔ سیرتِ طیبہ پر آپ کی کتاب نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم۔ عشق ومحبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوبی ہوئی تحریر ہے، جس کا آغاز ہی آپ نے مشہور حدیثِ جابر بیان کرتے ہوئے نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق کے باب سے کیا ہے۔ بعدازاں اس نوع کی دیگر روایات بیان کی ہیں۔ اسی طرح میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کے خطبات کا مجموعہ بھی شائع ہوا ہے۔ مجالسِ مولاید پر خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

❖ ''میرا کئی سال تک یہ معمول رہا کہ یہ جو مبارک زمانہ ہے، جس کا نام ربیع الاول کا مہینہ ہے، جس کی فضیلت کو ایک عاشق ملا علی قاری نے اس عنوان سے ظاہر کیا ہے:

لھذا الشھر فی الإسلام فضل
منقبتہ تفوق علی الشھور
ربیع فی ربیع فی ربیع
ونور فوق نور فوق نور

(اسلام میں اس ماہ کی بڑی فضیلت ہے اور تمام مہینوں پر اس کی تعریف کو فضیلت ہے۔ بہار اندر بہار اندر بہار ہے اور نور بالائے نور بالائے نور ہے)

''تو جب یہ مبارک مہینہ آتا تھا تو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ فضائل جن کا خاص تعلق ولادت شریفہ سے ہوتا تھا مختصر طور پر بیان کرتا تھا مگر التزام کے طور پر نہیں کیونکہ التزام میں تو علماء کو کلام ہے۔ بلکہ بدوں التزام کے دو وجہ سے:

''ایک یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر فی نفسہ طاعت و موجبِ برکت ہے۔

''دوسرے اس وجہ سے کہ لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ ہم لوگ جو مجالسِ مولاید کی ممانعت کرتے ہیں تو وہ ممانعت نفسِ ذکر کی وجہ سے نہیں۔ نفسِ ذکر کو تو ہم لوگ طاعت سمجھتے ہیں بلکہ محض منکرات ومفاسد کے انضمام کی وجہ سے منع کیا جاتا ہے ورنہ نفسِ ذکر کا تو ہم خود قصد کرتے ہیں۔

''یہ تو ظاہری وجوہ تھیں۔ بڑی بات یہ تھی کہ اس زمانہ میں اور دنوں سے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کو جی چاہا کرتا ہے اور یہ ایک امر طبعی ہے کہ جس زمانہ میں کوئی امر واقع ہوا ہو اس کے آنے سے دل میں اس واقع کی طرف خود بخود خیال ہوا جاتا ہے اور خیال کو یہ حرکت ہونا جب امر طبعی ہے تو زبان سے ذکر ہو جانا کیا مضائقہ ہے۔ یہ تو ایک طبعی بات ہے۔''

اِسی خطاب میں آگے ایک جگہ فرماتے ہیں:

''تو میرا جو معمول تھا کہ اس ماہِ مبارک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل بیان کیا کرتا تھا، وہ دوام کے حد میں تھا، التزام کے طور پر نہ تھا۔ چنانچہ چند سال تک تو میں نے کئی وعظوں میں فضائل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جن کے نام سب مقفّی ہیں: النور، الظھور، السرور، الشذور، الحبور. وہاں ایک ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ اسی سلسلہ میں ہے مقفّی نہیں۔ پھر کئی سال سے اس کا اتفاق نہیں ہوا کچھ اسباب طبعیہ ایسے مانع ہوئے جن سے یہ معمول ناغہ

ہو گیا۔ نیز ایک وجہ یہ بھی تھی کہ لوگ اس معمول سے التزام کا خیال نہ کریں جو کہ خلاف واقع ہے کیونکہ میرے اس معمول کی بڑی وجہ صرف یہ تھی ان ایام میں حضور ﷺ کے فضائل اور دنوں سے زیادہ یاد آتے تھے نہ کہ اس میں شرعی ضرورت کا اعتقاد یا عمل تھا۔"

فضل اور رحمت کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اس مقام پر ہر چند کہ آیت کے سیاق پر نظر کرنے کے اعتبار سے قرآن مجید مراد ہے لیکن اگر ایسے معنی عام لیے جائیں کہ قرآن مجید بھی اس کا ایک فرد رہے تو یہ زیادہ بہتر ہے۔ وہ یہ کہ فضل اور رحمت سے مراد حضور ﷺ کے قدوم مبارک لیے جائیں۔ اس تفسیر کے موافق جتنی نعمتیں اور رحمتیں ہیں خواہ وہ دینی ہوں یا دنیوی اور ان میں قرآن بھی ہے' سب اس میں داخل ہو جائے گی۔ اس لیے کہ حضور ﷺ کا وجود باجود اصل ہے تمام نعمتوں کی اور مادہ ہے تمام رحمتوں اور فضل کا۔ پس یہ تفسیر اَجمع التفاسیر ہو جائے گی۔ پس اس تفسیر کی بنا پر اس آیت کا حاصل یہ ہوگا کہ ہم کو حق تعالیٰ ارشاد فرما رہے ہیں کہ حضور ﷺ کے وجود باجود پر خواہ وجود نوری ہو یا ولادتِ ظاہری' اس پر خوش ہونا چاہیے۔ اس لیے کہ حضور ﷺ ہمارے لیے تمام نعمتوں کے واسطہ ہیں۔ (دوسری عام نعمتوں کے علاوہ) افضل نعمت اور سب سے بڑی دولت ایمان ہے' جس کا حضور ﷺ سے ہم کو پہنچنا بالکل ظاہر ہے۔ غرض اصل الاصول تمام مواد فضل و رحمت کی حضور ﷺ کی ذات بابرکات ہوئی۔ پس ایسی ذات بابرکات کے وجود پر جس قدر بھی خوشی اور فرح ہو کم ہے۔"

مولانا اشرف علی تھانوی کے مندرجہ بالا اقتباسات سے واضح ہو جاتا ہے کہ اُن کا عقیدہ ہرگز مجالس میلاد کے قیام کے خلاف نہیں تھا۔ وہ صرف اس کے لیے وقت معین کرنے کے حامی نہیں تھے۔ یہ ہر حال میلاد شریف منانا اُن کے نزدیک جائز اور مستحب امر تھا۔ (خطبات میلاد النبی ﷺ از مولانا اشرف علی تھانوی)

شاعر: احمد ندیم قاسمی

مری نظر میں مدینے کی سرزمین ہے ابھی
محمدؐ عربی پر مجھے یقین ہے ابھی

مفتی رشید احمد لدھیانوی

مفتی رشید احمد لدھیانوی (و 1922ء) تحریر کرتے ہیں:

"جب ابولہب جیسے بدبخت کافر کے لیے میلاد النبی ﷺ کی خوشی کی وجہ سے عذاب میں تخفیف ہو گئی تو جو کوئی اُمتی آپ ﷺ کی ولادت کی خوشی کرے اور حسبِ وسعت آپ ﷺ کی محبت میں خرچ کرے تو کیونکر اعلیٰ مراتب حاصل نہ کرے گا۔ (احسن الفتاویٰ)

علمائے دیوبند کا متفقہ فیصلہ

حرمین شریفین کے علمائے کرام نے دیوبند سے اختلافی واعتقادی نوعیت کے چھبیس (26) مختلف سوالات پوچھے تو 1325ھ میں مولانا خلیل احمد سہارن پوری (1269-1346ھ) نے ان سوالات کا تحریری جواب دیا' جو "المھند علی المفند" نامی کتاب کی شکل میں شائع ہوا۔ ان جوابات کی تصدیق چوبیس (24) نامور علمائے دیوبند نے اپنے قلم سے کی' جن میں مولانا محمود الحسن (م 1339ھ) مولانا احمد حسن امروہوی (م 1330ھ)' مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند مفتی عزیز الرحمٰن (م1347ھ)' مولانا اشرف علی تھانوی (م1362ھ) اور مولانا عاشق الٰہی میرٹھی بھی شامل ہیں۔ ان چوبیس (24) علماء نے صراحت کی ہے کہ جو کچھ "المھند علی المفند" میں تحریر کیا گیا ہے وہی ان کا اور ان کے مشائخ کا عقیدہ ہے۔

کتاب مذکورہ میں اکیسواں سوال میلاد شریف منانے کے متعلق ہے۔ اس کی عبارت ہے:

أتقولون أن ذكر ولادته ﷺ مستقبح شرعا من البدعات السيئة المحرمة أم غير ذلك؟

"کیا تم اس کے قائل ہو کہ حضور ﷺ کی ولادت کا ذکر شرعاً قبیح سیئہ' حرام (معاذ اللہ) ہے یا اور کچھ؟"

علمائے دیوبند نے اس کا متفقہ جواب یوں دیا:

حاشا أن يقول أحد من المسلمين فضلاً أن نقول نحن أن ذكر ولادته الشريفة عليه الصلاة والسلام' بل و ذكر غبار نعاله وبول حماره ﷺ مستقبح من البدعات السيئة المحرمة. فالأحوال التي لها أدنى تعلق برسول الله ﷺ ذكرها من أحب المندوبات وأعلى المستحبات عندنا سواء' كان ذكر ولادته الشريفة أو ذكر بوله و برازه و قيامه وقعوده و نومه و نبهته' كما هو مصرح في رسالتنا المسماة بالبراهين القاطعة في مواضع شتى منها.

"حاشا کہ ہم تو کیا کوئی بھی مسلمان ایسا نہیں ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت شریفہ کا ذکر بلکہ آپ ﷺ کے نعلین اور آپ ﷺ کی سواری کے گدھے کے پیشاب کے تذکرہ کو بھی قبیح و بدعتِ سیئہ یا حرام کہے۔ وہ جملہ حالات جنہیں رسول اکرم ﷺ سے ذرا سی بھی نسبت ہے ان کا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے' خواہ ذکر ولادت شریف کا ہو یا آپ ﷺ کے بول و براز' نشست و برخاست اور بے داری و خواب کا تذکرہ ہو۔ جیسا کہ ہمارے رسالہ "براہین قاطعہ" میں متعدد جگہ بالصراحت مذکور ہے۔"

امام قطب الدین الحنفی

ترجمہ: "صدیوں سے اہل مکہ جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مناتے رہے ہیں۔ اس کی تفصیل یوں ہے۔

۱۲ ربیع الاول کی رات ہر سال باقاعدہ مسجد حرام میں اجتماع کا اعلان ہو جاتا ہے۔ تمام علاقوں کے علماء' فقہاء' گورنر اور چاروں مذاہب کے قاضی مغرب کی نماز کے بعد مسجد حرام میں اکٹھے ہو جاتے ہیں اور ادائیگی نماز کے بعد سوق اللیل سے گزرتے ہوئے مولد النبی ﷺ (وہ مکان جس میں آپ کی ولادت ہوئی) کی زیارت کیلئے جاتے ہیں ان

کے ہاتھوں میں کثیر تعداد میں شمعیں، فانوس اور مشعلیں ہوتی ہیں (یہ مشعل بردار جلوس ہوتا ہے) وہاں لوگوں کا کثیر اجتماع ہوتا ہے کہ جگہ نہیں ملتی۔ پھر عالم دین وہاں خطاب کرتے ہیں تمام مسلمانوں کے لئے دعا ہوتی ہے اور تمام لوگ پھر دوبارہ مسجد حرام میں آجاتے ہیں واپسی پر مسجد میں بادشاہ وقت مسجد حرام میں ایسی محفل کے انتظام کرنے والوں کی دستار بندی کرتا ہے پھر عشاء کی اذان اور جماعت ہوتی ہے اس کے بعد لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے جاتے۔

یہ اتنا بڑا اجتماع ہوتا کہ دور دراز دیہاتوں، شہروں حتی کہ جدہ کے لوگ بھی اس محفل میں شریک ہوتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پر خوشی کا اظہار کرتے۔

مفتی محمد مظہر اللہ دہلویؒ

میلاد خوانی بشرطیکہ صحیح روایات کے ساتھ ہو اور بارہویں شریف میں جلوس نکالنا بشرطیکہ اس میں کسی فعل ممنوع کا ارتکاب نہ ہو یہ دونوں جائز ہیں ان کو ناجائز کہنے کے لئے دلیل شرعی ہونی چاہیے۔ مانعین کے پاس اسکی ممانعت کی کیا دلیل ہے' یہ کہنا کہ صحابہ کرامؓ نے نہ کبھی اس طور سے میلاد خوانی کی نہ جلوس نکالا ممانعت کی دلیل نہیں بن سکتی کہ کسی جائز امر کو کسی کا نہ کرنا اس کو ناجائز نہیں کرسکتا۔

(فتاوی مظہری: ۴۳۶،۴۳۵)

شیخ محمد بن علوی المالکی المکیؒ

ترجمہ: ''بے شک میلاد النبیؐ کی محفل حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کی خوشی ومسرت سے عبارت ہے اور اس اظہار خوشی پر تو کافر نے بھی فائدہ اٹھایا ہے۔ صحیح بخاری میں مذکور ہے کہ سوموار کے روز اس لئے ابولہب کے عذاب میں تخفیف کردی جاتی ہے کہ اس نے اپنی لونڈی ثوبیہ کو حضور نبی اکرمؐ کی ولادت کی خوشخبری دینے کی بنا پر (اظہار مسرت کی وجہ سے) آزاد کردیا تھا۔

مکہ معظمہ میں جشن میلاد النبیؐ

گیارہویں ربیع الاول کو مکہ مکرمہ کے درو دیوار عین اس وقت توپوں کی صدائے بازگشت سے گونج اٹھے جبکہ حرم شریف کے موذن نے نماز عصر کے لئے اللہ اکبر اللہ اکبر کی صدا بلند کی سب لوگ آپس میں ایک دوسرے کو عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مبارکباد دینے لگے۔ مغرب کی نماز ایک بڑے مجمع کے ساتھ شریف حسین نے حنفی مصلے پر ادا کی۔ نماز سے فراغت پانے کے بعد سب سے پہلے قاضی القضاء نے حسب دستور شریف کو عید میلاد کی مبارکباد دی۔ پھر تمام وزراء اور ارکان سلطنت ایک عام مجمع کے ساتھ جس میں دیگر اہلیان شہر بھی شامل تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام ولادت کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ شاندار مجمع نہایت انتظام واحتشام کے ساتھ مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف روانہ ہوا۔ قصر سلطنت سے مولد النبیؐ تک راستے میں دو رویہ اعلیٰ درجے کی روشنی کا انتظام تھا اور خاص کر مولد النبیؐ تو اپنی رنگ برنگ روشنی سے رشک جنت بنا ہوا تھا۔ زائرین کا یہ مجمع وہاں پہنچ کر مؤدب کھڑا ہوگیا اور ایک شخص نے نہایت موثر طریقے سے سیرت احمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان کی جس کو تمام حاضرین نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ سنتے رہے اور ایک عالم سکوت تھا جو تمام محفل پر طاری تھا۔ ایسے متبرک مقام کی بزرگی کسی کو حرکت کرنے کی بھی اجازت نہیں دیتی تھی اور اس یوم سعید کی خوشی ہر شخص کو بے حال کئے ہوئے تھی .... اس کے بعد شیخ فواد نائب وزیر خارجہ نے ایک برجستہ تقریر کی جس میں عالم انسانی کے اس انقلاب عظیم پر روشنی ڈالی کہ جس کا سبب وہ خلاصۃ الوجود ذات تھی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ...... آخر میں قابل مقرر نے ایک نعتیہ قصیدہ پڑھا جس کو سن کر سامعین بہت محظوظ ہوئے۔ اس سے فارغ ہو کر سب نے مقام ولادت کی ایک ایک کر کے زیارت کی پھر واپس ہو کر حرم شریف میں نماز عشاء ادا کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد سب حرم شریف کے ایک دالان میں مقررہ سالانہ بیان میلاد سننے کے لئے جمع ہوگئے یہاں بھی مقرر نے نہایت خوش اسلوبی سے اخلاق و اوصاف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان کئے۔ (اخباری رپورٹ 1017ء)

سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علیؒ

میرے مرشد پاک سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ (1947-2003ء) ہر سال باقاعدگی سے دو مرتبہ میلاد مصطفی ﷺ کی عظیم الشان محافل منعقد کیا کرتے تھے۔ پہلی 12-13 اپریل اور دوسری ستمبر کے پہلے ہفتہ میں۔ ان میں آپؒ کی طرف سے وسیع اور عالیشان لنگر (طعام) کا اہتمام کیا جاتا جو ہر خاص اور ادنیٰ کے لیے عام ہوتا۔ اس کے علاوہ آپ سارا سال جہاں بھی جاتے اور بیٹھتے وہیں محفل میلاد شروع ہو جاتی ان محافل میں حمد ونعت، منقبت پڑھی اور شان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان کی جاتی۔ محافل میلاد کے علاوہ آپ نے کبھی بھی کسی دوسرے موضوع پر محفل منعقد نہیں کی۔ آپ فرمایا کرتے تھے ہماری خواہش ہے کہ ساری زندگی اپنے آقا ومولا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی تعریف ونعت سنتے رہیں اور یہی ہماری زندگی ہے۔ عشق مصطفی ﷺ کے بغیر زندگی فضول ہے۔ آپ نے ایک دفعہ مجھ سے فرمایا کہ بھائی نجیب! یہ جو ہم زمین پر چل پھر رہے ہیں اور اتنے لوگ ہماری پیروی کر رہے ہیں ہمارا احترام اور عزت کرتے ہیں، ہمارے ہاتھوں کو بوسہ دیتے اور بعض تو احترام میں پاؤں تک کو بوسہ دینے لگتے ہیں یہ صرف اور صرف میرے آقا ومولا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے کرم اور ان کی غلامی کی وجہ سے ہے ورنہ ہماری کیا حیثیت ہے؟ مجھے نصیحت فرمائی! کہ تم بھی گفتار میں، تحریر میں، تقریر میں جو بھی اللہ تعالیٰ ہنر عطا فرمائے حضور علیہ الصلوۃ والسلام اُن کے اہل بیت اور صحابہ کرام اور دین حق کو ہی عام کرنے کی کوشش کرنا پھر دیکھنا اللہ اور اس کے محبوب ﷺ کی مدد تمہارے شامل حال ہوگی۔

مندرجہ بالا بحث سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ محبوب خدا کی ولادت باسعادت کی خوشی منانا سب سے اعلیٰ عمل ہے اور یہ ہمارے اوپر فرض بھی ہے کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت میں سے ہیں جن کی اُمت میں شامل ہونے کے

لئے تمام انبیاء کرام اپنی نبوت چھوڑنے پر تیار تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُمت میں شامل ہونے کی دعا کرتے رہے۔ پھر کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہم اپنی اولاد اور اپنی شادی کی سالگرہ منائیں، مذہبی اور سیاسی جماعتیں اپنے سالانہ اجتماع منعقد کر کے اپنے لیڈروں کی تعریفیں کریں۔ اپنی طاقت عوام کو دکھائیں جھنڈے لہرائیں، یوم تاسیس منائیں، صد سالہ، پچاس سالہ قیام کا جشن منائیں، جلوس نکالیں، ہم اپنے ملک کی آزادی کا جشن منائیں، حکمران اپنی حکومتوں کی سالگرہ منائیں لیکن اعتراض ہو تو صرف میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے منانے پر۔ تف ہے اس نظریہ کی پیروی کرنے والوں پر۔

ضد چھوڑیئے، آئیں! آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت اس شان سے منائیں جس شان کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مالک ہیں سجدہ شکر بجالائیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سب کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اُمتی بنایا درود و سلام پڑھیں، نعت خوانی کریں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شانِ رسالت اور حقیقتِ محمدیہ کو بیان کریں تاکہ شفاعت کے حقدار ٹھہریں تاکہ ان محافلِ میلاد سے نئی نسل بھی آقائے دوجہاں کی حقیقت سے آگاہی حاصل کر لے۔

نال شفاعت سرورِ عالم چھٹ سی عالم سارا ھُو

اس مضمون کی تیاری کے لیے جن کتب کے حوالہ جات دیئے گئے ہیں، کے علاوہ علامہ طاہر القادری کی کتاب "عید میلاد النبیؐ" سے استفادہ کیا گیا

اقبالؒ

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں! جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود
یوں تو سیّد بھی ہو، مرزا بھی ہو، افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو، بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

منفعت ایک ہے اس قوم کی، نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبی، دین بھی، ایمان بھی ایک
حرمِ پاک بھی، اللہ بھی، قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک
فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

اَلصُّبحُ بَدَا مِنْ طَلْعَتِہٖ وَاللَّیلُ دَجیٰ مِنْ وَّفْرَتِہٖ
سحر طاری ہوئی ہے آپؐ کے ماتھے کی طلعت سے
یہ رونق رات نے پائی ہے زلفوں کی عنایت سے

فَاقَ الرُّسُلَا فَضْلًا وَّعُلَا اَھْدَی السُّبُلَا لِدَلَالَتِہٖ
بزرگی میں وہ سبقت لے گئے سارے رسولوں پر
کہ رستے دین کے روشن ہوئے ان کی ہدایت سے

کَنْزُ الْکَرَمِ مَوْلَی النِّعَمِ ھَادِی الْاُمَمِ لِشَرِیْعَتِہٖ
خزانے بخششوں کے رحمتوں کے مِلک ہیں ان کی
ہدایت یاب ساری امتیں ان کی شریعت سے

اَزْکَی النَّسَبِ اَعْلَی الْحَسَبِ کُلُّ الْعَرَبِ فِیْ خِدْمَتِہٖ
نسب ان کا، حسب ان کا، بہت ارفع، بہت اعلیٰ
شرف پایا ہے سارے عالموں نے ان کی خدمت سے

سَعَتِ الشَّجَرْ نَطَقَ الْحَجَرْ شُقَّ الْقَمَرْ بِاِشَارَتِہٖ
شجر خدمت میں آئے، پتھروں نے بات کی ان سے
قمر شق ہو گیا ہے ان کی انگشتِ شہادت سے

جِبْرِیْلُ اَتیٰ لَیْلَۃَ اَسْریٰ وَالرَّبُّ دَعیٰ لِحَضْرَتِہٖ
شبِ معراج ان کے پاس جبرائیل امینؑ آئے
بلایا رب نے ان کو عرش پر اپنی عنایت سے

نَالَ الشَّرَفَا وَاللہُ عَفَا عَنْ مَّا سَلَفَا مِنْ اُمَّتِہٖ
انہی کے واسطے سے سب شرف پائے ہیں لوگوں نے
گناہ سب دور فرمائے ہیں ربّ نے ان کی امت کے

فَمُحَمَّدُنَا ھُوَ سَیِّدُنَا وَالْعِزُّ لَنَا لِاِجَابَتِہٖ
ہمارے سیّد و مولا محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں، محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں
کہ عزت ہے ہمارے واسطے ان کی اطاعت سے

ترجمہ: حکیم سرور سہارنپوری



صلوٰۃ و سلام

خادم سلطان الفقر سلطان محمد نجیب الرحمٰن سروری قادری

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے فرمایا۔

۞ لَااُذْکَرُ فِیْ مَکَانٍ اِلَّا ذُکِرْتَ مَعِیْ یَا مُحَمَّدُ مَمَنْ ذَکَرَنِیْ وَلَمْ یَذْکُرْکَ فَلَیْسَ لَهُ فِی الْجَنَّةِ نَصِیْبٌ (درمنثور جلد 6 صفحہ 401)

☆ ترجمہ: اے محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) جہاں میرا ذکر ہوتا ہے وہاں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ذکر بھی ہوتا ہے جس نے میرا ذکر کیا مگر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ذکر نہ کیا' جنت میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔

اپنے محبوب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر خود اللہ تعالیٰ نے بلند کر رکھا ہے جیسا کہ قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

۞ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ (سورۃ الم نشرح)

۞ ترجمہ: اے محبوب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم نے آپ کا ذکر بلند فرما دیا ہے۔

آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کے مطابق بیان کرنا قطعاً ناممکن ہے کیونکہ آپ کی حقیقت تک رسائی حاصل کرنا کسی کے بس کی بات نہیں ہے۔ آپ کے اخلاق' سیرت' کردار اور عظمت کی نہ کوئی حد ہے اور نہ کوئی انتہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ میری حقیقت میرے خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر اور تعریف عبادت ہے اور درود شریف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف کا دوسرا نام ہے۔ درود پاک تاجدارِ انبیاء محبوبِ خدا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں نذرانہ عقیدت' عظمتِ شان' ایمانِ کامل کا اعلان، اوصافِ جمیلہ کی تعریف وتوصیف' لامتناہی محبت وعقیدت اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعزاز واکرام کا دوسرا نام ہے۔ قرآنِ پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

۞ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِکَتَهُ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا. (الاحزاب-56)

۞ ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام فرشتے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود اور سلام بھیجا کرو۔

یہ آیتِ کریمہ مدینہ منورہ میں شعبان ۲ھ میں نازل ہوئی اور اس آیتِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کو حکم دیا کہ تم حضور علیہ الصلوۃ والسلام پر درود اور سلام بھیجو جس طرح کہ میں اور میرے فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کا درود بھیجنے کا مطلب یہ ہے:

۱۔ اللہ تعالیٰ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کو بلند کر رہا ہے۔

۲۔ ہر لمحہ آپ کے دینِ مبارک کو غلبہ عطا فرما رہا ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام کی شریعتوں کو منسوخ کر کے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعتِ مبارکہ کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے برقرار رکھنے کا اعلان فرما دیا ہے اور اب ہمیشہ ہمیشہ تاقیامت اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اداؤں کو جمیع اہلِ ایمان کا عمل اور مدارِ نجات اور قربِ الٰہی کا ذریعہ قرار دے رہا ہے۔

۴۔ ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت وعظمت کو چار چاند لگ رہے ہیں جیسا کہ قرآنِ پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی (الضحیٰ ۴) اور بعد میں آنے والا ہر لمحہ آپ کیلئے پہلے لمحے کی نسبت زیادہ بہتر ہے۔

۵۔ روزِ محشر اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مقامِ شفاعت ووسیلہ عطا فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا محبوب سوال کرو ہم آپ کو عطا کریں شفاعت کرو ہم آپ کی شفاعت قبول کریں'' (مسلم شریف)

ان کا چہرہ بجلی کی طرح چمکتا تھا

حضرت ابوسنان عبدی صحابی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے چہرے پر اپنا دستِ مبارک پھیرا۔ ان کی عمر نوے برس ہوگئی تب بھی یہ عالم تھا کہ ان کا چہرہ بجلی کی طرح چمکتا تھا۔

۶۔ اللہ تعالیٰ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے ''دیدارِ حق تعالیٰ'' کی نعمت مومنین کو عطا فرما رہا ہے۔

فرشتوں کی طرف سے آپ پر درود کا مطلب یہ ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اعلیٰ سے اعلیٰ مراتب عطا فرمائے۔ آپؐ کے دین کو دنیا میں غلبہ عطا فرمائے اور آپؐ کی شریعت مطہرہ کو دنیا میں فروغ بخشے یعنی فرشتے ہر لحاظ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف وتوصیف کرتے رہتے ہیں۔

اہل ایمان کی طرف سے درود کا مطلب بھی اللہ پاک کی بارگاہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان بلند کرنے کی التجا ہے۔ یعنی اہلِ ایمان پر یہ واضح کیا گیا ہے کہ جب میں اپنے محبوبؐ پر برکات کا نزول کرتا ہوں اور میرے فرشتے آپؐ کی شان میں تعریف کرتے ہیں تو اے ایمان والو تم بھی میرے محبوب کی تعریف کرو۔

اس آیتِ مبارکہ میں لفظ صلوٰۃ استعمال ہوا ہے جس کے تین معانی ہیں پہلا یہ محبت اور عشق کی بنا پر رحمت کرنا یا مہربان ہونا۔ دوسرا تعریف وتوصیف کرنا۔ تیسرا التجا کرنا۔ لہٰذا جب یہ لفظ اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلوٰۃ کے معنوں میں استعمال کیا جائے گا تو اس سے پہلا اور دوسرا مطلب مراد لئے جائیں گے لیکن جب صلوٰۃ کا لفظ فرشتوں اور انسانوں کی طرف سے بولا جائے گا تو اس میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعا اور التجا کرنا لیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے مندرجہ بالا آیت مبارکہ میں مومنین کو دو باتوں کا حکم دیا ہے:-

1 صَلُّوْا عَلَیْہِ تم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا کرو۔

2 وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا اور تم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام بھی بھیجا کرو۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے صلوٰۃ وسلام دونوں کا الگ الگ بیان فرمایا ہے ''وْ'' کا لفظ دونوں کو الگ الگ کر رہا ہے۔ لہٰذا جس طرح دو الگ الگ حکم ہیں ان کی تکمیل کے تقاضے بھی الگ الگ ہیں نماز میں تشہد میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام (السلام علیک ایھا النبی) اور درود (درود ابراہیمی) علیحدہ علیحدہ بھیجے جاتے ہیں۔ یعنی نماز میں بھی درود اور سلام علیحدہ علیحدہ ہے۔

❁ حضرت علیؓ بن حسینؓ اپنے دادا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کرتے ہیں:-

☆ پس تم جہاں کہیں بھی ہو تمہارے سلام مجھ تک پہنچتے ہیں۔ (مجمع الزوائد، ابویعلی، امام حجر عسقلانی)

❁ سیدّ حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:-

☆ مجھ پر درود اور سلام بھیجتے رہا کرو بے شک تمہارے درود وسلام مجھ تک پہنچتے ہیں اگرچہ تم جہاں بھی ہو۔ (مسند ابو یعلی، امام ابن قیم)

لہٰذا ہمیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود اور سلام علیحدہ علیحدہ بھیجنے کا حکم ہے۔

❁ حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:-

☆ بے شک مکہ میں ایک پتھر تھا (جب) مجھے مبعوث کیا گیا تو وہ مجھے سلام کیا کرتا تھا بے شک میں اسے اب بھی پہچانتا ہوں۔ (ترمذی، طبرانی، ابویعلی)

❁ سیدّنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں:-

☆ میں مکہ میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھا پس ہم بیرونی مضافات سے گزرے تو جس درخت اور پتھر سے ہمارا گزر ہوتا وہ السلام علیک یا رسول اللہ کہتا۔ (ترمذی، الحاکم)

شجر وحجر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام پڑھ رہے ہیں۔ کیا ہم ان سے بھی گئے گزرے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام نہ پڑھیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے والے تین: (۱) اللہ تعالیٰ (۲) فرشتے (۳) اہل ایمان ہیں۔

درود پاک ایک انمول نعمت ہے جس کی فضیلت بے پناہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات عالیہ حسب ذیل ہیں جن میں درود پاک کے ان گنت فضائل بیان کئے گئے ہیں۔

✿ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے مجھ پر ایک بار درود پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے اور اس کے دس گناہ معاف کر دیتا ہے اور اس کے دس درجات بلند کر دیتا ہے۔ (نسائی شریف)

✿ حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز وہ شخص میرے سب سے قریب ہوگا جس نے مجھ پر کثرت سے درودِ پاک پڑھا ہوگا۔ (ترمذی شریف)

✿ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرمائے گا۔ (مسلم شریف)

✿ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ میں نے ایک مرتبہ نماز پڑھی حالانکہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی موجود تھے حضرت ابوبکر صدیقؓ اور سیدّنا عمر فاروقؓ بھی تشریف فرما تھے جب نماز پڑھنے کے بعد بیٹھا تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا پھر اپنے لئے دعا کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دیکھ کر فرمایا جو مانگو گے دیا جائے گا۔ مانگ دیا جائے گا۔ (ترمذی شریف)

✿ حضرت فضالہ بن عبیدہؓ سے روایت ہے کہ ایک دن جب کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے تو ایک شخص آیا اور اس نے نماز پڑھی پھر اس نے دعا مانگنا شروع کی یا اللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے نمازی تو نے جلدی کی ہے لہٰذا جب تو نماز پڑھے تو اس کے بعد پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کیا کر پھر مجھ پر درود پڑھا کر پھر ایک اور نمازی آیا اس نے نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی اور پھر حضور پر درود پاک پڑھا تو اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے نمازی تو جو دعا مانگے گا وہ قبول ہوگی۔ (مشکوٰۃ شریف)

۞ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک بار درودِ پاک پڑھے اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر ستر رحمتیں نازل فرماتے ہیں۔

۞ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے دن بھر میں مجھ پر ایک ہزار بار درودِ پاک پڑھا وہ مرے گا نہیں جب تک کہ وہ جنت میں اپنی آرام گاہ نہ دیکھ لے گا۔

۞ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرامؓ کے پاس اس انداز میں تشریف لائے کہ آپؐ کا چہرہ بہت ہشاش بشاش تھا۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کہنا ہے کہ میں نے آپؐ سے سبب دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ میں کیوں نہ خوش ہوں کہ ابھی ابھی میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے تھے انہوں نے کہا کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اے محبوب کیا آپؐ اس بات پر راضی ہیں کہ آپؐ کا کوئی اُمتی آپؐ پر ایک بار درودِ پاک پڑھے تو میں اور میرے فرشتے اس پر دس رحمتیں بھیجیں اور میں اس کے دس گناہ مٹادوں اور اس کیلئے دس نیکیاں لکھ دوں۔

(القول البدیع)

۞ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر درودِ پاک پڑھو کیوں کہ مجھ پر درودِ پاک پڑھنا تمہارے گناہوں کا کفارہ ہے اور تمہارے باطن کی پاکیزگی ہے اور جو مجھ پر ایک بار بھی درودِ پاک پڑھے گا اللہ اس پر دس رحمتیں بھیجے گا۔ (القول البدیع)

۞ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر درودِ پاک پڑھنے والے کو پل صراط پر عظیم نور عطا ہوگا اور جس کو پل صراط پر نور عطا ہوگا وہ اہل دوزخ سے نہ ہوگا۔

۞ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو مجھ پر ایک بار درودِ پاک پڑھے اللہ تعالیٰ اس کیلئے اس کے بدلے میں دس نیکیاں لکھ دیتا ہے اور اس کے دس گناہ مٹادیتا ہے اور اس کے دس درجے بلند کرتا ہے اور یہ دس غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔

۞ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو بندہ مجھ پر ایک مرتبہ درودِ پاک پڑھے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ اب بندے کی مرضی ہے کہ وہ درودِ پاک کم پڑھے یا زیادہ پڑھے۔ (القول البدیع)

۞ ایک روایت میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے قرآن پڑھا اور اپنے ربِ کریم کی حمد کی اور مجھ پر درودِ پاک پڑھا تو اس نے خیر کو اپنی جگہوں سے ڈھونڈ لیا۔ (القول البدیع)

۞ حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ روایت کرتے ہیں کہ دعا آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتی ہے اس میں سے کچھ بھی اوپر نہیں جاتا یہاں تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیہ درود پیش نہ کیا جائے۔ (ترمذی شریف)

۞ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم نے فرمایا جو مجھ پر ایک بار درودِ پاک پڑھے اس کیلئے اللہ تعالیٰ ایک قیراط اجر لکھتا ہے اور قیراط اُحد پہاڑ جتنا ہے۔ (القول البدیع)

۞ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز تم میں سے وہ شخص ہر مقام اور ہر جگہ پر میرے زیادہ قریب ہوگا جس نے تم میں سے مجھ پر درودِ پاک کی کثرت کی ہوگی اور تم میں سے جو جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات مجھ پر درودِ پاک پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجتیں پوری فرمائے گا ستر آخرت کی اور تیس دنیا کی پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ مقرر کرتا ہے جو کہ اس درودِ پاک کو لیکر میرے دربار میں حاضر ہوتا ہے جیسے تمہارے پاس ہدیے آتے ہیں اور وہ فرشتہ عرض کرتا ہے حضورؐ یہ درودِ پاک کا ہدیہ فلاں اُمتی نے جو فلاں کا بیٹا اور فلاں قبیلے کا ہے' نے بھیجا ہے تو میں اس درودِ پاک کو نور کے سفید صحیفے میں محفوظ کر لیتا ہوں۔ (سعادت دارین)

۞ حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے میری اُمت کے لوگو مجھ پر ہر جمعہ کے دن کثرت سے درودِ پاک پڑھا کرو' کیونکہ میری اُمت کا درودِ پاک مجھ پر ہر روز پیش ہوتا ہے' لہٰذا جس نے مجھ پر درودِ پاک زیادہ پڑھا اس کی منزل مجھ سے زیادہ قریب ہوگی۔ (جامع صغیر جلد1)

۞ حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے مروی ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو فرمایا میں نے آج رات عجیب منظر دیکھا کہ میرا ایک اُمتی پل صراط سے گزرنے لگا۔ کبھی وہ چلتا ہے' کبھی گرتا ہے' کبھی لٹک جاتا ہے' تو اس کا مجھ پر درودِ پاک پڑھا ہوا آیا اور اس اُمتی کا ہاتھ پکڑ کر اسے پل صراط پر سیدھا کر دیا اور پکڑے پکڑے اس کو پار کر دیا۔

۞ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے جو مجھ پر درودِ پاک پڑھے تو میں قیامت کے دن اس کا شفیع ہوں گا۔ (القول البدیع)

۞ ایک روایت میں ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر درودِ پاک کی کثرت کیا کرو کہ تمہارا درودِ پاک پڑھنا تمہارے گناہوں کا کفارہ اور میرے لئے اللہ تعالیٰ سے درجہ اور وسیلہ کی دعا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں میرا وسیلہ تمہارے لئے شفاعت ہے۔

(جامع صغیر جلد اول)

۞ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اکرم شفیعِ اعظم سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ جب وہ دربارِ الٰہی میں حاضر ہو' تو اللہ تعالیٰ اس پر راضی ہو' اسے چاہیے کہ درودِ پاک کی کثرت کرے۔ (القول البدیع)

۞ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے بہت سے فرشتے ایسے ہیں جو زمین پر پھرتے رہتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام پہنچاتے ہیں۔

(نسائی شریف وسنن دارمی)

۞ حضرت عمار بن یاسرؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ میری قبر پر مقرر کر رکھا ہے جس کو ساری مخلوق کی باتیں

اقبالؒ

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوۂ دانشِ فرنگ
سُرمہ ہے میری آنکھوں کا خاکِ مدینہ ونجف

تُو اے مولائے یثربؐ! آپ میری چارہ سازی کر
مری دانش ہے افرنگی، مرا ایمان ہے زُنّاری

وہ دانائے سُبل، ختم الرُّسل، مولائے کُلّ جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیِ سینا

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسیں، وہی طٰہٰ

قلب میں سوز نہیں، روح میں احساس نہیں
کچھ بھی پیغامِ محمدؐ کا تمہیں پاس نہیں

سننے کی قدرت عطا فرما رکھی ہے جو شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے اس پر اللہ کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس پر اللہ خود درود بھیجتا ہے۔ اس کیلئے ساتوں زمینوں اور آسمانوں کی ہر چیز چرند پرند، شجر و حجر دعا کرتے ہیں۔(القول البدیع)

۞ ایک روایت میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی دعا ایسی نہیں کہ اس میں اور اللہ تعالیٰ کے درمیان پردہ نہ ہو مگر جب کوئی شخص مجھ پر درود پڑھتا ہے تو اس درودِ پاک کی برکت سے وہ پردہ ہٹ جاتا ہے اور دعا درود کے ہمراہ بارگاہِ الٰہی میں درجہ قبولیت پر پہنچتی ہے اور اگر کوئی شخص دعا مانگنے کے ساتھ مجھ پر درود نہیں بھیجتا تو اس کی دعا الٹی لوٹ کر آجاتی ہے۔(القول البدیع)

۞ حضرت حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ فضائلِ حج بیان فرمائے کہ جو حج کر کے جہاد کو جائے تو ایک جہاد کا ثواب چار سو بار حج کے برابر پائے گا وہ لوگ جن میں طاقت نہ تھی اس بات کو سن کر مایوس اور دل شکستہ ہونے لگے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مجھ پر درود بھیجے گا وہ ایسی جزا پائے گا جو چار سو مرتبہ جہاد کرنے والے کو ملتی چاہیے۔

۞ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب دو مسلمان مصافحہ کے وقت درود پڑھتے ہیں تو ان کے جدا ہونے سے پہلے رب غفور الرحیم ان کے سب کے سب گناہ معاف کر دیتا ہے۔(سعادت الدارین)

۞ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھ پر ہر جمعہ کے دن درود پاک کی کثرت کیا کرو کیونکہ یہ دن اہم ومشہود ہے اس دن فرشتے حاضر ہوتے ہیں جو بندہ مجھ پر درودِ پاک پڑھے اس کی آواز مجھ تک پہنچ جاتی ہے وہ بندہ جہاں بھی ہو۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپؐ کے وصال کے بعد بھی آپ تک درود پڑھنے والوں کی آواز پہنچے گی فرمایا ہاں وصال کے بعد بھی سنوں گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کرامؑ کے اجسامِ مبارکہ حرام کر دیئے ہیں۔(جلاء الافہام)

۞ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جمعرات کے دن اللہ تعالیٰ آسمانوں سے فرشتے روانہ کرتا ہے ان کے پاس سونے کے قلم اور چاندی کے کاغذ ہوتے ہیں، وہ جمعرات کے دن اور جمعہ کی شب میں جو حضور پُرنُور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھتے ہیں اس کا نام لکھ لیتے ہیں۔

۞ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو مجھ پر درودِ پاک پڑھنا بھول گیا وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔(القول البدیع)

۞ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص بخیل ہے جس کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درودِ پاک نہ پڑھے۔ (القول البدیع)

۞ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں بتاؤں کہ سب سے بڑا بخیل کون ہے اور لوگوں میں عاجز کون ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ بخیل وہ ہے جس کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درودِ پاک نہ پڑھے اور عاجز وہ ہے جو درود پڑھے۔(القول البدیع)

۞ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک مرتبہ سحری کے وقت کچھ سی رہی تھیں تو سوئی گر گئی اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سوئی تلاش کرنے لگیں۔ اچانک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے آپؐ کی روشنی سے سارے گھر میں روشنی ہو گئی اور سوئی مل گئی۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ آپؐ کا چہرہ مبارک کتنا روشن ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حمیرا ہلاکت ہے اس بندے کیلئے جو مجھے قیامت کے دن نہیں دیکھ سکے گا۔ عرض کی یا رسول اللہ وہ کون ہو گا جو حضور کو نہ دیکھ سکے گا۔ آپؐ نے فرمایا وہ بخیل ہے۔ عرض کیا بخیل کون ہے؟ فرمایا جس نے میرا نام مبارک سنا اور مجھ پر درودِ پاک نہ پڑھا۔(القول البدیع)

۞ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب لوگ کسی مجلس میں بیٹھے ہوں اور وہاں نہ اللہ کا ذکر کریں اور نہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھیں تو قیامت کے دن وہ خسارے میں ہونگے پھر اللہ چاہے تو انہیں عذاب میں مبتلا کرے یا انہیں بخش دے۔(القول البدیع)

۞ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ پہلی سیڑھی پر رونق افروز ہوئے تو کہا آمین۔ یوں ہی دوسری اور تیسری سیڑھی پر آمین کہی۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی حضور اس تین بار آمین کہنے کا کیا سبب ہوا تو فرمایا جب میں پہلی سیڑھی پر چڑھا تو جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا بدبخت ہوا وہ شخص کہ جس نے رمضان المبارک پایا، رمضان المبارک نکل گیا اور وہ روزے نہ رکھ کر بخشا نہ گیا۔ میں نے کہا آمین! دوسرا بدبخت وہ شخص ہے جس نے اپنی زندگی میں والدین کو یا ان میں سے ایک کو پایا اور انہوں نے (خدمت کے سبب) اسے جنت میں نہ پہنچایا (یعنی وہ ان کی خدمت کر کے جنت حاصل نہ کر سکا) میں نے کہا آمین! تیسرا وہ شخص بدبخت ہے جس کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر پاک ہوا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درودِ پاک نہ پڑھا، تو میں نے کہا آمین! (بخاری شریف)

درود شریف کے فیوض و برکات

درود شریف ذکرِ باللسان میں سب سے اہم عبادت ہے، جس کے حسبِ ذیل فیوض و برکات ہیں۔

۱۔ درود شریف پڑھنے سے تکالیف دور ہوتی ہیں۔

۲۔ روحانی اور جسمانی بیماریوں سے شفا ملتی ہے۔

۳۔ خطرات اور خوف ٹل جاتا ہے۔

۴۔ تہمتوں سے نجات ملتی ہے۔

۵۔ دشمن پر فتح نصیب ہوتی ہے۔

۶۔ درود شریف سے رضائے الٰہی حاصل ہوتی ہے۔

۷۔ دل میں عشقِ رسولؐ پیدا ہوتا ہے۔

۸۔ طہارتِ ذات نصیب ہوتی ہے۔

۹۔ مال و اولاد میں برکت ہوتی ہے بلکہ ایک روایت میں چار پشتوں تک اس کی برکات رہتی ہیں۔

۱۰۔ صفائی قلب حاصل ہوتی ہے۔

۱۱۔ قیامت کی ہولناکیوں سے نجات ملتی ہے۔

۱۲۔ دنیا کی ہلاکتوں سے چھٹکارا اور زمانے کی تنگیوں سے خلاصی حاصل ہوتی ہے۔

۱۳۔ غربت ختم ہوتی ہے۔

۱۴۔ مومن پل صراط سے پلک جھپکتے ہی گزر جائے گا۔

۱۵۔ درود شریف کے ورد سے مسلمانوں کے دلوں میں ایک دوسرے کی محبت پیدا ہوتی ہے۔

۱۶۔ دائمی حضوری مجلس محمدیؐ اور دیدارِ حق تعالیٰ کیلئے مرشد کامل اکمل تک راہنمائی ہوتی ہے۔

۱۷۔ ملائکہ درود شریف پڑھنے والے سے مصافحہ کرتے ہیں۔

۱۸۔ سب سے بڑی نعمت حضورِ اکرمؐ سے جواباً سلام کے حصول کا شرف حاصل ہوتا ہے۔

۱۹۔ درود شریف کی سب سے بڑی خاصیت یہ ہے کہ

کی محمدؐ سے وفا تُو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا، لوح و قلم تیرے ہیں

اس کی کثرت سے ''فرقہ حق'' کی پہچان ہوتی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی فرقہ حق کی طرف راہنمائی فرماتے ہیں۔

۲۰۔ اور اس کی سب سے بڑی خاصیت یہ بھی ہے کہ عشاق کو کائنات کی سب سے بڑی دولت یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار کی دولت نصیب ہوتی ہے۔

درود شریف کے بے شمار فیض و برکات ہیں اور یہ ایسی اہم عبادت ہے جو ہمیشہ قبول ہوتی ہے۔ اور جس نیت سے درود پاک پڑھا جائے نیت کے مطابق فیض حاصل ہوتا ہے۔

کلامِ اقبالؒ

در عجم گر دیدم وہم در عرب
مصطفیٰؐ نایاب و ارزاں بولہب

ترجمہ: میں عرب میں بھی پھرا ہوں اور عجم میں بھی مگر عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں رنگے ہوئے لوگ نایاب ہیں۔ زیادہ تر بولہب ہیں

خاک یثرب از دو عالم خوش تر است
اے خنک شہری کہ آنجا دلبر است

ترجمہ: یثرب کی خاک دونوں جہانوں سے کہیں بہتر ہے۔ وہ شہر (مدینہ) کتنا مبارک ہے جس میں دلبر (محبوب) رہتا ہے

نسخہ کونین را دیباچہ اوست
جملہ عالم بندگان و خواجہ اوست

ترجمہ: دونوں جہانوں کی کتاب کا دیباچہ حضورؐ ہیں۔ تمام دنیا والے غلام ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آقا ہیں

نورِ محمدی ﷺ

بقیہ صفحہ نمبر 13

اطلاق ہوا: قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (سورۃ الکہف 110)۔ (تو کہہ، میں بھی تمہاری مثل ایک آدمی ہوں) نور کی حقیقت اپنے مقام پر رہی لیکن بعض دیکھنے والوں کی نظر کے لئے یہ بشریت حجاب بن گئی کہ وہ اس بشریت کے پیچھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت کو نہ دیکھ سکے: وَتَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ۔ (سورۃ اعراف 198)۔ (اور تُو دیکھے، تیری طرف تکتے ہیں اور کچھ نہیں دیکھتے)۔ یعنی آپؐ کی حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے۔

شعورِ آدمیت ناز کر اس ذاتِ اقدس پر
تیری عظمت کا باعث ہے محمدؐ کا بشر ہونا

گویا عقیدہ یہ ہونا چاہیے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقت نور ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظاہر میں بشری لباس پہن کر تشریف لائے ہیں۔ آپؐ صورت میں بشر ہیں۔ بے عیب و پاک صاف، شفاف بشریت آپؐ کا اعلیٰ وصف ہے۔ آپؐ کی بشریت بھی بے مثل ہے۔ اور آپؐ کی بشریت بھی اتنی لطیف ہے کہ آپؐ کا سایہ تک نہیں۔

محبوبِ خدا محمدِ مصطفیٰ ﷺ

بقیہ صفحہ نمبر 36

خزانوں کی کنجیاں اپنے محبوب کے حوالے کر دیں ہیں۔ اسی کی رضا میں میری رضا ہے۔ اس کے وسیلے سے مانگو تو ضرور عطا کروں گا۔ جس کی خاطر یہ کائنات تخلیق کی، جسے محبوب کہا گیا اُسے اس کائنات پر اتنا تصرف بھی نہیں دیا ہوگا کہ وہ اپنی مرضی سے مانگنے والوں کو کچھ عطا کر سکے؟ یہ کیسی محبت ہے، جس میں محبوب کو کوئی اختیار ہی نہ حاصل ہو؟ جو انسان میرے آقا محمد ﷺ کو بے اختیار سمجھے اسے امتی کہلانے کا حق نہیں۔ جو حضور ﷺ کے وسیلے کے بغیر بخشش طلب کرے وہ بخشش کا حق دار نہیں، جو رحمتِ عالم ﷺ ان کے لیے راتوں کو جاگ کر بخشش کی دعائیں کرتا رہا۔ اُسی سے بخشش کی سفارش کرواتے انہیں شرم آتی ہے۔ جس پر اللہ اور اس کے فرشتے مسلسل درود بھیج رہے ہیں۔ اُن پر درود بھیجتے اس کی جان نکلتی ہے۔ جس کی دنیا میں آمد پر اللہ تعالیٰ نے عرش و فرش کو نور سے بھر دیا۔ کائنات کے ذرے ذرے نے جس کی ولادت کی خوشی منائی اس کا میلاد منانے کو یہ فضول رسم سمجھتے ہیں۔ جن صحابہؓ کو حضور علیہ صلوٰۃ والسلام نے ستاروں کی مانند قرار دیا اُن کی پیروی کرنے کو یہ بدعت قرار دیتے ہیں۔

قابلِ رحم ہے ان کی ذہنی حالت۔ اللہ تعالیٰ ہی انہیں اپنے محبوب کی حقیقت پہچاننے کی توفیق دے اور اصل دینِ محمدیؐ کی طرف ہدایت دے۔ (آمین)

ماہنامہ "سلطان الفقر" لاہور درج ذیل مقامات سے طلب فرمائیں

تقسیم کنندگان برائے صوبہ پنجاب

سلطان نیوز ایجنسی

اخبار مارکیٹ ہسپتال روڈ لاہور

سب نیوز ایجنٹ لاہور

- ہجویری فوٹو اسٹیٹ وحدت روڈ لاہور
- افتخار بک ڈپو بکی بخشی چوک لاہور
- شرافت نیوز ایجنٹ پرانی انارکلی لاہور
- یونس نیوز ایجنٹ لاری اڈہ لاہور
- محمود نیوز ایجنٹ لاری اڈہ لاہور
- بک پلازہ مسجد چوک ڈیفنس لاہور
- مشتاق احمد نیوز ایجنٹ رہبر اڈہ لاہور
- عمران افضل نیوز ایجنٹ گول چکر سن آباد لاہور
- میٹرو ہوٹل ریلوے اسٹیشن لاہور
- مقصود احمد نیوز ایجنٹ لاری اڈہ لاہور
- فیروز سنز مسجد چوک ڈیفنس لاہور
- امجد نیوز ایجنٹ لاری اڈہ لاہور
- قادری کتب خانہ داتا دربار لاہور
- اعظم نیوز ایجنٹ لاری اڈہ لاہور
- اختر نیوز ایجنٹ لاری اڈہ لاہور
- ٹرسٹ بک سنٹر D پلازہ ڈیفنس لاہور
- ذوالفقار نیوز ایجنٹ لاری اڈہ لاہور
- سلیکٹ اینڈ بائے مین بلیوارڈ ڈیفنس لاہور
- عامر نیوز ایجنٹ لاری اڈہ لاہور
- دی کلاسیک بک ہاؤس مال لاہور
- بک سپاٹ مین بلیوارڈ ڈیفنس لاہور
- ڈیفنس بک کارنر ڈیفنس موڑ والٹن روڈ لاہور
- نوبل بک سنٹر مسجد چوک ڈیفنس لاہور
- ڈیفنس بک مسجد چوک ڈیفنس لاہور
- کتبستان بک سنٹر مسجد چوک ڈیفنس لاہور
- عباس بک سنٹر ریلوے اسٹیشن لاہور
- سفیان بھائی، اولڈ بک ہاؤس مین مارکیٹ گلبرگ لاہور
- حاجی عبدالرزاق نیوز ایجنٹ چوک ملتان چونگی ملتان روڈ لاہور
- محمد اکبر نیوز ایجنٹ چوک یتیم خانہ ملتان روڈ لاہور
- محمد اصغر نیوز ایجنٹ چوک یتیم خانہ ملتان روڈ لاہور
- کیپری بک ہاؤس مون مارکیٹ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور
- خالد بک ڈپو اینڈ فوٹو سٹیٹ ملتان روڈ مانگا منڈی ضلع لاہور

دیگر نیوز ایجنٹ

فیصل آباد
- شمع بک سٹال خزوالہ چوک فیصل آباد
- فیاض بکڈ پو امین پور بازار فیصل آباد

قصور
- سلیم سنز بکڈپو قصور شہر

رینالہ خورد
- علی بک سٹال مجلز روڈ رینالہ خورد ضلع اوکاڑہ

وزیر آباد
- شاہد نیوز ایجنسی بلوچی گلہ نمبر 1 وزیر آباد ضلع گجرات

گجرات
- خالد بک سٹال مسلم بازار گجرات

کھاریاں
- عارف نیوز ایجنسی مین بازار کھاریاں ضلع گجرات

جہلم
- بٹ نیوز ایجنسی تحصیل روڈ جہلم

پسرور
- علی نیوز ایجنسی پسرور ضلع سیالکوٹ

کوٹ ادو
- عابد شاہ اسٹیشنری ہاؤس اینڈ اولڈ بک سنٹر ریلوے بازار کوٹ ادو

گوجرانوالہ
- اقبال پرویز نیوز ایجنٹ بالمقابل ٹی ریلوے اسٹیشن گوجرانوالہ شہر

رحیم یار خان
- چوہدری امانت علی اینڈ سنز ریلوے روڈ رحیم یار خان

صادق آباد
- چوہدری برادرز ریلوے روڈ صادق آباد

خان پور
- انیس نیوز ایجنسی ریلوے روڈ خان پور

عارف والا
- قاری سعید احمد چوہدری (بیورو چیف) قاری نیوز ایجنسی کارخانہ بازار عارف والا

ساہیوال
- زمیندار نیوز ایجنسی جناح روڈ ساہیوال

جھنگ
- شیخ محمد حسین نیوز ایجنسی فوارہ چوک جھنگ صدر

پیر محل
- چوہدری نیوز ایجنسی پیر محل

راجانہ
- اقبال بکڈ پو راجانہ

سرائے عالمگیر
- عمر بک سیلرز اینڈ سٹیشنری مارٹ سرائے عالمگیر

دینہ
- سید نیوز ایجنسی دینہ

رفیق آباد
- قاسم سیفی نیوز ایجنٹ مکھی والا شہباز والا، رفیق آباد

مروٹ
- بابا غلام نبی نیوز ایجنٹ مروٹ

ہارون آباد
- النعیم نیوز ایجنسی ہارون آباد

ٹوبہ ٹیک سنگھ
- جنگ نیوز ایجنسی کمالیہ روڈ ٹوبہ ٹیک سنگھ

چنوکی
- رضا نیوز ایجنسی حلہ چوک چنوکی

بہاولنگر
- پنجاب نیوز ایجنسی سلیم میڈیکل ہال بہاولنگر

فقیر والی
- غلام مصطفیٰ قادری کویت آٹوز ہائی وے فقیر والی تحصیل ہارون آباد ضلع بہاولنگر
- سیٹھ خالد محمود ایجنٹ 214/9R چوک 286/HR موڑ رسافہ اڈہ ضلع بہاولنگر

دیپال پور
- طاہر بک سٹال پرانا لاری اڈہ دیپال پور ضلع اوکاڑہ

بصیر پور
- الشریف بک ڈپو اینڈ سٹیشنری بصیر پور

حجرہ شاہ مقیم
- فریدی نیوز ایجنسی مین بازار حجرہ شاہ مقیم

چونیاں
- انور نیوز ایجنسی چونیاں

حویلی لکھا
- لاہور بک ڈپو ریلوے روڈ حویلی لکھا
- شعیب سٹیشنرز حویلی لکھا

اوکاڑہ
- رحمت بک سٹال وینس چوک اوکاڑہ
- ضمیر حیدر چک 27/4L تھانہ شا بھور اوکاڑہ

مدرسہ
- حافظ عبدالمجید نیوز ایجنٹ منڈی مدرسہ ضلع بہاولنگر
- منشاء عرف کرنل نیوز ایجنٹ منڈی مدرسہ ضلع بہاولنگر

بورے والا
- طاہر نیوز ایجنسی عارف بازار بورے والا
- ڈاکٹر نذر حسین۔ باباحاجی شیر دیوان بورے والا ضلع وہاڑی

فورٹ عباس
- النعیم نیوز ایجنسی فورٹ عباس
- محمد سلیم ساجد نیوز ایجنٹ فورٹ عباس

ڈونگا بونگا
- کامران نیوز ایجنسی ڈونگا بونگا
- میر صاحب نیوز ایجنسی ڈونگا بونگا

گوجر خان
- ڈان نیوز ایجنسی جی ٹی۔ روڈ گوجر خان
- نور کارڈ سنٹر حیات سر روڈ گوجر خان

میاں چنوں
- فیاض کتاب گھر مسجد بازار میاں چنوں
- دارالادب بک سیلرز تلمبہ روڈ میاں چنوں

شیخوپورہ
- اقبال نیوز ایجنٹ گلی ککے زئیاں لاہور روڈ شیخوپورہ
- طارق نیوز ایجنسی اکبر بازار لاہور روڈ شیخوپورہ شہر

شورکوٹ
- بابر نیوز ایجنسی لاری اڈہ شورکوٹ شہر
- اشرف بکڈ پو شورکوٹ کینٹ

کمالیہ
- شاہین لائبریری منڈی موڑ کمالیہ
- میاں بکڈ پو صدر بازار کمالیہ

چکوال
- سخاوت حسین گودس وداکانہ مکھین منڈ ے روڈ نزد چشتی بک ہاؤس ملکین چکوال
- سلطانی نیوز ایجنسی اینڈ پیپر ایجنٹ چکوال

سیالکوٹ
- ملک نیوز ایجنسی ریلوے روڈ سیالکوٹ
- ماڈرن بکڈپو سیالکوٹ کینٹ

گوجرہ
- نذیر نیوز ایجنسی پوسٹ آفس روڈ گوجرہ
- بلال بک سنٹر ملک والا چوک گوجرہ

چیچہ وطنی
- عزیز بک پیلس اوکانوالہ روڈ چیچہ وطنی
- رحمانیہ کتب خانہ اوکانوالہ روڈ چیچہ وطنی
- باؤ جی کتاب گھر اوکانوالہ روڈ چیچہ وطنی

وہاڑی
- شاہین بک سنٹر DPS روڈ وہاڑی
- ارشد واچ ہاؤس۔ ریل بازار وہاڑی شہر

اٹک
- پاکستان نیوز ایجنسی مین بازار پنڈی گھیب ضلع اٹک
- خزینہ علم وادب مین بازار اٹک شہر
- حبیب بک ڈپو مین بازار اٹک شہر
- کتب خانہ مقبول عام مین بازار اٹک شہر
- تنویر سٹیشنری مین بازار اٹک شہر
- تشکیل بک ڈپو مین بازار اٹک شہر

پاکپتن
- مکتبہ بابا فریدؒ اینڈ عطر ہاؤس پاکپتن شریف
- مہر آباد نیوز ایجنسی پاکپتن شریف

تقسیم کنندگان برائے

ملتان اور جنوبی پنجاب

(ڈیرہ غازی خان، مظفر گڑھ، کوٹ ادو، خان گڑھ، کبیر والا، بڈھا سنت، جہانیاں، منڈی، قصبہ گجرات شہر سلطان، علی پور، راجن پور، خانیوال، شجاع آباد، مخدوم رشید، قادر وال)

اشفاق نیوز ایجنسی

14 صمد پلازہ چوک نواں شہر ملتان

تقسیم کنندہ برائے بہاولپور

کیپٹل نیوز ایجنسی

دستور پریس بلڈنگ زنانہ ہسپتال روڈ بہاولپور

کیپٹل نیوز ایجنسی کے سب ایجنٹ

- عبدالحق اینڈ کمپنی منڈی یزمان
- ذوالفقار نیوز ایجنسی خیر پور ٹامیوالی
- راؤ برادرز لودھراں
- خالد نیوز ایجنسی لیاقت پور
- عارف نیوز ایجنسی کروڑ پکا
- محمد صابر حسین لنگاہ احمد پور شرقیہ اوچ شریف

ماہنامہ "سلطان الفقر" لاہور درج ذیل مقامات سے طلب فرمائیں

تقسیم کنندہ برائے سرگودھا ڈویژن

پاکستان نیوز ایجنسی

گول چوک سرگودھا

Tel: 048-3714747 Cell: 0300-6000801

پاکستان نیوز ایجنسی کے سرگودھا ڈویژن میں تقسیم کنندگان

- مظفر حسین نیوز ایجنٹ بھکر
- محمد حنیف نیوز ایجنٹ منکیرہ ضلع بھکر
- داود انور نیوز ایجنٹ میانوالی شہر
- عبدالصمد خان ریلوے بک سٹال میانوالی
- زاہد نسیم نیوز ایجنٹ قائد آباد
- صاحب خان نیوز ایجنٹ جوہر آباد
- فیض اللہ نیوز ایجنٹ نور پور
- بابر نیوز ایجنٹ خوشاب
- خالد نیوز ایجنٹ نوشہرہ ضلع خوشاب (انگہ شریف)
- سرور نیوز ایجنٹ شاہ پور
- بٹ نیوز ایجنٹ جاوریاں
- پاکستان نیوز ایجنٹ بھیرہ
- اویس نیوز ایجنٹ بھلوال
- اکبر نیوز ایجنٹ ربوہ
- اسم نیوز ایجنٹ کوٹ مومن

تقسیم کنندہ برائے واہ کینٹ

حبیب لائبریری اینڈ بک ڈپو

لائق علی چوک واہ کینٹ

سب نیوز ایجنٹ

- انوریہ کتاب گھر لالہ رخ واہ کینٹ
- الاخوان کتاب مرکز لالہ رخ واہ کینٹ
- عابد لائبریری لالہ رخ واہ کینٹ
- واہ سٹیشنری اسلم مارکیٹ واہ کینٹ
- عمران لائبریری بنی محلہ ٹیکسلا
- پراچہ P.C.O اینڈ بک سیلرز ٹیکسلا
- اشتیاق بک ڈپو حسن ابدال
- یوسف برادرز انور چوک واہ کینٹ
- بھٹی بک ڈپو لئیق علی چوک واہ کینٹ
- شمس بک ڈپو ۔ ایچ ۔ ایم ۔ سی ۔ ٹیکسلا
- عمران گفٹ سنٹر لالہ رخ واہ کینٹ
- یونیورسل بک ڈپو لالہ رخ واہ کینٹ
- پنجاب بک ڈپو لئیق علی چوک واہ کینٹ
- قاسمی بک سنٹر نواب آباد واہ کینٹ
- کالج بک ڈپو لئیق علی چوک واہ کینٹ

تقسیم کنندہ برائے راولپنڈی/اسلام آباد

کمبائنڈ نیوز ایجنسی

اخبار مارکیٹ موتی پلازہ راولپنڈی

فون: 051-5505194

موبائل 0300-5151136-0321-5352745
03215583307

سب نیوز ایجنٹ

- لطیف الرحمان نیوز ایجنسی حضرو
- ظفر اقبال نیوز ایجنسی جنڈ
- عمر حیات نیوز ایجنسی منھیال
- چوہدری خلیل نیوز ایجنسی برنالہ (آزاد کشمیر)
- مظہر ظریف نیوز ایجنسی پلندری (آزاد کشمیر)
- حافظ ابوبکر صدیق للہ ٹاؤن
- قاری مسعود الرحمان فتح جنگ
- چوہدری نیوز ایجنسی کوٹلہ ارباب خان
- آزاد نیوز ایجنسی کھوڑ
- فاروق نیوز ایجنسی چواہ سیدن شاہ
- خواجہ نیوز ایجنسی کھیوڑہ
- ڈاکٹر امجد نیوز ایجنٹ اٹک
- ڈاکٹر امجد نیوز ایجنٹ کامرہ
- عبدالخالق نیوز ایجنسی وحیر کوٹ
- اسلامک نیوز ایجنسی باغ
- اخلاق نیوز ایجنسی کمیٹی باغ
- عبدالخالق نیوز ایجنسی بہیرہ آزاد کشمیر
- ریاض نیوز ایجنسی دھربالہ جاب
- عبدالشکور نیوز ایجنسی تھوراڑ
- صائم نیوز ایجنسی کوٹلی سیال
- جیو نیوز ایجنسی سرائے عالمگیر

تقسیم کنندہ برائے کراچی

گلستان نیوز ایجنسی

اخبار مارکیٹ فیئر روڈز دریگل چوک صدر بازار کراچی

تقسیم کنندہ برائے حیدر آباد/نواب شاہ

الحبیب نیوز ایجنسی

اخبار مارکیٹ نزد ریلوے اسٹیشن حیدر آباد

سب نیوز ایجنٹ

- ریحان برادرز نیوز ایجنٹ
پرانا نواب شاہ نزد ریلوے اسٹیشن نواب شاہ

تقسیم کنندگان برائے سرحد

زرباغ نیوز ایجنسی

چوک یادگار پشاور (سرحد)

صوبہ سرحد میں زرباغ نیوز ایجنسی کے سب ایجنٹ

- عزیز نیوز ایجنٹ کوہاٹ
- علی شان نیوز ایجنٹ تنگرہ
- سلیم نیوز ایجنٹ نوشہرہ
- احسان نیوز ایجنٹ باجوڑ
- غفور نیوز ایجنٹ جہانگیرہ
- اشرف نیوز ایجنٹ ہنگو
- شربت علی نیوز ایجنٹ لنڈی کوتل
- علی نبی نیوز ایجنٹ پارہ چنار
- قاری نسیم اختر نیوز ایجنٹ لگرام
- شعیب نیوز ایجنٹ صوابی
- امیر محمد نیوز ایجنٹ مردان
- گل کرم نیوز ایجنٹ چارسدہ
- احسان نیوز ایجنٹ چکدرہ
- کفائیت نیوز ایجنٹ گنڈو
- سعید نیوز ایجنٹ شب قدر
- امجد کریم نیوز ایجنٹ ڈیرہ اسماعیل خاں
- کاکاخیل نیوز ایجنٹ چترال
- جاوید نیوز ایجنٹ سوات

دیگر نیوز ایجنٹ برائے صوبہ سرحد

- کیپٹل بک ہاؤس صفدر بلڈنگ جی. ٹی روڈ ہری پور ہزارہ (سرحد)
- اعجاز نیوز ایجنسی نیوز پیپر ایجنٹ پرانا بس سٹینڈ حویلیاں ہزارہ ضلع ایبٹ آباد (سرحد)
- جدہ نیوز ایجنسی توپانوالہ چوک ڈیرہ اسماعیل خان (سرحد)

تقسیم کنندگان برائے بلوچستان

راسکو نیوز ایجنسی

کامران ہوٹل کمرہ نمبر

نزد مٹھا چوک پرنس روڈ کوئٹہ (بلوچستان)

دیگر نیوز ایجنٹ

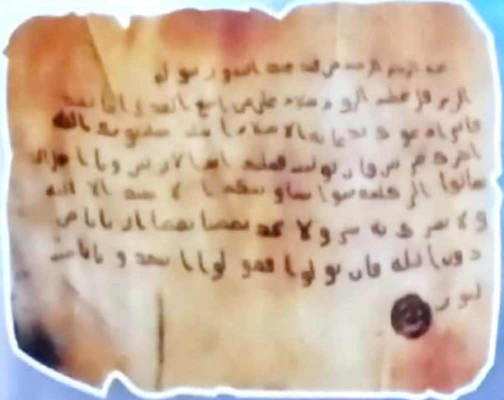
- منیر احمد ناصر پوسٹ ماسٹر اوتھل ضلع لسبیلہ (بلوچستان)

تقسیم کنندگان برائے آزاد کشمیر

- حافظ صابر حسین مدرس تدریس القران جامعہ رضویہ چھنیاں جھنڈ گراں بالا P/O گڑھی ڈوپٹہ B.P.O کومی کوٹ مظفر آباد آزاد کشمیر
- ایوب بک ڈپو اینڈ اخبار ایجنسی فارورڈ کہوٹہ تحصیل حویلی ضلع باغ آزاد کشمیر

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ

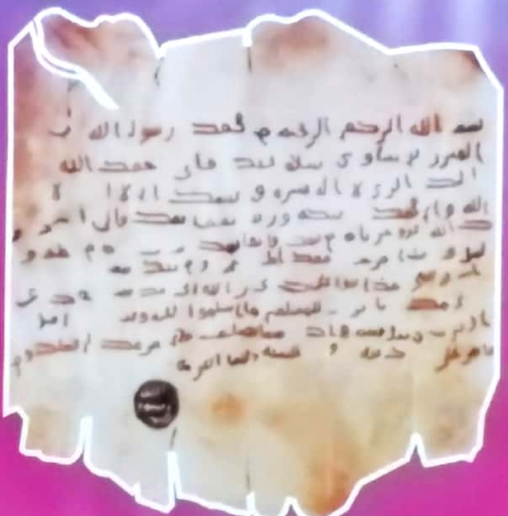
حضور ﷺ کا خط بنام ہرقل قیصر روم



حضور ﷺ کا خط بنام نجاشی شاہ حبش



حضور ﷺ کا خط بنام منذر بن ساوے (گورنر بحرین)



حضور ﷺ کا خط بنام کسریٰ شاہ فارس



جو سر پہ رکھنے کو مل جائیں نعلین پاک حضور ﷺ
تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں



(نعلین مبارک)

ماہنامہ سلطان الفقر لاہور

دعوتِ عام

• اسم اللہ ذات ہی اسمِ اعظم ہے • اسم اللہ ذات عین ذات پاک ہے۔ جو دیدارِ الٰہی معرفتِ الٰہی اور اللہ تعالیٰ کی پہچان حاصل کرنا چاہتا ہو وہ ذکر اور تصور اسم اللہ ذات کرے • کائنات کے تمام خزانوں کی کنجی ذکر اور تصور اسم اللہ ذات میں ہے۔ (حضرت سخی سلطان باھوؒ)

• نہ چھوڑ اے دلِ فغانِ صبحگاہی...... اماں شاید ملے "اللّٰہ ھو" میں (اقبالؒ)

ذکر اور تصورِ اسم اللہ ذات کی فضیلت حقیقت اور اہمیت سے آگاہی کے لئے

کتاب: حقیقتِ اسمِ اللہ ذات خط لکھ کر مفت منگوئیں۔

• حُبِ دنیا اور گمراہی سے نجات کے لئے • مایوسی اور گناہ سے بچنے کے لئے • دنیاوی الجھنوں، پریشانیوں اور مسائل سے چھٹکارہ کیلئے • شیطانی وساوس مادی نظریات اور غلبہ شہوات سے خلاصی کیلئے • تزکیہ نفس، تصفیہ قلب اور تجلّیہ روح کے لئے • اللہ تعالیٰ کی معرفت و پہچان کے لئے • اطمینانِ قلب اور سکون کے لئے • حق و باطل میں فرق کے لئے

ذکر و تصور اسمِ اللہ ذات خود کیجئے اور دوسروں کو ترغیب دیجئے کہ یہی صراطِ مستقیم ہے۔

خادم سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن سروری قادری مدظلہ الاقدس نے گمراہی اور فتنوں کے اس دور میں اسمِ اللہ ذات کا فیض عام کر دیا ہے۔

ذکر اور تصورِ اسمِ اللہ کے حصول کے لئے رابطہ کریں

خادم سلطان الفقر حضرت سخی سلطان **محمد نجیب الرحمٰن** صاحب سروری قادری مدظلہ الاقدس

المرتضیٰ 20 ہدایت اللہ بلاک مصطفیٰ ٹاؤن وحدت روڈ لاہور پوسٹ کوڈ 54790

ملاقات کے اوقات

روزانہ بعد از نمازِ مغرب تا رات 10.00 بجے تک

اتوار دوپہر 2.00 بجے سے رات 10.00 بجے تک

PTCL V Wireless 042: 5031210 پر رابطہ روزانہ شام 7 بجے سے رات 10 بجے تک

اور اتوار کے دن 1 بجے سے رات 10 بجے تک